سلسلۂ دارالمصنفین

نمبر (۹۰)

ہندوستان

عربوں کی نظر میں

جلد دوم

یعنی ہندوستان کے متعلق قدیم عربی مصنفین خصوصاً جغرافیہ نویسوں اور
سیاحوں کے بیانات اور ان کا اردو ترجمہ

شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڈھ

باہتمام

مولینا مسعود علی صاحب ندوی

معارف پریس اعظم گڈھ میں چھپی

قیمت ے روپے

۱۹۶۲ء

فہرست مضامین

ہندوستان عربوں کی نظر میں

جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

اس کتاب کی پہلی جلد مارچ ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی تھی، جو بہت مقبول ہوئی، حکومت ہند نے بھی اس کی قدر افزائی کی، ادارۂ تاریخ ہند کے سلسلہ میں اس نے ایک سال کے لئے جو امداد منظور کی تھی، اس میں ایک سال کی مزید توسیع کر دی جس سے دوسری جلد کی تکمیل کا موقع ملا، اس کے لئے دارالمصنفین عالی جناب ہمایوں کبیر بالقابہ وزیر ثقافتی امور حکومت ہند کا شکر گزار ہے۔

اس جلد میں ابن ندیم، عبدالقاہر بغدادی، قاضی صاعد اندلسی، عبدالکریم شہرستانی، قاضی رشید بن زبیر، شریف ادریسی، ابن ابی اصیبعہ، ابن بطوطہ اور قلقشندی کے بیانات ہیں، اس طرح ان دونوں جلدوں میں تیسری صدی ہجری (نویں صدی عیسوی) سے لے کر نویں صدی ہجری (پندرہویں صدی عیسوی) تک کے عرب مصنفین کے بیانات آگئے ہیں، اس دور کی فارسی تاریخیں بہت کم ہیں، اور جو ہیں بھی وہ زیادہ تر سیاسی اور جنگی محاربات کے حالات پر مشتمل ہیں، ان میں ہند قدیم کے علمی مذہبی اور تمدنی حالات بہت کم ملتے ہیں، اس لئے یہ کتاب تیسری صدی سے لے کر نویں صدی ہجری تک چھ سو سال کی ہندوستان اور ہندوؤں کی قدیم تاریخ کا [illegible] اس دور کے متعلق اتنے قدیم مستند اور متنوع معلومات خود ہندوستانی زبانوں میں بھی مشکل سے ملیں گے، اس لئے یہ کتاب تاریخ ہند کے طلبہ اور مورخین کے لئے ایک اہم ماخذ ہے، اس سے یہ بھی اندازہ

ہوگا کہ عرب مصنفین نے ہندوؤں کی تاریخ کے ساتھ کتنا اعتنا، اور اس کی کتنی بڑی خدمت کی ہے؟

اس حصہ کی تالیف اور اس کا ترجمہ بھی پہلے حصہ کے مترجم مولوی ضیاء الدین صاحب اصلاحی رفیق دار المصنفین نے کیا ہے اور اس کی اصلاح و ترمیم میں نے کی ہے، مترجم نے جابجا ضروری حواشی اور تشریحات بھی تحریر کر دی ہیں، جس سے متن کے اجمال اور بہت سے پرانے اسماء و اعلام کی وضاحت و تشریح ہوجاتی ہے، قاضی رشید اور شریف ادریسی کے بیانات کا ترجمہ مولوی مجیب اللہ صاحب ندوی نے کیا ہے، بعض کتابوں کی فراہمی اور نقل و اقتباس حاصل کرنے میں خاصی محنت اور دشواری اٹھانا پڑی، اس کام کے لیے دار المصنفین کے دو رفقاء ایک سال تک برابر مشغول رہے، لیکن الحمد للہ یہ ضروری کام پورا ہوگیا،

فقیر معین الدین احمد ندوی
ناظم شعبۂ علمی و ڈائرکٹر شعبۂ تاریخ
دار المصنفین اعظم گڈھ
۳ مارچ ۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابنِ ندیم

ابنِ ندیم کا اصلی نام محمد بن اسحاق بن ابی یعقوب النّدیم، کنیت ابو الفرج یا ابو الفتح ہے لیکن ابن ندیم کے نام سے مشہور ہے، وطن بغداد تھا، یہ کتابوں کی نقل و ترتیب و تصحیح (وراقی) اور فروخت کا کام کرتا تھا، اُس نے اپنی مشہور تصنیف الفہرست ۳۷۷ھ مطابق ۹۸۷ء میں لکھی، اس میں دنیا کی مختلف قوموں کی زبانوں اور اُن کے رسم الخط کا ذکر اور اسلامی علوم و فنون کے جملہ شعبوں کے متعلق تصنیفات اور مصنفین کے مختصر حالات اور ان تمام کتابوں کے بھی نام اور انکے متعلق معلومات تحریر کئے ہیں، جو اس کے زمانہ تک کسی علم و فن میں عربی میں لکھی یا دوسری زبانوں سے ترجمہ ہوئی تھیں، ہندوستانی علوم و فنون کی کتابوں اور یہاں کے مذاہب کا بھی اس میں تذکرہ ہے، بلکہ یہ ہندوستانی مذاہب کے بارہ میں نہایت قدیم اور مستند ماخذ ہے، کیونکہ دوسری صدی ہجری میں یحیٰی بن خالد برمکی نے ہندوستانی مذاہب کی جو روداد تیار کرائی تھی اسکا خلاصہ ابنِ ندیم نے الفہرست میں شامل کر لیا ہے، اس کتاب کی اہمیت کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اس زمانہ میں لکھی گئی جب اس طرح کی کوئی کتاب نہ تھی، اور اگر ابنِ ندیم نے الفہرست نہ لکھی ہوتی

تو عربی زبان وادب اور قدیم علوم و فنون کے متعلق بہت سارے معلومات اور حالات جو اب منظر عام پر آچکے ہیں، پردۂ خفا میں رہتے،

اس کے کئی ایڈیشن یورپ اور مصر سے اب تک شائع ہو چکے ہیں، ۱۹۲۹ء میں مصر سے اس کا جو ایڈیشن شائع ہوا ہے، اس کے شروع میں جامع ازہر کے کسی فاضل پروفیسر نے ابن ندیم کے مختصر حالات بھی لکھے ہیں،

ابن ندیم کی وفات کا صحیح سنہ معلوم نہ ہو سکا تاہم ۳۸۵ھ مطابق ۹۹۵ء کے بعد اس کی وفات ہوئی ہے،

الفہرست

هؤلاء القوم مختلفي اللغات مختلفي	سندھ کے لوگوں کی زبانیں اور مذہب باہم مختلف
المذاهب ولهم اقلام عدة	اور رسم الخط متعدد ہیں، ان علاقوں میں جانے
قال لی بعض من يجول بلادهم	والے ایک سیاح نے مجھ کو بتایا کہ اُن کے
ان لهم نحو مائتی قلم والذی	تقریباً دوسو[۲] رسم الخط ہیں، اور بادشاہ کے
رأيت صنماً صفراً في دار السلطان	محل میں جو سونے کا بت[۱] میں نے دیکھا اور جس کے
قيل انه صورة اليد وهو شخص	متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہاتھ کی شکل کا ایک
على كرسي قد عقد باحدى يديه	مجسمہ ہے اور ایک کرسی پر رکھا ہوا ہے، اپنا
ثلاثين وعلى الكرسي كتابة هذا	ایک ہاتھ اس طرح کئے ہوئے ہے
. . . .	کہ معلوم ہوتا ہے ۳۰ تک گنتی گن رہا ہے[۲] اور
. . . .	کرسی پر اس طرح کا ایک کتبہ بھی ہے[۳]
وذكر هذا الرجل المقدم	اسی سیاح نے بیان کیا کہ سندھ
ذكره انهم في الاكثر يكتبون بالتسعة	کے لوگوں میں عموماً ۹ رسم الخط رائج
احرف (ص۲۷)	ہیں،

---

[۱] یہ پہلوتی بغداد میں تھی [۲] انگلیوں سے گنتی گننے کی ایک خاص شکل کا نام ہے [۳] اس کے بعد مصنف نے کتبہ کی اصل شکل تحریر کی ہے مگر اسے قلم انداز کر دیا گیا،

فامّا اجناس السودان مثل النوبۃ	سندھیوں کے علاوہ دوسری سیہ فام قومیں
والبجۃ والزغاوۃ والمراوۃ و	مثلاً نوبہ، بجہ، زغاوہ، مراوہ، استان
والاستان والبربر واصناف الزنج	اور بربر اور حبشہ کی مختلف قومیں بھی قرب
سوی السند فانّھم یکتبون	وجوار کی وجہ سے ہندی ہی رسم خط میں
بالھندیۃ للمجاورۃ فلا قلم	لکھتی ہیں، اس لئے کہ خود ان کا کوئی رسم خط
لھم یعرف ولا کتابۃ (ص ۲۸)	نہیں ہے،
منکہ الھندی، وکان فی جملۃ	منکہ ہندی[۵۱] اسحاق بن سلیمان بن علی ہاشمی
اسحٰق بن سلیمان بن علی الھاشمی	کے درباری لوگوں میں تھا، اور سنسکرت سے
ینقل من اللغۃ الھندیۃ	عربی میں کتابوں کا ترجمہ کیا کرتا تھا۔ ابن دھن[۵۲]
الی العربیۃ، ابن دھن الھندی	ہندی برامکہ کے شفاخانہ کا افسر اعلیٰ تھا،
وکان الیہ بیمارستان البرامکۃ	یہ بھی ہندی سے عربی زبان میں کتابوں کا
نقل الی العربی من اللسان الھندی	ترجمہ کیا کرتا تھا،
(ص ۲۴۳)	
کنکہ الھندی ولہ من الکتب	کنکہ ہندی[۵۳] کی کتابوں کے نام یہ ہیں، ایک
کتاب النمودار فی الاعمار، کتاب	کتاب عمروں کے بیان میں، دوسری پیدائش
اسرار الموالید، کتاب القرانات	کے بھید میں، تیسری بڑے قران یا بڑی لگن

۵۱ یہ ایک وید کا نام ہے جو طب اور علاج میں بڑی مہارت رکھتا تھا،

۵۲ یہ بھی ایک وید کا نام ہے،

۵۳ یہ ایک جوتشی پنڈت تھا، ابن ابی اصیبعہ کا بیان ہے کہ وہ مشہور اور نامی طبیب گذرا ہے،

الكبير، كتاب القرآنات الصغير جو
الهندى - وله من الكتب كتاب
المواليد عربى صنجهل الهندى
وله من الكتب كتاب اسرار المسائل
نهتق الهندى - وله من الكتب
كتاب المواليد الكبير-

ومن علماء الهند ممن وصل
الينا كتبه فى النجوم والطب: باكهر
راحه، صكه، داهر، آنكو، زنكل
اريكل، جبهر، اندى، جبارى
(ص ۲۷۰)

اسماء كتب الهند فى الطب الموجودة
بلغة العرب كتاب سسرد عشر
مقالات امر يحيى بن خالد بتفسيره
لمنكه الهندى فى البيمارستان
ويجرى مجرى الكناش، كتاب
استانكر الجامع تفسير ابن دهن
كتاب سيرك فسره عبد الله بن

کے بیان میں اور چوتھی چھوٹی لگن کے بیان
میں جو در ہندی کی کتابوں میں ایک کتاب ہے
میں کتاب المواليد ہے، سنگھل ہندی
کی ایک کتاب سوالوں کے بھید میں ہے، نہک
(یا نایک) ہندی کی کتابوں میں ایک پیدائش
کی بڑی کتاب ہے،

بعض علماے ہند جن کی فن طب
نجوم سے متعلق کتابیں ہمارے یہاں پہنچی ہیں
اُن کے نام یہ ہیں، باکھر، راجہ، صکہ، داہر،
انکو، زنکل، اریکل، جبھر، اندی، اور جباری
وغیرہ،

فنِ طب کے متعلق ہندوستان کی وہ
کتابیں جو عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں یہ ہیں
ششرت کی کتاب دس بابوں میں ہے،
یحییٰ بن خالد برمکی نے منکہ ہندی پنڈت کو
اپنے شفاخانہ میں اُس کے ترجمہ کرنے کا حکم
دیا تھا، یہ طبی دستور العمل کی قائم مقام ہے،
استانکر کی کتاب کا ابن دھن نے ترجمہ کیا

لہ بودر، سنگھل، نہک، سب نام ہیں،

علی من الفارسی الی العربی، لانہ اوّلاً
نقل من الهندی الی الفارسی، کتاب
سندستاق معناہ کتاب صفوة
النجح تفسیر ابن دهن صاحب البیمارستان
کتاب مختصر للهند فی العقاقیر، کتاب
علاجات الحبالی للهند، کتاب توقشتل
فیه مائة داء ومائة دواء، کتاب
روسا الهندیة فی علاجات النساء
کتاب السکر للهند، کتاب اسماء عقاقیر
الهند فسّرہ منکه لاسحاق بن
سلیمان، کتاب رأی الهندی فی اجناس
الحیات وسمومها، کتاب التوهم فی
الامراض والعلل لتوقشتل الهندی

(ص ۴۲۱)

چرک کی کتاب پہلے سنسکرت سے فارسی میں آئی
پھر عبداللہ بن علی نے اس کو فارسی سے عربی
میں منتقل کیا، کتاب سندستاق[۱] کے معنی خلاصۂ
کامیابی ہے، شفاخانہ کے افسر علی ابن
دہن نے اس کا ترجمہ کیا ہے، ہندوستان
کی ایک مختصر کتاب جڑی بوٹیوں کے حال
میں ہے ....
... اور ایک کتاب حاملہ عورتوں کے علاج
کے متعلق ہے، توکشتل[۲] کی کتاب میں ایک سو
بیماریوں اور ایک سو دواؤں کا بیان ہے،
ہندوستانی خاتون روسا[۳] کی کتاب میں عورتوں
کی بیماریوں کے علاج درج ہیں، اور شکر کے
بیان میں ہندوستان کی ایک کتاب ہے،
ہندوستان کی جڑی بوٹیوں کے ناموں کے
متعلق ایک کتاب کا منکہ پنڈت نے اسحاق
ابن سلیمان کے لئے عربی میں ترجمہ کیا تھا،

---

[۱] تاریخ یعقوبی میں اس کا نام سندھشان اور سندھستان ہے، اس کا اصل سنسکرت نام شاید سندھستان یا سندسین ہو،

[۲] یہ ایک وید کا نام تھا [۳] یہ ہندوستان کی ایک پنڈت عورت کا نام ہے،

رائے نام کے ایک ہندوستانی کی کتاب میں
سانپوں کی قسموں اور اُن کے زہروں کا
بیان ہے، نوکشتل وید کی ایک کتاب امراض
اور بیماریوں کے رہم اور سباب کے بیان
میں ہے،

فامّا کتاب کلیلة ودمنة فقد
اختلف فی امرہ فقیل عملته
الهند وخبر ذلک فی صدر الکتاب
وقیل عملته ملوک الاسکانیة
ونحلته الهند وقیل عملتهُ الفرس
ونحلته الهند وقال قوم انّ
الذّی عمله بزرجمهر الحکیم اجزاءً
واللّٰه اعلم بذلك، کتاب سندباد
الحکیم وهو نسختان کبیرة
وصغیرة والخلف فیه ایضًا
مثل الخلف فی کلیلة ودمنة
والغالب والاقرب الی الحق
ان یکون الهند صنفته،

(ص ۴۲۳ - ۴۲۴)

کتاب کلیلہ ودمنہ کے متعلق اختلاف
ہے، کہا جاتا ہے کہ وہ اہل ہند کی تصنیف
ہے، اور اس کا ذکر دیباچۂ کتاب میں بھی
ہے، لیکن دوسرا قول یہ ہے کہ وہ اسکانی
بادشاہوں کی تصنیف ہے، اور اہل ہند
نے اسے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے، ایک
روایت کے مطابق وہ اہل فارس کی تصنیف
ہے، اور ہندوستان والوں نے اسے اپنی
طرف منسوب کر لیا ہے، ایک جماعت کا خیال
ہے کہ حکیم بزرجمہر نے اسے کئی بابوں میں تقسیم
کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ
صحیح کیا ہے، سندباد حکیم کی کتاب کے دو
نسخے ہیں، ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا، اسکے
بارہ میں بھی کلیلہ ودمنہ کی طرح اختلاف ہے،

اسماء کتب الهند فی الخرافات و
الاسمار والاحادیث کتاب کلیله
ودمنه، وهو سبعة عشر بابا
وقیل ثمانیة عشر بابا فسره عبدالله
بن المقفع وغیره وقد نقل هذا
الکتاب الی الشعر نقله ابان بن
عبد الحمید بن لاحق بن عقیر
الرقاشی، ونقله علی بن داؤد
الی الشعر ونقله بشر بن المعتمد
والذی خرج بعضه ورایت انا
فی نسخة زیادة بابین وقد عملت
شعراء العجم هذا الکتاب شعراً
ونقل الی اللغة الفارسیة بالعربیة
ولهذا الکتاب جوامع وانتزاعات
عملها جماعة منهم ابن المقفع
وسهل بن هارون وسلم صاحب

لیکن زیادہ صحیح اور قرین قیاس بات یہ ہے
کہ وہ اہلِ ہند کی تصنیف ہے،
افسانوں اور قصوں کے متعلق ہندوستانی
کتابوں کے نام یہ ہیں، کتاب کلیلہ و دمنہ
جو ۱۷ اور بعض اقوال کے مطابق ۱۸ بابوں
میں ہے، عبداللہ بن مقفع نے اس کا ترجمہ
کیا ہے، یہ کتاب نظم بھی کی گئی ہے، ناظم
کا نام ابان بن عبدالحمید بن لاحق بن عقیر
رقاشی ہے، علی بن داؤد اور بشر بن معتمد
نے بھی اس کا نظم میں ترجمہ کیا ہے لیکن
بشر نے اس کے کچھ حصے حذف کر دیے ہیں
اور میں نے ایک نسخہ میں دو باب زیادہ
پائے ہیں عجمی شعراء نے اس کتاب کو نظم
میں اور فارسی سے عربی میں منتقل کیا ہے،
اس کتاب کے انتخابات مرتب کرنے والوں
کی بڑی تعداد ہے، جن میں ابن مقفع، سہل
ابن ہارون، دارالحکمة[1] کے افسر اعلیٰ سلم اور
مرید اسود وغیرہ مشہور ہیں، مرید اسود

[1] یعنی بغداد کا دارالحکمة،

بیت الحکمة والمرید الاسود الذی استدعاه المتوکل فی ایامه من فارس ومن کتبهم کتاب سندباد الکبیر کتاب السندباد الصغیر کتاب البد کتاب بوداسف وبلوهر، کتاب بوداسف مفرد، کتاب ادب الهند والصین، کتاب هابل فی الحکمة، کتاب الهند فی قصة هبوط آدم علیه السلام کتاب طرق، کتاب دبک الهندی فی الرجل والمرأة، کتاب حدود منطق الهند، کتاب سادیرم، کتاب ملک الهند القتال و السباح، کتاب شاناق فی التدبیر کتاب اطر فی الاشربة کتاب بیدبا فی الحکمة، (ص ۴۲۴ و ۴۲۵) وللهند اعتقاد فی ذلک واقوال عجیبة ...... وللهند خاصة

کہ امیرالمومنین متوکل نے اپنے زمانہ خلافت میں فارس سے بغداد بلایا تھا، قصہ اور کہانی کے موضوع پر ہندوستانیوں کی کتابوں میں سندباد حکیم (پنڈت) کی ایک بڑی کتاب اور ایک چھوٹی کتاب ہے، بوذاسف وبلوہر کی کتاب اور بوذاسف کی کتاب الگ ہے، ایک کتاب ہندوستان اور چین کے ادب پر ہے، ہابل کی کتاب حکمت میں ہے، ایک ہندی کتاب حضرت آدمؑ کے ہبوط کی کہانی سے متعلق ہے، ایک طرق کی کتاب ہے، دبک ہندی کی کتاب عورت اور مرد پر ہے، ہندوستان کی منطق کے حدود کے متعلق ایک کتاب ہے، ساد برم[۱] کی کتاب ایک ہندوستانی راجہ کی کتاب جنگ اور تیراکی پر ہے، شاناق کی کتاب معالجہ پر ہے، اطر[۲] کی کتاب شربتوں پر ہے، اور بیدبا کی کتاب میں حکمت کا بیان ہے، اہل ہند کا جادو منتر پر بڑا اعتقاد ہے اور اس میں ان کے عجیب وغریب کرتب ہیں

۱؎ ممکن ہو اس کی اصل ستیا ورمن ہو۔ ۲؎ یہ ممکن ہے "اتری" نام کسی وید کی طرف منسوب ہو۔

علم التوهّم ولهافى ذٰلك كتب قد نقل بعضها الى العربي..... (ص ۴۳۰)	اسے علم توہم میں وہ خاص طور سے بڑا کمال رکھتے ہیں، اور اس فن میں اُن کی کئی کتابیں ہیں، جن میں سے بعض کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا ہے،
سیه الهندی من القد ما... ومذهبه فى النيرنجات مذهب الهند وَلَهٗ كتاب سلك فيه مسلك اصحاب التوهّم (ص ۴۳۲)	سیہ ہندی قدماء میں ہے، اس کا مسلک نیرنگ و نظربندی میں ہندوستان کا مسلک ہے، اس نے اپنی ایک کتاب میں توہم والوں (مسمرائزرس) کا طریقہ اختیار کیا ہے،
كتاب زجر الهند..... كتاب خطوط الكف والنظر فى اليد للهند (ص ۴۳۶)	اہل ہند کی ایک کتاب ہندی فال پر ہے، .....ایک اور کتاب ہتھیلی کی لکیروں اور ہاتھوں کو دیکھ کر (حال بیان کرنے کے) متعلق ہے،
كتاب باجهر الهندى، فى فراسات السيوف ونعتها و وصفاتها ورسومها وعلاماتها كتاب شاناق الهندى فى امر تدبير الحرب، وما ينبغى للملك ان يتخذ من الرّجال، وفى امر الاساورة والطعام والسم (ص ۴۳۷)	باجہر ہندی کی کتاب تلواروں کی پہچان ان کی خوبیوں اور ان کے علامات کے بیان میں ہے، شاناق ہندی کی کتاب میں جنگی تدابیر، بادشاہوں کو کس قسم کے آدمی منتخب کرنے چاہئیں، اور سواروں کی ترتیب اور کھانوں اور زہر کا ذکر ہے،

كتاب الهند بين الجواد والبخيل
والاحتجاج بينهما وقضاء ملك
الهند في ذلك ، (ص ۴۳۹)

ہندوستانیوں کی ایک کتاب جس میں بخیل اور فیاض
کے مناظرہ، اور پھر اُن کے درمیان
بادشاہ کے فیصلہ کا ذکر ہے،

كتاب شاناق الهندي في الآداب
خمسة ابواب (ص ۴۳۹)

شاناق ہندی کی کتاب آداب و اخلاق
سے متعلق پانچ بابوں میں ہے،

كتاب السمومات للهند ....
كتاب اجناس الحيات لناقل الهندي
(ص ۴۴۰)

زہروں کے متعلق ہندوستانیوں
کی ایک کتاب ہے، ..... ناقل ہندی
کی کتاب میں سانپوں کی مختلف قسموں
کا ذکر ہے،

قرأت بخط رجل من اهل خراسان
قد الف اخبار خراسان في القديم
وما آلت اليه في الحديث وكان
هذا الجزء يشبه الدستور
قال: نبي السمنية بوذاسف
وعلى هذا المذهب كان اكثر
اهل ماوراء النهر قبل الاسلام
وفي القديم ومعنى السمنية
منسوب الى سمني وهم اسخى اهل
الارض والاديان وذلك ان

میں نے ایک خراسانی کے ہاتھ کی
تحریر پڑھی جس میں خراسان کے پرانے
اور موجودہ حالات کا ذکر ہے یہ رسالہ
دستور کی طرح تھا: اس میں لکھا تھا کہ سمنیہ
کے پیغمبر کا نام بوذاسف ہے، اسلام سے
پہلے اور قدیم زمانہ میں ماوراء النہر کے اکثر
باشندے، اسی مذہب کے پیرو تھے، اور
لفظ سمنیہ سمنی کی طرف منسوب ہے، یہ
لوگ سب سے زیادہ سخی ہوتے ہیں، اس کی
وجہ یہ ہے کہ اُن کے پیغمبر بوذاسف نے

بينهم بوذاسف اعلمهم ان
اعظم الامور التي لا تحل ولا
يسع الانسان ان يعتقدها و
لا يفعلها قول: لا في الامور
كلها فهم على ذلك قولاً و فعلاً
و قول لا عندهم من فعل الشيطان
و مذهبهم دفع الشيطان.

انھیں تعلیم دیتی کہ سب سے بڑا گناہ جو کسی
حال میں بھی جائز نہیں، اور جس کا انسان
کو کبھی اعتقاد نہیں رکھنا چاہیے، اور نہ
اس پر عمل کرنا چاہیے، وہ "نہیں" کہنا ہے۔ وہ
لوگ قولاً و عملاً اسی ہدایت کو مانتے ہیں، اور
"نہیں" کہنا اُن کے نزدیک شیطان کا کام ہے؛
اور ان کا مذہب شیطان کو دور کرنا ہے۔

(۴۸-۴)

قرأت في جزء ترجمته ما هذه حكايته
كتاب فيه ملل الهند و اديانها
نسخت هذا الكتاب من كتاب كتب
يوم الجمعة لثلاث خلون من
المحرم سنة تسع و اربعين و
مائتين لا ادري الحكاية التي في
هذا الكتاب لمن هي،
الا اني رأيته بخط يعقوب بن اسحق
الكندي حرفاً حرفاً و كان تحت
هذه الترجمة ما هذه حكايته
بلفظ كاتبه حكى بعض المتكلمين

میں نے ایک تحریر میں پڑھا جس کا خلاصہ
یہ ہے کہ "ایک کتاب میں ہندوستان کے
مذاہب اور ادیان کا ذکر ہے۔ میں نے
اسے ایک کتاب سے نقل کیا ہے، جو بروز
جمعہ ۳۰ر محرم الحرام ۲۴۹ھ کو لکھی گئی
تھی، اور مجھے خبر نہیں کہ اس کتاب کی
حکایت بیان کرنے والا کون شخص ہے؛
البتہ اس کا حرف حرف میں نے دیکھا اور
وہ یعقوب بن اسحاق کندی کے ہاتھ کی
لکھی ہوئی تحریر تھی، اس میں کاتب کے
قلم سے یہ بھی تحریر تھا کہ بعض متکلمین بیان

بان یحیی بن خالد البرمکی بعث برجل
الی الهند لیاتیه بعقاقیر موجودة
فی بلادهم وان یکتب له ادیانهم
فکتب له هذا الکتاب قال محمد
بن اسحٰق الذی عنی بامر الهند
فی دولة العرب یحیی بن خالد
وجماعة البرامکة واهتمامها بامر
الهند واحضارها علماء طبّها
وحکمائها،

کرتے ہیں کہ یحیٰی بن خالد برمکی نے ایک شخص
کو ہندوستان اس غرض سے بھیجا کہ وہ
وہاں کی جڑی بوٹیوں اور دوائیوں ادیش
اور مذھبوں کا حال لکھ کر لائے، اس فرمائش
کی تعمیل میں اُس نے یہ کتاب لکھی، محمد بن
اسحٰق کہتا ہے کہ عرب حکومتوں میں یحیٰی بن
خالد اور برامکہ نے ہندوستان کے امور و
معاملات پر خاص توجہ دی، اور وہاں
کے طبیبوں اور حکیموں (پنڈتوں) کو اپنے
دربار میں بلایا؛

اسماء مواضع العبادات ببلاد
الهند وصفة البیوت وحالة
البددة،

ہندوستان کی عبادتگاہوں کے نام
مندروں اور بتوں کے حالات کا بیان

اکبر البیوت بیت بمانکیر یکون
طوله فرسخ ومانکیر هذه هی
المدینة التی بها البلهرا وطولها
اربعون فرسخا، من الساج و
القنا ،وانواع الخشب ویقال
ان بها للناس العامة الف الف

سب سے بڑا بتخانہ مانکیر میں ۳ میل
لمبا ہے، اور مانکیر راجہ ولھب رائے کا
دار السلطنت اور ۱۲۰ لمبا شہر ہے ساگوان
بید اور دوسری قسم کی لکڑیوں کی عمارتیں
ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں عام لوگوں کے
پاس باربرداری کے لئے لاکھوں ہاتھی

فيل ينقل الامتعة وعلى مربط
الملك ستون الف فيل و
وللقصارين بها عشرون و
مائة الف فيل،

وفي هذا البيت من البد دتا نحو
عشرين الف بد من انواع الجواهر
مثل الذهب والفضة والحديد
والنحاس والصفر والعاج وانواع
الحجارة المعجونة مرصع بالجواهر
السنية والملك يركب في كل سنة
الى هذا البيت بل يمشي من داره
ويرجع راكبا وفيه صنم من ذهب
ارتفاعه اثنا عشر ذراعا على سرير
من ذهب وفي وسط قبته من
ذهب مرصع ذلك كله بالجوهر
الابيض الاحمر والياقوت الاحمر
والاصفر والازرق والاخضر و
يذبحون لهذا الصنم الذبائح و
الاكثر ما يقربون نفوسهم في يوم

هنا السنم مروي عنها

ہوتے ہیں، شاہی اصطبل میں ۶۰ ہزار
ہاتھی ہیں، اور دھوبیوں کے پاس ایک لاکھ
۲۰ ہاتھی ہیں،

اس مندر میں ۲۰ ہزار بدھ کی مورتیاں
ہیں، جو سونے، چاندی، لوہے، تانبے،
پیتل، ہاتھی دانت، اور قسم قسم کے بیش
قیمت پتھروں، اور جواہرات سے بنائی
گئی ہیں، راجہ ہر سال (میلہ کے موقع پر)
ایک مرتبہ پیادہ پا یہاں آتا ہے، اور سوار
ہو کر واپس جاتا ہے، اس میں سونے کا ایک
بت ۱۲ ہاتھ اونچا ہے، جو سونے کے ایک تخت
پر بیٹھا ہے، یہ تخت ایک سونے کے گنبد نما
کمرے میں ہے، یہ کمرہ سپید موتیوں سرخ
سبز زرد اور آسمانی رنگ کے جواہرات سے
مرصع ہے، ہر سال ایک خاص دن لوگ
اس کے سامنے قربانی کرتے ہیں، اور
اپنی جان بھی اس پر قربان کرتے ہیں

وبيت بالمولتان ويقال ان هذا
البيت احد البيوت السبعة وبه
صنم من حديد طوله سبعة
اذرع في وسط القبة تمسكه
حجارة المغناطيس من جميع
جهاته بقوى متفقة وقيل انه
قد مال الى ناحية لآفة دخلت
عليه وهذا البيت في لحف جبل
وهو قبة ارتفاعها مائة وثمانون
ذراعا تحجه الهند من اقاصي
بلادهم براً وبحراً والطريق
اليه من بلخ مستقيم لان سواد
المولتان مصاقب لسواد بلخ و
على قلة الجبل وفي سفحه بيوت
للعباد والزهاد وثم مواضع
للذبائح والقرابين وقيل انه
ما خلا قط ولا ساعة واحدة
ممّن يحجه خلق من الناس ولهم
صنمان يقال لاحدهما جنبكت

ایک اور مندر ملتان میں ہے، کہا جاتا ہے
کہ یہ سات مشہور مندروں میں سے ایک ہے
اس مندر میں لوہے کا ایک بت ہے جو سات
ہاتھ لمبا ہے، یہ قبہ کے بیچ میں معلق ہے کیونکہ
ہر طرف سے مقناطیس اس کو اپنی کشش
میں لئے ہوئے ہیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک
آفت کی وجہ سے وہ اب ایک طرف جھک گیا
ہے، یہ مندر جو گنبد نما ہے ایک پہاڑ کے نیچے ہے
اور اس کی اونچائی ۱۸۰ ہاتھ ہے، عام ہندوستانی
خشکی و تری اور دور دراز علاقوں سے اسکی
یاترا کے لئے آتے ہیں، اور یہاں کا راستہ
بلخ سے بہت سیدھا ہے، اس لئے کہ ملتان
کے علاقے بلخ کے علاقوں سے قریب ہیں
پہاڑ کی چوٹیوں اور سطح پر پجاریوں کے
مکانات ہیں، اور وہیں قربان گاہیں بھی
ہیں، کہا جاتا ہے کہ بتخانہ کسی وقت بھی یاترا
کرنے والوں اور زائرین سے خالی نہیں رہتا
یہاں دو بت ہیں جن میں ایک کا نام "جنبکت"
اور دوسرے کا "زنبکت" ہے، اُن کو ایک

والآخر نبكت قد استخرج صورتيهما
من طرفي واد عظيم خرطا من
حجارة الجبل يكون ارتفاع كل
واحد منهما ثمانين ذراعا
يرى من مسافة بعيدة: قال
والهند يحج اليهما وتحمل معها
القرابين والدخن والبخورات،
فاذا وقعت العين عليهما من
مسافة بعيدة احتاج الرجل
ان يطرق اعظاما لهما فان حانت
منه التفاتة او سها فنظر اليهما
احتاج ان يرجع الى الموضع الذي
لا يراهما منه ثم يطرق ويقصد
قصدهما هذا اعظاما لهما و
قال لي من شاهدهما: انه يسفك
عندهما من الدماء ما عسى ليس
بالقليل في الكثرة وزعما انه
ربما اتفق ان يقرب بنفسه
نحو خمسين الفا او اكثر. والله اعلم
(ص ٢٨٥ و ٢٨٦)

بڑی وادی کے دونوں کناروں کے پہاڑ
کے پتھروں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے،
ان میں سے ہر ایک اسی ہاتھ بلند ہے اور دور
سے نظر آتا ہے، ہندوستانی ان دونوں کا
حج (یاترا) کرتے ہیں، اور اپنے ساتھ
قربانیاں، بخور اور عطر وغیرہ چڑھانے
کے لئے لاتے ہیں، (اور قاعدہ یہ ہے کہ) جب
زائرین کی دور ہی سے ان پر نظر پڑتی ہے
تو وہ تعظیماً سر جھکا لیتے ہیں، اور کبھی غفلت
یا غلطی کی وجہ سے اگر کوئی اس کے خلاف
کر جائے، تو اس کو پھر اس جگہ واپس
جانا پڑتا ہے، جہاں سے وہ دکھائی نہیں
دیتے، پھر وہاں سے سر جھکا کر واپس آتا
ہے، ایسا محض اُن کی عظمت و بزرگی کے
خیال سے کیا جاتا ہے، جن لوگوں نے ان
کا مشاہدہ کیا ہے، انھوں نے مجھ سے بیان
کیا کہ یہاں بہت زیادہ جانیں قربان ہوتی
ہیں، بلکہ بعض کا تو خیال ہے، کہ کبھی کبھی
پچاس ہزار یا اس سے زیادہ ہی تعداد ہو جاتی
ہے،

ولهم بيت بالباميان من اوائل الهند
مما يلي سجستان، والى هذا الموضع
بلغ يعقوب بن الليث لما قصد لفتح
الهند والصور التي انفذت الى
مدينة السلام من ذلك الموضع
من الباميان حملت عند فتحها، و
هذا بيت عظيم يحله الزهاد
والعباد وبه من الاصنام الذهب
المرصعة ما يجاوز القدرة لا يبلغه
النعت والصفة، والهند تحجه من
اقاصي بلادها براً وبحراً،
(ص ۲۸۰)

وبفرج بيت الذهب بيت وقد
اختلف فيه: فقال قوم انه بيت
من حجارة فيه بددة وانما سمي
بيت الذهب لان العرب لما
فتحت هذا الموضع في ايام
الحجاج اخذوا منه مائة بهار

ایک بتخانہ بامیان میں بھی ہے، بامیان اوائل
ہند میں سجستان کے قریب واقع ہے، یعقوب
بن لیث جب ہندوستان فتح کر رہا تھا، تو
اس مقام تک پہنچا تھا، اور شہر سلام[1] میں
جو تصویریں بھیجی گئی تھیں وہ اسی مقام کی
تھیں، جو فتح کے وقت حاصل ہوئی تھیں،
یہ بتخانہ جہاں پجاری اور عبادت گذار رہتے
ہیں، بہت بڑا ہے، اور اس میں سونے
سے مرصع ایسے بیش قیمت بت ہیں جن کی
قدر و عظمت توصیف و تعریف سے بالا تر ہے،
اہل ہند دور دراز کے خشک و تر علاقوں
سے اس کی یاترا کرنے آتے ہیں،

فرج بیت الذہب (ملتان) میں
ایک بتخانہ کے متعلق اختلاف ہے، ایک گروہ
کا خیال ہے کہ وہ پتھر کا ہے، جس میں
گوتم بدھ کی مورتیاں ہیں، اس کا نام
بیت الذہب اس لئے پڑا کہ جب حجاج
کے زمانہ میں یہ مقام فتح ہوا تو یہاں

---

[1] یعنی بغداد

ذهبا وقال لی ابو دلف الینبوعی
وکان جوالة ان البیت الذی
یعرف ببیت الذهب لیس هو
هذا والبیت فی برادی الهند
من ارض مکران والقندهار
لا یصل الیه العباد والزهاد
من الهند وانه مبنی بالذهب
یکون طوله سبعة اذرع و
عرضه مثل ذلک وارتفاعه
اثنی عشر ذراعا مرصع بانواع
الجواهر وفیه من البدرة المعمولة
من الیاقوت الاحمر وغیره من
الحجارة الثمینة العجیبة المرصعة
بالدر الفاخر الذی الدرة منه
مثل بیضة الطائر واکبر و
زعموا ان الثقة من اهل الهند
اخبره ان هذا البیت یتنکبه
المطر من فوقه ویمنته ویسرته
فلا یصیبه وکذلک السیل

مسلمانوں کو ایک سو بہار سونا ملا، ابو دلف
ینبوعی نے جو ایک بڑا سیاح ہے، مجھ سے
بیان کیا کہ بیت الذہب میں جو مندر مشہور
ہے وہ یہ نہیں ہے، بلکہ وہ مندر سرزمین ہند
کے صحراؤں میں مکران اور قندھار کے قریب
واقع ہے، اور وہاں تک صرف ہندوستان
کے پجاری اور عبادت گزار ہی پہونچتے ہیں
یہ بتخانہ سونے کا بنا ہوا ہے، اس کی لمبائی
سات ہاتھ اور چوڑائی بھی اسی قدر اور بلندی
۱۲ ہاتھ ہے اور وہ ہر قسم کے جواہرات سے
آراستہ ہے، بتخانہ کی مورتیں سرخ یاقوت
اور عجیب و غریب بیش قیمت پتھروں سے
بنائی گئی ہیں، اور ان میں چڑیا کے انڈوں
کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑے موتی جڑے
ہوئے ہیں، ینبوعی کا خیال ہے کہ اس کو
کسی معتبر ہندوستانی نے بتایا ہے کہ بارش
بتخانہ کے اوپر اور دائیں بائیں سے اس
طرح مڑ کر ہوتی ہے کہ اس پر پانی نہیں
پڑتا، اسی طرح سیلاب بھی دائیں بائیں

يخرج عنه سائلاً يمنة ويسرة
وقال لي بعض الهند ان من دله
وكان مريضا من اى علة كانت
شفاه الله جل اسمه وقال لما
بحثت عن امره اختلف فيه :
فزعم لي بعض البراهمة انه
معلق بين السماء والارض بلا
عامة ولا علاقة ،

سمت مڑجاتا ہے، ایک ہندوستانی نے توجھ
سے یہ بھی کہا کہ جو مریض بھی اسے دیکھ لے خواہ
اسے کسی قسم کا مرض لاحق ہو، اللہ تعالیٰ اسے
صحت یاب کر دیتا ہے، جب میں نے اس
بتخانہ کے متعلق تحقیق وتفتیش کی تو اس کے
بارہ میں اختلاف پایا، بعض برہمنوں نے
بتایا کہ وہ آسمان وزمین کے درمیان بغیر کسی
ستون اور سہارے کے معلق ہے،

(ص ۲۰۴)

وقال لي ابو دلف ان للهند بيتا
بقمار حيطانه من الذهب و
وسقوفه من اعواد العود الهندي
الذي طول كل عود خمسون ذراعا
واكثر قد رصعت بها دقته وتماثيله
ومتوجهات عبادته بالدر الفاخر
واليواقيت العظام وقال لي بعض
من اثق به ان لهم بمدينة المنصف
بيتا دون هذا وان هذا البيت قديم
وان جميع ما فيه من البددة لكلازد

اور ابو دلف نے مجھ سے کہا کہ ہندوؤں کا
ایک بتخانہ قمار میں ہے جس کی دیواریں سونے
اور چھتیں عود ہندی سے بنی ہوئی ہیں اور
ہر عود کی لمبائی ۵۰ ہاتھ یا اس سے زائد ہے
اس کی مورتیاں اور محرابیں مرصع اور عبادت
کی اصل جگہیں عمدہ موتیوں اور بیش قیمت
یاقوت سے آراستہ ہیں، اور اسی کا کہنا ہے
کہ مجھ سے بعض قابل وثوق اشخاص نے
کہا کہ ہندوستان کے شہر صنف (چنپہ)
میں اس کے علاوہ ایک بتخانہ نہایت قدیم ہے

وتجيبها عن جميع ما تسئلها عنه قال
ابو دلف: والوقت الذي كنت فيه
ببلد الهند كان الملك المملك
على الصنف يقال له لاجين وقال
لي الراهب البخراني ان الملك في
هذا الوقت ملك يعرف بملك
لوقين قصد الصنف فاخربها و
ملك جميع اهلها،

(ص ۲۰۳ و ۲۰۴)

الكلام على البد

من غير الكتاب الذي بخط الكندي
اختلف الهند في ذلك، فزعمت طائفة
انه صورة الباري تعالى جده،
. . . .
. . . . وقالت طائفة صورة
رسوله اليهم، ثم اختلفوا هاهنا:
فقالت طائفة الرسول بشر من
من الناس وقالت طائفة عفريت
من العفاريت، وقالت طائفة:

اس کے اندر کے سارے بت پجاریوں سے بات
چیت کرتے، اور ان کے تمام سوالات کا جواب
دیتے ہیں، ابو دلف کا بیان ہے کہ جس زمانہ
میں میں ہندوستان میں مقیم تھا، اُس وقت
صنف کے راجہ کا نام لاجین تھا، مجھ سے بخرانی
راہب نے بیان کیا کہ اِس زمانہ میں وہاں کے
راجہ کا نام لوقین ہے، اور اُس نے جب صنف
کا قصد کیا تو اسے ویران و برباد کر ڈالا، اور
وہاں کے تمام باشندوں کو محکوم بنالیا،

"بدھ کا بیان"

یہ بیان کندی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب
کے علاوہ دوسری کتاب سے ماخوذ ہے،
اہل ہند کا بدھ کے متعلق اختلاف ہے، ایک
جماعت کا خیال ہے کہ وہ باری تعالیٰ کا
پیکر، اور دوسری جماعت کا اعتقاد ہے
کہ خدا کے رسول کا پیکر ہے، دوسرے
نظریہ میں بھی یہ اختلاف ہے کہ ایک جماعت
کے عقیدے کے مطابق رسول فرشتہ اور
دوسری جماعت کے خیال میں وہ انسان،

هذه صورة بوذاسف الحكيم
الذي أتاهم من عند الله جلّ
اسمه، ولكل طائفة منهم
طريقة في عبادته وتعظيمه
وحكى بعض من يصدق عنهم
ان لكل ملة منهم صورة
يرجعون الى عبادتها وتعظيمها
وان البد اسم للجنس والاصنام
كالانواع فاما صفة البد
الاعظم فانسان جالس على
كرسي، لا شعر بوجهه مقبوض
الذقن في الفم ما هو مشتمل
بكساء كالمتبسم، عاقد بيده
اثنين وثلثين، وقال الثقة
ان كل منزل فيه صورته من
جميع اصناف الاشياء وعلى
حسب حال الانسان، اما من
الذهب المرصع بانواع الجواهر
او الفضة او الصفر او الحجارة

اور تیسری جماعت کے نزدیک جن ہوتا ہے
مگر ایک چوتھی جماعت کا خیال ہے کہ
وہ بوذاسف حکیم کا مجسمہ ہے، جو خدا کی
طرف سے ان میں مبعوث ہوئے تھے،
اور ان تمام جماعتوں کے یہاں بدھ کی
پوجا پاٹ اور عظمت بجالانے کا ایک مخصوص
قاعدہ ہے، ایک معتبر اور سچے شخص کا ان
کے متعلق بیان ہے کہ ان میں سے ہر فرقہ
کا الگ مجسمہ اور تصویر ہے جس کی
وہ عبادت کرتا اور تعظیم بجالاتا ہے، اور "بد"
اسم جنس اور اصنام اسم نوع ہے، بدھ
اعظم کا مجسمہ انسان کی طرح ہے، جو ایک
کرسی پر بیٹھا ہے، اس کے چہرہ پر بال
نہیں، ٹھڈی جھکی ہوئی چادر میں لپٹا ہوا
مسکرا رہا ہے، اور اپنی انگلیوں سے گویا
بتیس کی گنتی گن رہا ہے، معتبر لوگوں کا
بیان ہے کہ عمارت کی ہر منزل
میں جس میں اس کی مورت ہے، انسان
کی ضروریات کی ہر قسم کی چیزیں موجود ہیں،

او الخشب، يعظمونه كيف
استقبلهم بوجهه، امامن
المشرق الى المغرب اومن المغرب
الى المشرق، ولكنهم في الاكثر
يستدبرون به المشرق حتى
يستقبلون المشرق وحكى ان
لهم هذه الصورة باربعة
اوجه، قد عملت بهندسة و
ودقة صنعة حتى من اى موضع
استقبلوها رأوا الوجه كاملا و
وصفحته صحيحة لا يغيب
عنهم منها شئ ابتة، وقيل ان
الصنم الذى بالمولتان هذه
صورته .... من خط
الكندى۔

یہ مورتیں انواع و اقسام کے جواہرات
سے مرصع سونے کی بھی ہیں، چاندی کی
بھی تانبے کی بھی، پتھر کی بھی، اور لکڑی کی بھی
لوگ مشرق یا مغرب کی جانب ان مورتوں
کی طرف اپنا رُخ کر کے اس کی تعظیم کرتے
ہیں لیکن اکثر لوگ مشرق کی جانب ان
مورتوں کی پشت کرتے ہیں، تاکہ مشرق
کے رُخ سے اس کی تعظیم کر سکیں، یہ بھی
بیان کیا جاتا ہے کہ ان مورتوں کے چار
چہرے اس حساب اور ایسی صنعت سے
بنائے گئے ہیں، کہ جس رُخ سے بھی اس کا
سامنا کریں تو اس کا پورا چہرہ نظر آئے
اور اس کا کوئی حصہ نظر سے چھپا نہ رہے
کہا جاتا ہے کہ ملتان میں جو مورت ہے
وہ اسی شکل کی ہے، یہ کندی کی تحریر
ہے۔

(۴۸)

"المهاكالية"

لهم صنم يقال له: مهاكال
وله اربع ايد، ولونه اسمانجونى

اس فرقہ (مہاکالیہ) کا ایک بت ہے
جس کو مہاکال کہتے ہیں، اس کے چار
ہاتھ ہیں، رنگ آسمانی ہے، سر پر گھنے

كثير شعر الرأس سبط، كاشر الأسنان
كاشف البطن، على ظهره جلد فيل
يقطر منه الدم وقد عقد بجلد
يدي الفيل بين يديه وبإحدى
يديه ثعبان عظيم فاغر فاه
وبالأخرى عصا، وبالثالثة رأس
إنسان، وباليد الرابعة قد رفعها
وفي أذنيه حيتان كالقرطين و
على جسده ثعبانان عظيمان قد
التفا عليه، وعلى رأسه إكليل
من عظام القحف، وعليه من
ذلك قلادة، ويزعمون أنه
عفريت من الشياطين، يستحق
العبادة لعظيم قدره واستحقاقه
الخصال المحمودة المحبوبة و
والمذمومة المكروهة من
العطية والمنع والإحسان و
الإساءة، وأنه المفزع لهم
في الشدائد۔ (ص ۲۰۰)

بال، دانت نکلے ہوئے، پیٹ کھلا ہوا، پیٹھ
پر ہاتھی کی کھال پڑی ہوئی جس سے خون
کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، ہاتھی کی اگلی
ٹانگوں کی کھال بت کے دونوں ہاتھوں
کے درمیان بندھی ہوئی ہے، اس کے
ایک ہاتھ میں ایک بڑا اژدھا منہ کھولے
ہوئے دوسرے میں ڈنڈا اور تیسرے میں
آدمی کا سر ہے، اور چوتھا ہاتھ اوپر اٹھا
ہوا ہے، دونوں کانوں میں بالیوں کی
طرح دو سانپ اور بدن سے دو اژدہے
لپٹے ہوئے ہیں، سر پر کھوپڑی کا تاج
اور گلے میں اسی کی مالا ہے، اس فرقہ
کا عقیدہ ہے کہ یہ کالی ایک بہت بڑا
زور آور شیطان ہے، جو اپنی قوت جبروت
اچھی اور پسندیدہ اور بری اور ناپسندیدہ عادتوں مثلاً
دینے روکنے، احسان وسلوک اور برائی
کرنے کی قدرت کی بنا پر عبادت کا مستحق ہے
اور مصیبتوں میں جائے پناہ ہے۔

ومنهم اهل ملة الدينكيتية
وهم عباد الشمس، قد اتخذوا
لها صنما على عجل، وقوائم العجلة
اربعة افراس، وبيد الصنم
جوهر على لون النار، ويزعمون
ان الشمس ملك الملائكة يستحق
العبادة والسجود، فهم يسجدون
لهذا الصنم، ويطوفون حوله
بالدخن والمزاهر والمعازف
ولهذا الصنم ضياع وغلات
وله سدنة وقوام يقومون
بمصلحته ومصلحة ضياعه
وعبادته في النهار ثلاث
دفعات، لهم فيها ضرب من
من الاقاويل، ويأتيه اصحاب
الاستسقاء والجذام والبرص و
الزمانة وغير ذلك من الامراض
القطيعة، يقيمون عنده ويبيتون

دوسرے فرقہ کا نام دینکیتیہ[۱] ہے، وہ سورج
(ادت) کا پجاری ہے، انھوں نے ایک گاڑی
پر جس کے چاروں پایوں کی جگہ چار گھوڑے
ہیں، سورج کی ایک مورت بنائی ہے جس کے
ہاتھ میں آگ کے رنگ کا ایک جوہر ہے، اس
فرقہ کا عقیدہ ہے کہ سورج ملائکہ (فرشتوں)
کا بادشاہ ہے اسلئے اسکی عبادت کرنی چاہئے
اور اس کا سجدہ بجالانا چاہئے، اس عقیدہ
کی بنا پر وہ اس بت کا سجدہ کرتے ہیں،
اس کا طواف کرتے بخور جلاتے اور باجے
بجاتے ہیں، اس پر بہت سی جائدادیں
زمینیں وقف ہیں، اس کے بہت سے پجاری
اور منتظم ہیں، جو اس بتخانہ اور جائداد کا انتظام
اور دیکھ بھال کرتے ہیں، اس کی پوجا دن
میں تین بار کی جاتی ہے جس میں وہ طرح
طرح کی باتیں کرتے ہیں، بیمار، جذامی، مبروص
اور اپاہج وغیرہ بری بیماریوں کے مریض
اس کے پاس آکر رات بسر کرتے، سجدہ کرتے

۱؎ یعنی اودینکیتیہ (ادت یعنی سورج اور بھگتی یعنی پجاری یعنی سورج پوجنے والے) (ص)

الليالي ويسجدون ويتضرعون، ويسئلونه ان يبرئهم ولا ياكلون ولا يشربون ويصومون له فلا يزال المريض كذلك حتى يرى في منامه كان قائلاً يقول له: قد برئت وبلغت المراد. ويقال ان الصنم يكلمه في منامه فيبرأ و يرجع الى حال الصحة،

(ص ۴۰۰)

اور روتے گڑگڑاتے ہیں، اور اس سے کہتے ہیں کہ بھگوان ہمیں شفا دیدے، اور اس درمیان میں کچھ کھاتے پیتے نہیں، بلکہ روزہ رکھتے ہیں، اور مریض اس وقت تک برابر اسی حال میں رہتا ہے جب تک وہ یہ خواب نہ دیکھ لے کہ کوئی شخص اس سے کہہ رہا ہے کہ تجھے شفا ہوگئی اور تونے اپنی مراد پالی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بت اس سے خواب میں گفتگو کرتا ہے، اس وقت وہ صحتیاب اور تندرست ہوتا ہے،

منهم اهل ملة الجندر يهكتية: وهم عباد القمر، يقولون ان القمر من الملائكة، يستحق التعظيم والعبادة ومن سنتهم ان يتخذوا له صنماً على عجل يجره العجل اربعة بطوط، وبيد ذلك الصنم جوهر يقال له جندر كيت، من دينهم ان يسجدوا له ويعبدوه، و

تیسرا جندر بھکتیہ[1]، یعنی چاند کا پجاری گروہ ان کا عقیدہ ہے کہ چاند فرشتوں میں سے ہے اس لئے لائق عظمت اور قابل بندگی ہے، ان کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے پجاری چاند کا ایک بت ایک گاڑی پر بناتا ہے، جسے چار بطخ کھینچتے ہیں، اس بت کے ہاتھ میں ایک جوہر ہوتا ہے جسے چندر گپت کہتے ہیں، ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ چاند کی بندگی و عبادت

---

[1] یعنی چندر بھکتیہ، چندر بمعنی سورج اور بھگتی بمعنی پجاری، یعنی چاند پوجنے والا، (ص)

ان يصوموا النصف من كل شهر
ولا يفطروا حتى يطلع القمر ثم
ياتون صنمه بالطعام والشراب
واللبن، ويرغبون اليه وينظرون
الى القمر، ويسئلونه حوائجهم
فاذا كان راس الشهر وهل
الهلال، صعدوا على السطوح
و نظروا الى الهلال واوقدوا
الدخن ودعوا عند رؤيته،
ورغبوا اليه ثم نزلوا عن السطوح
الى الطعام والشراب والفرح و
السرور، ولم ينظروا اليه الا
على الوجوه الحسنة، وفي نصف
الشهر اذا فرغوا من الافطار
اخذوا في الرقص واللعب و
المعازف بين يدي القمر والصنم

(ص ۴۴۸ و ۴۴۹)

کرتے ہیں، اور ہر مہینے کے وسط میں برت
رکھتے ہیں، اور (دوسرے دن) چاند کے
طلوع ہونے کے بعد برت ختم کرکے بت
کے پاس کھانا، پانی اور دودھ لاتے ہیں،
اور اس کی طرف متوجہ ہو کر اور اس کی
جانب نگاہ کرکے اس سے اپنی مرادیں مانگتے
ہیں، مہینے کے شروع میں جب چاند نکلنے کا وقت
ہوتا ہے، تو یہ لوگ چھتوں پر چڑھ کر اسے
دیکھتے اور بخور جلاتے ہیں، دیکھنے کے بعد چھتوں
سے اتر کر کھانے، پینے سیر و تفریح اور عیش
و شادمانی میں مشغول ہو جاتے ہیں، اور
یہ ساری تقریبات نہایت دھوم دھام
سے مناتے ہیں، اور مہینے کے وسط میں جب
برت ختم کرچکتے ہیں، تو چاند اور اس کے
مجسمہ کے آگے رقص و سرود، لہو و لعب اور
گانے بجانے میں لگ جاتے ہیں،

ومنهم اهل ملة الاشينية
يعني الممتنع من الطعام والشراب

ایک اور فرقہ اشینیہ نامی ہے، جو کھانے
پینے سے باز رہتا ہے، ایک فرقہ بکرنتینہ کے

ومنهم اهل ملة يقال لهم البكرنتينية، يعني المصفدين انفسهم بالحديد وسنتهم انهم يحلقون رؤسهم ولحاهم ويعرون اجسادهم ما خلا العورة، وليس من سنتهم ان يعلموا احدا ولا يكلموه دون ان يدخل في دينهم ويامرون من يدخل في دينهم بالصدقة للتواضع بها، ومن دخل في دينهم لم يصفد بالحديد حتى يبلغ المرتبة التي يستحق بها ذالك وتصفيد هو انفسهم من اوساطهم الى صدورهم لئلا ينشق بطونهم زعموا، من كثرة العلم وغلبة الفكر،

(ص ۹۸)

نام کا ہے، جو اپنے کو زنجیروں میں جکڑے رہتا ہے، ان کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اپنے سر اور داڑھی کے بال منڈا دیتے اور شرمگاہ پر صرف ایک لنگوٹی باندھتے ہیں باقی پورا جسم ننگا رکھتے ہیں، یہ کسی کو کچھ سکھلاتے اور بتلاتے نہیں، اور نہ اپنے فرقہ کے لوگوں کے علاوہ کسی سے بولتے ہیں جب کوئی شخص ان کے فرقہ میں داخل ہوتا ہے تو اسے حصول تواضع کے لئے کچھ دان کرنے کی تلقین کرتے ہیں، اور جو لوگ ان کا دھرم اختیار کر لیتے ہیں وہ جب تک مرتبۂ کمال تک نہ پہنچ جائیں، اپنے کو زنجیروں میں نہیں جکڑ سکتے، کمال حاصل کرنے کے بعد اس کا حق حاصل ہوتا ہے، یہ لوگ اس لیے کمر سے سینہ تک اپنے کو زنجیروں میں جکڑے رہتے ہیں کہ ان کے خیال میں اگر وہ ایسا نہ کریں تو علم کی کثرت اور فکر کے غلبہ سے ان کا پیٹ پھٹ جائے،

ومنهم اهل ملة، يقال لها
الكنكايا ترة، واهل هذه المقالة
متفرقون في جميع بلاد الهند.
. . . .
. . . ومن سنتهم ان الانسان
اذا اذنب ذنبا عظيما ان يشخص من
بعد او قرب حتى يغتسل في نهر الكنك[2]
فيطهر بذلك، (ص ۴۸۹)

ایک فرقہ گنگا یاترا (گنگا جاتری)[1] ہے، اُس کے
ماننے والے پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں،
اُن کا عقیدہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی بڑا
گناہ سرزد ہو جائے تو وہ گنگا میں اشنان کرے،
اس طرح وہ گناہ سے پاک وصاف ہو جائیگا،

ومنهم اهل ملة، يقال لها
الراجه يه، وهم شيعة الملوك
ومن سنتهم في دينهم معونة
الملوك، قالوا: الله الخالق تبارك
وتعالى ملكهم، وان قتلنا في طاعتهم
مضينا الى الجنة،
(ص ۴۹۰)

ایک فرقہ کو راجہ پتیہ (راجپوتیہ) کہتے ہیں، یہ
لوگ بادشاہوں کے مددگار ہوتے ہیں،
راجاؤں کی مدد کرنا اُن کے دھرم میں داخل ہے،
ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ (ایشور) نے
راجاؤں کو حکومت وسلطنت عطا کی ہے،
اس لئے اگر ہم ان کی اطاعت کی راہ میں
مار ڈالے جائیں گے، تو جنت میں داخل ہونگے،

ومنهم اهل ملة من سنتهم
ان يطولوا شعورهم ويفتلونها
على وجوههم، وجميع جوانب رؤوسهم

ایک اور فرقہ ہے جس کا قاعدہ اپنے
اپنے بالوں کو بڑھانا اور اُن کی جٹا بنا کر چہرے
پر اس طرح لٹکانا کہ سر کے سب کنارے

۱؎ یعنی گنگا یاتری یعنی گنگا کی زیارت کرنے والے ۲؎ کذا فی الاصل والصواب فیما ظننہ الگنگ،

مغشو، والشعر علیٰ نواحی الراس
بالسّواء ومن سُننهم ان لا یشربوا
الخمر ولهم جبل یقال له حور عن
یحجون الیه، فاذا انصرفوا من
حجهم لم یدخلوا العمران فی طریقهم
منها
اذا انصرفوا، وان رأوا امرأة هربوا
ولهم فی هذا الجبل الذی یحجون
الیه بیت عظیم فیه صورة،

(ص ۰ ۳۹)

ڈھانکے، اور ہر طرف بال یکساں بکھرے رہیں،
یہ لوگ شراب نہیں پیتے، اور حورعن نام ایک پہاڑ
پر یاترا کے لئے جاتے ہیں، اور یاترا کرنے کے
بعد آبادیوں میں نہیں داخل ہوتے، اور
عورتوں کو دیکھ کر بھاگتے ہیں، اس پہاڑ
پر جس کی یاترا کے لئے وہ جاتے ہیں،
ایک بہت بڑا مندر ہے، جس میں ایک
مورتی ہے،

عبدالقاہر بغدادی

المتوفی سنہ ۴۲۹ھ مطابق سنہ ۱۰۳۷ء

نام عبدالقاہر کنیت ابو منصور، باپ کا نام طاہر اور وطن بغداد تھا، مختلف علوم و فنون خصوصاً حساب و فرائض میں پوری مہارت تھی، تصنیف و تالیف کی طرح درس و تدریس میں بھی منہمک رہتے، حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ، علوم و فنون میں انھوں نے تدریسی اور تصنیفی خدمات انجام دیئے ہیں، فقہ کے مذاہب اربعہ میں امام شافعیؒ کے مسلک کے پابند تھے، عبدالقاہر مالدار اور ذی ثروت بھی تھے لیکن سارا مال و دولت علم اور علماء کے لئے وقف رہتا، اسلامی فرقوں کی تاریخ کے متعلق اُن کی ایک کتاب "الفرق بین الفرق" موجود ہے، اس میں اسلام کے ایک عقل پرست فرقہ معتزلہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ضمناً چند سطریں . . . ہندوستان کے سمنی فرقہ کے متعلق بھی تحریر کی گئی ہیں،

عبدالقاہر نے سنہ ۴۲۹ھ مطابق سنہ ۱۰۳۷ء میں وفات پائی،

الفرق بين الفرق

القائلون بالتناسخ اصناف صنف
من الفلاسفة. وصنف من السمنية
وهذان الصنفان كانا قبل دولة
الاسلام..............
فاصحاب التناسخ من السمنية
قالوا بقدم العالم وقالوا ايضًا
بابطال النظر والاستدلال، و
زعموا انه لا معلوم الا من جهة
الحواس الخمس وانكر اكثرهم المعاد
والبعث بعد الموت، وقال فريق
منهم بتناسخ الارواح في الصور
المختلفة واجازوا ان ينقل روح
الانسان الى كلب وروح الكلب
الى انسان وقد حكى، قلوطرخس

تناسخ (آواگون) کو ماننے والوں کی کئی قسمیں
ہیں، ایک قسم فلسفیوں کی ہے اور دوسری سمنیوں
کی، اور یہ دونوں قسمیں اسلامی سلطنت سے
قبل پائی جاتی تھیں،
تناسخ کے قائل سمنی عالم کو قدیم مانتے
اور غور و استدلال کو باطل سمجھتے ہیں، ان کا
خیال ہے کہ معلومات حاصل کرنے کا ذریعہ
صرف حواس خمسہ ہیں، ان میں سے اکثر لوگ
دوبارہ زندہ کئے جانے اور مرنے کے بعد
اٹھائے جانے کے منکر ہیں، ان کا ایک فرقہ
اس بات کا قائل ہے، کہ روحیں مختلف
شکلوں میں منتقل ہوتی رہتی ہیں، اُن کے
نزدیک یہ ممکن ہے کہ انسانی روح کتے کی اور
کتے کی روح انسان کی روح میں منتقل ہو جائے

مثل هذا القول عن بعض الفلاسفة
وزعموا ان من اذنب في قالب ناله
العقاب على ذلك الذنب في قالب
اٰخر وكذلك القول في الثواب
عندهم، ومن اعجب الاشياء
دعوى السّمينة في التناسخ الذي
لا يعلم بالحواس مع قولهم انه
لا معلوم الا من جهة الحواس،

(ص ۲۵۳، ۲۵۴)

اسی طرح کی بات افلاطون نے بعض فلسفیوں
سے بھی بیان کی ہے، سمینہ فرقہ کا یہ خیال
بھی ہے کہ اگر ایک آدمی کسی جسم میں گناہ
کرتا ہے، تو اسے اس کی سزا دوسرے جسم
میں ملے گی، اسی طرح ایک جسم کی نیکی کی جزا
بھی دوسرے جسم میں ملے گی، سب سے زیادہ
تعجب[1] خیز بات یہ ہے کہ سمینہ ایک طرف تو اس
بات کے قائل ہیں، کہ معلومات اور ادراک
وعلم کے ذرائع صرف حواس خمسہ ہیں، اور
دوسری طرف وہ تناسخ (آواگون) کا بھی
دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ اس کا علم حواس
سے نہیں حاصل ہوتا،

---

[1] مصنف نے آواگون کے نظریہ پر شک وارد کیا ہے، (ق)

قاضی صاعد اندلسی

المتوفی ۴۶۲ھ مطابق ۱۰۷۰ء

نام و نسب صاعد بن احمد بن عبدالرحمن بن محمد بن صاعد، کنیت ابوالقاسم، عربی النسل تھے، قرطبہ (اسپین) کا مردم خیز شہران کا وطن تھا۔ صاعد اپنے زمانہ کے فاضل اور علوم متداولہ مثلاً حدیث، فقہ، ادب، تاریخ، فلسفہ، طب، ریاضیات، ہیئت اور نجوم میں مہارت اور پوری دستگاہ رکھتے تھے، علم کی طرح اصحابِ علم سے بھی بڑی دلچسپی تھی، انھوں نے کئی کتابیں لکھیں مگر "التعریف بطبقات الامم" کے سوا سب با دحوادث کی نذر ہوگئیں، اور تنہا یہی کتاب مصنف کے علم و تبحر، وسعت نظر اور مذاقِ تحقیق کی پختگی اور بلندی کا ثبوت ہے، اس میں تمام دنیا کی متمدن قوموں کے ان علوم و فنون کی مختصر مگر جامع تاریخ بیان کی گئی ہے جو عربی کے ذریعہ مصنف کو معلوم ہو سکے ہیں، اس طرح یہ کتاب دراصل قرونِ وسطیٰ کی علمی تاریخ ہے۔ اور چند صدیوں تک مورخین اور اصحابِ علم کا مستند ماخذ رہ چکی ہے۔ ایک باب میں ہندوستان کے علوم و فنون خصوصاً ہیئت و نجوم پر مفید اور فاضلانہ بحث ہے جس سے ہندوستانی علوم و فنون کے متعلق مصنف کے معلومات کا اندازہ اور اُن کے وسیع مطالعہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے کئی ایڈیشن عربی ممالک اور یورپ وغیرہ سے شائع،

ہو چکے ہیں۔

قاضی صاعد کو اللہ تعالیٰ نے علم کی طرح دنیوی اعزاز و اکرام بھی بخشا تھا، چنانچہ والی طلیطلہ مامون یحییٰ بن ظافر کے زمانہ میں وہاں کے عہدۂ قضا پر وہ فائز تھے اور طلیطلہ ہی میں اسی منصب پر سنہ ۴۶۲ھ مطابق ۱۰۷۰ء میں وفات پائی، طلیطلہ کے ایک عالم یحییٰ بن سعید الحدیدی نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

طبقات الامم

فاما الطبقة التی عنیت بالعلوم
فثمانیة امم الهند والفرس
والکلدانیون والعبرانیون و
الیونانیون والروم واهل مصر
والعرب، (ص ۹)

تحصیل علم اور اکتساب فن کی طرف توجہ
کرنے والے طبقہ[1] میں یہ آٹھ قومیں ہیں، اہل
ہند، اہل ایران، کلدانی، عبرانی، رومی،
مصری، اور اہل عرب،

اما الامة الاولی وهی (الهند)
فامة کثیرة العدد عظیمة العدد
فخمة الممالک قد اعترف لها
بالحکمة واقرلها بالتبرز فی فنون
المعارف جمیع الملوک السالفة
والقرون الماضیة،

پہلی قوم یعنی اہل ہند بڑی تعداد اور
وسیع حکومت و شوکت والی ہے، گذشتہ
زمانہ کے تمام بادشاہوں اور قوموں کو اس
کی حکمت و دانش اور علم و فن میں مہارت
اور یکتائی کا اعتراف رہا ہے:

وکان ملوک الصین یقولون
ان ملوک الدنیا خمسة وسائر
الناس اتباع فیذکرون ملک

چین کے بادشاہ کہا کرتے تھے کہ دنیا
کے بڑے سلاطین دراصل پانچ ہیں، بقیہ
سب اُن کے پیرو اور ماتحت ہیں، اور اس

---

[1] مصنف نے اس مقام پر اقوام عالم کی دو قسمیں بیان کی ہیں، ایک تو وہی جس کو علم و فن سے اشتغال رہا، اور

(الصين) وملك (الهند) وملك
(الترك) وملك الفرس وملك
(الروم)......................
وكانوا يسمون، ملك الهند (ملك
الحكمة) لفرط عنايته بالعلوم
وتقدمهم في جميع المعارف...
....
فكان (الهند) عند جميع الامم
على ممر الدهور وتقادم الازمان
معدن الحكمة وينبوع العدل و
السياسة واهل الاحلام الراجحة
والآراء الفاضلة والامثال
السائرة والنتائج الغريبة و
اللطائف العجيبة وهم وان
كانت الوانهم في اول مراتب
السواد فصاروا في ذلك من
جملة السودان فقد جنبهم

سلسلہ میں) فغفورِ چین، ہندوستانی راجہ،
خاقانِ ترک، شاہِ ایران اور قیصرِ روم کا
کا ذکر کرتے تھے،...............
اور ہندوستانی راجہ کو وہ حکمت وتدبیر کا
بادشاہ کہتے تھے، اس لیے کہ علم کی طرف
اس کی غیر معمولی توجہ تھی، اور وہ جملہ علوم
وفنون میں سب سے بڑھا ہوا تھا......
قدیم قوموں کے نزدیک ہر زمانہ میں
ہندوستان حکمت ودانش کا گہوارہ اور
عدل وسیاست کا سرچشمہ رہا ہے، وہاں
کے باشندوں کو سب سے زیادہ عقلمند اور
صائب الرائے سمجھا جاتا تھا، اور وہ ضرب
الامثال، عجیب لطائف اور غریب نتائج
والے لوگ تھے، اگرچہ ان کا رنگ سیاہی
مائل ہے، اس لئے وہ سیہ فام لوگوں میں
شمار کئے جاتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے
انھیں سیہ فاموں کی بدکرداری، بدخوئی

(بقیہ حاشیہ ص ۳۵) دوسری قسم میں وہ قومیں شامل ہیں، جو علم وفن سے بالکل ناآشنا اور بے بہرہ تھیں،
ذکر اختصار کے خیال سے قلم انداز کر دیا گیا ہے، (ض)

الله تعالى سوء اخلاق السودان
ودناءة شيمهم وسفاهة احلامهم
وفضلهم على امم كثيرة من
السمر والبيض،

اور بے وقوفی سے محفوظ رکھا ہے، اور بہت سی
سفید فام اور گندم گوں قوموں پر انہیں فضیلت
و برتری عطا کی ہے،

ولبعض اهل العلم باحكام
النجوم في هذا التعليل وذلك انهم
زعموا ان (زحل) و(عطارد)
يتوليان بالقسمة الطبيعية الهند
فلولا بقية زحل لتدبيرهما سودت
الوانهم ولولا بقية عطارد لكذلك
خلصت عقولهم ولطفت اذهانهم
مع مشاركة زحل في صحة النظر
بعد الفور فكانوا بهذا حيث هم
من صفاء القرائح وسلامة
التمييز وخالفوا بذالك سائر
السودان من الزنج والنوبة والحبشان
وسواهم فلهذا التحقوا بعلم العدد
ولا حكام صناعة الهند سة فنالوا
الحظ الاوفى والقدح المعلى من معرفة

بعض نجومی اور جوتشی اس کے اسباب بیتاتے
ہیں کہ زحل اور عطارد ہندوستان کی حالت
طبعی پر حکمراں اور موثر ہیں، اس لئے زحل
کے اثرات سے اُن کا رنگ کالا، عطارد
کے اثر اور زحل کی شرکت کی وجہ سے غور
و فکر کی صحت میں اُن کی عقلیں روشن اور
ذہن لطیف ہیں۔ وہ اپنی سلامتی طبع،
لطافت مزاج اور قوت تمیز کی بنا پر دوسری
سیہ فام قوموں مثلاً حبشیوں، زنگیوں اور
نوبیوں سے مختلف واقع ہوئے تھے، اس
لئے علم ہندسہ اور حساب کی جانب انھوں نے
اعتنا کیا، اور علم ہیئت و نجوم اور جملہ علوم ریاضیہ
میں ان کو پوری دستگاہ اور ید طولیٰ حاصل ہے۔

[illegible]

وبعد هذا فانهم اعلم الناس	فن طب میں وہ سب سے زیادہ ماہر، دواؤں
بصناعة الطب وابصرهم بقوى	کی تاثیر اور قوت سے سب سے زیادہ واقف
الادوية وطبائع المولدات و	اور موالید ثلاثہ کی طبیعتوں اور موجودات
خواص الموجودات ولملوكهم السير	کے خواص کے سب سے زیادہ رمز شناس
الفاضلة والملكات المحمودة و	ہیں، ان کے بادشاہوں کی سیرتیں عمدہ
والسياسات الكاملة۔	اور ملکات پسندیدہ ہیں اور وہ بڑے ماہر
(ص ۱۱)	اور کامل سیاست داں ہیں
اما العلم الالهي فانهم مجمعون	علم الٰہی کے بارہ میں وہ سب متفقہ
منه على التوحيد لله عز وجل و	طور سے خدا کی توحید کے قائل اور شرک سے
التنزيه له عن الاشراك به ثم	بیزار اور بری ہیں لیکن اس کے اقسام کے بارہ
هم مختلفون في سائر انواعه	میں وہ مختلف الخیال ہیں اور ان کی دو
فمنهم براهمة وصابئه)	جماعتیں براھمہ اور صائبہ
	مشہور ہیں۔
فاما (البراهمة) وهي فرقة	برہمنوں کا فرقہ گو قلیل التعداد ہے
قليلة العدد فهم شريفة	لیکن اہل ہند کی نظر میں نسبًا نہایت معزز
النسب عندهم، فمنهم من	اور محترم ہے، ان میں سے بعض لوگ حدوث
يقول بحدوث العالم ومنهم	عالم اور بعض ازلیت عالم کے قائل ہیں لیکن
من يقول بازليته الا انهم مجمعون	نبوت و رسالت کے سب منکر اور جانوروں
على ابطال النبوات وتحريم ذبائح	کو ذبح کرنے یا انھیں ایذا پہنچانے کو ب

الحیوان والمنع فی ایلامہ۔

واما (الصابئة) وهو جمهور
الهند ومعظمها فانها تقول
بازل العالم وانه معلول بذات
علة العلل التي هي (الباري)
عزوجل وتعظم الكواكب وتصور
لها صورا تمثلها وتتقرب اليها
بانواع القرابين على حسب ما علموا
من طبيعة كل كوكب منها ليجتلبوا
بذلك قواها ويحصل في العالم
السفلي على اختيارهم تدابيرها
ويسمون كل صورة من هذه
الصور (بُدّ) ولهم في ازمان
المدة وادوار الكواكب و
اكوارها وفساد جميع المولدات
من العناصر الاربعة عند كل
اجتماع يكون للكواكب في رأس

حرام سمجھتے ہیں۔

صابئہ اس کے ماننے والے عوام اور
اکثر ہندوستانی ہیں جو ازلیت عالم کے قائل
اور اس کو علۃ العلل یعنی ذات باری تعالیٰ
سے معلول سمجھتے ہیں، یہ لوگ ستاروں کی
تعظیم کرتے اور اُن کے مجسمے اور تصویریں بناتے
ہیں اور ہر ستارے پر اس کی خصوصیت
کے مطابق جو انھیں معلوم ہوتی ہے طرح
طرح کی قربانیاں چڑھاتے ہیں تاکہ اُن
کے ذریعہ اُن کی قوتیں جذب کرلیں، اور
عالم سفلی میں اپنے اختیار کے مطابق ان
کی تدبیروں کو نافذ کردیں، وہ ان مجسموں
کو بت کہتے ہیں اور ان بتوں کے زمانوں،
ستاروں کے ادوار[1] و اکوار اور راس حمل
میں ان کے اجتماع کے وقت عناصر اربعہ سے
مرکب مخلوقات کے تباہ ہوجانے اور ہر
دور کواکب میں مولدات کی نشأۃ ثانیہ

---

[1] ۳۶۰ شمسی سالوں کا ایک دور اور ۱۲۰ قمری سالوں کا ایک کور ہوتا ہے،

الحلل وفي عودة المولدات في كل دور آراء كثيرة ومذاهب متفرقة على حسب ما بينا في كتبنا في (مقالات أهل الملل والنحل)

کے متعلق اہلِ ہند کی مختلف رائیں اور جدا جدا مسلک ہیں جنہیں ہم نے اپنی کتاب "مقالات اہل الملل والنحل" میں بیان کیا ہے

ولبعد الهند من بلادنا واعتراض الممالك بيننا وبينهم قلت عندنا تآليفهم فلم يصل إلينا إلا طرف من علومهم ولا وردت علينا إلا نبذ من مذاهبهم ولا سمعنا إلا بالقليل من علمائهم فمن مذاهب الهند في علم النجوم المذاهب الثلاثة المشهورة عنهم وهو مذهب (السند هند) ومذهب (الأرجبهر) ومذهب (الأركند)

چونکہ ہندوستان ہمارے ملک سے دور ہے اور ہمارے ملک اور اس کے درمیان کئی دوسرے ممالک حائل ہیں اس لئے اُن کی تالیفات وتصنیفات ہمارے یہاں کمیاب ہیں اور ان کے علوم ومذاہب کا بہت قلیل حصہ ہم کو پہنچا ہے اور بہت کم ہندوستانی علماء سے ہم نے معلومات سُنے ہیں، علم نجوم میں اہلِ ہند کے تین مشہور مذاہب ہیں:- مذہب سند ہند، مذہب ارجبہر اور مذہب ارکند[1]

ولم يصل إلينا منهم على

اور صرف اُن کے مذہب سند ہند کے متعلق

---

[1] یعنی سدھانت اور آریہ بھٹ اور کھنڈ کھاڈیکا ان تینوں کا پہلے ذکر ہو چکا ہے،

(ض)

التحصیل الا مذهب، (السند هند)
وهو المذهب الذی تقلد ہ
جماعة من الاسلام و دالفوافیه
(الازیاج) کمحمد بن ابراهیم
(الفزاری) و (حبش) بن عبد الله
البغدادی ومحمد بن موسی
(الخوارزمی) والحسین بن محمد
المعروف (با بن الآدمی وغیرهم)
وتفسیر السند هند "الدهر
الداهر" کذا حکی الحسین
بن الآدمی فی زیجه۔

ہیں کچھ معلومات حاصل ہوسکے ہیں اور اسی
مذہب کے متعلق بعض علماء اسلام مثلاً محمد بن
ابراہیم فزاری حبش بن عبداللہ بغدادی،
محمد بن موسیٰ خوارزمی اور حسین بن محمد معروف
ابن آدمی نے زیچیں تصنیف کیں، اور ابن
آدمی کی حکایت کے مطابق سندہند کے
معنی زمانہ قدیم ہیں۔[1]

تقول اصحاب (السند
هند) ان الکواکب السبعة
(واوجاتها) وجوزهراتها)

سدھانت والوں کا بیان ہے کہ ساتوں
سیارے اور ان کے اوجات[2] وجوزہرات[3]

---

[1] سنسکرت میں اس کے معنی "اصول" کے ہیں۔ اس لئے یہ معنی صحیح نہیں ہوگا۔ (ض)

[2] اوجات، اوج کی جمع ہے اس کے متعلق اس کتاب کی پہلی جلد میں نوٹ گذر چکا ہے۔ (ض)

[3] یہ گوزہر (گوزچہرہ) یا جوزہر (جوزچہرہ) کا معرب ہے، یعنی شکل جوز۔ اور ان سے کواکب کے وہ نقطے مراد ہیں جو دو برجوں میں بیک وقت گذرتے ہیں۔ سنسکرت میں ان کو راہو اور کیتو کہتے ہیں۔

(ض)

تجتمع كلها في رأس الحمل خاصة
في كل اربعة آلاف الف الف سنة
و ثلاثمائة الف الف سنة و
عشرين الف الف شمسية و يسمون
هذه المدة مدة العالم لانهم
يزعمون ان الكواكب (و اوجاتها)
و جوزهراتها) متى اجتمعت في رأس
الحمل فسد جميع المكونات في الارض
و بقي العالم السفلي خراباً دهراً طويلا
حتى تتفرق الكواكب و الاوجات و
الجوزهرات في البروج فاذا كان
ذلك بث الكون و عادت حالة
العالم السفلي الى الامر الاول هكذا
ابداً الى غير غاية عندهم -

و لكل واحد من (الكواكب) و
(الاوجات) و الجوزهرات)
ادوار في هذه المدة التي
هي عندهم مدة العالم قد
ذكرتها في كتابي المؤلف،
(لاصلاح حركات النجوم)

ہر چار ارب بتیس کروڑ شمسی سال میں خاص
طور سے راس حمل میں جمع ہوتے ہیں اور
اسی کو وہ لوگ عالم کی مدت کہتے ہیں اس لئے
کہ انکا خیال ہے کہ سیارے اور اُن کے اوج
و جوزہرات جب راس حمل میں یکجا جمع ہو جاتے
ہیں تو عالم کائنات کی تمام موجودات برباد
ہو جاتی ہیں اور عالم سفلی زمانہ دراز تک
ویران اور غیر آباد پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ
وہ سیارے اور اُن کے اوجات و جوزہرات
بروج فلک میں منتشر ہو جاتے ہیں اس
وقت از سر نو تکوین عالم شروع ہوتی ہے
اور عالم سفلی اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے
اسی طرح ابد الآباد تک ہوتا رہتا ہے۔

مدت عالم کے متعلق ہندوستان والوں کے
یہاں کواکب، اور ان کے اوجات و جوزہرات
کے ادوار متعین ہیں جن کو ہم اپنی کتاب
"اصلاح حرکات النجوم" میں بیان کر چکے
ہیں۔

واما اصحاب (الارجبهر) فانهم وافقوا (اصحاب السند هند) الا عند مدة العالم فان مدتهم التی ذکروها ان الکواکب (واوجاتها) وجوزهراتها تجتمع عندهم فی راس الحمل هی جزء من الف من مدة (السند هند) وذلک عندهم تفسیر (الارجبهر)

آریہ بھٹ والے سدھانت والوں سے مدتِ عالم کی تعداد کے سوا ساری چیزوں میں متفق ہیں ان کی بیان کردہ مدتِ عالم یعنی کواکب، ان کے اوجات اور جوزہرات کے راس الحمل میں جمع ہونے کی مدت سدھانت والوں کی مدت کا ایک ہزارواں (۱/۱۰۰۰) حصہ ہے، ارجبھر کا ان کے یہاں یہی مطلب ہے۔

واما اصحاب (الارکند) فانهم خالفوا الفرقتین الاولتین من حرکات الکواکب وفی مدة العالم خلافاً لم یبلغنی حقیقته،

کھنڈکھادیکا کو ماننے والے حرکاتِ کواکب اور مدتِ عالم میں ان دونوں سابقہ گروہوں سے مختلف رائے رکھتے ہیں لیکن اُن کے اختلاف کی کوئی حقیقت مجھے نہیں معلوم ہو سکی

ومما وصل الینا من علومهم فی الموسیقی الکتاب المسمی بالهندیة (نافر) وتفسیره (ثمار الحکمة) فیه اصول اللحون وجوامع تالیف النغم۔

ان کے علوم و فنون میں فنِ موسیقی کی ایک کتاب ہم تک پہنچی ہے اس کا ہندی نام "نافر" ہے جس کا مطلب "ثمار الحکمۃ" (نتائج حکمت) ہے، اس کتاب میں راگوں کے اصول اور نغموں کی ترکیب کے قاعدے بیان کئے گئے ہیں۔

ومما وصل الینا من علومهم

علم الاخلاق اور تہذیب نفس کے موضوع

في اصلاح الاخلاق وتهذيب
النفوس كتاب (كليلة ودمنة)
الذي جلبه برزويه) الحكيم
الفارسي من الهند (الى (انوشروان)
بن قباد بن فيروز ملك الفرس
ترجمه له من الهندية الى الفارسية
ثمّ ترجمه في الاسلام (عبد الله
بن المقفع) من اللغة الفارسية
الى اللغة العربية وهو كتاب عظيم
الفائدة، شريف الغرض جليل
المنفعة - (ص۱۰)

اُن کی کتاب کلیلہ و دمنہ ہم تک پہنچی ہے
جسے حکیم برزویہ، شاہ ایران نوشیروان
ابن قباد بن فیروز کے لئے ہندوستان سے
ایران لایا تھا۔ اور اسی نے سنسکرت سے
فارسی میں اُس کا ترجمہ کیا تھا، پھر عہدِ اسلامی
میں عبد اللہ بن مقفع نے فارسی سے عربی میں
اس کا ترجمہ کیا، یہ کتاب نہایت مفید اور
عمدہ مطالب پر مشتمل ہے۔

ومما وصل الينا من علومهم
في العدد حساب (الغبار) الذي
بسطه (ابو جعفر محمد بن موسى
الخوارزمي) وهو اوجز حساب و
اخصره واقربه تناولاً واسهله
مأخذاً وابدعه تركيباً، يشهد
للسند بذكاء الخواطر وحسن

علمِ ہندسہ میں حسابِ غبار[1] جس کو
ابو جعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے شرح و
بسط کے ساتھ بیان کیا ہے ان ہی سے ہم
تک پہنچا ہے، یہ حساب کا نہایت مختصر اور
آسان طریقہ ہے، اس کی ترکیب بڑی
عجیب ہے اور اس سے سندھ والوں کی
جودت و ذہانتِ طبع، حسنِ ایجاد، اور

---

[1] یعنی اے و ملک کی گنتی،

التولید وبراعة الاختراع
(ص ۲۱)
ومما وصل الینا من نتائج
فکرهم الصحیحة ومولدات
عقولهم السلیمة وغرائب صنائعهم
الفاضلة، (الشطرنج)......
ولعمری ان فی ما نظمه
استعمالها بتصریف قطعها من
حسن التالیف وعجیب الترتیب
لغرضا جلیلا ومقصدا عظیما لما
فی ذلك من التنبیه علی وجه
التحرز من الاعداء والاشارة
الی صورة الحیلة فی التخلص من
المکاره،

قوتِ اختراع کا ثبوت ملتا ہے۔
ہندوستانیوں کے صحیح نتائجِ فکر،
عقلِ سلیم کی ایجاد و اختراع عجیب و غریب
صنعت اور عمدہ کمال کی بدولت ہمیں
شطرنج کا کھیل ملا ہے۔....... ....
....
اور میری عمر کی قسم شطرنج کے مہروں کو بہتر
ترکیب و ترتیب کے ساتھ استعمال کرنے سے
ایک عظیم الشان مقصد ظاہر ہوتا ہے یعنی
اس کے اندر دشمنوں سے بچنے کی صورت اور
آفات و مصائب سے جان بچانے کی تدبیریں
پوشیدہ ہیں۔

عبدالکریم شہرستانی

(متوفی ۵۴۳ھ مطابق ۱۱۵۳ء)

اس کا نام محمد، کنیت ابوالفتح اور وطن شہرستان تھا۔ ایران میں شہرستان نام کے تین شہر تھے۔ جن میں سے یہ ایک جو عبدالکریم کا وطن تھا۔ نیشاپور اور خوارزم کے درمیان واقع تھا۔

شہرستانی مشہور متکلم، ماہر فقیہ، بلند پایہ مصنف، مناظر، واعظ اور مذاہب عالم کا بے نظیر محقق گذرا ہے۔ اس کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں "الملل والنحل" سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس میں مذاہب عالم کا مبسوط تذکرہ اور اُن کے فلسفہ و تاریخ اور اہل مذاہب کے مختلف فرقوں اور اُن کے عقائد و نظریات پر فاضلانہ اور معلومات آفریں بحثیں ہیں اور اسی سلسلہ میں قرون وسطی کے ہندوستانی مذاہب اور ہندوؤں کے مختلف فرقوں اُن کے افکار و عقائد کا بھی بہت مفصل ذکر اور اُن کے متعلق مفید معلومات ہیں، اپنے موضوع کے اعتبار سے یہ نہایت جامع اور مستند کتاب اور مذاہب عالم کے متعلق انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اور کئی مرتبہ یورپ، مصر اور بمبئی سے شائع ہو چکی ہے اُسکی مقبولیت کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یورپین زبانوں کے علاوہ فارسی اور ترکی میں بھی اس کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں شہرستانی ایک زبردست محقق اور علم و فن کا شیدائی تھا اپنے شوق و ذوق کی تکمیل اور طلب علم کے لئے اس نے متعدد مقامات کی سیاحت کی اور آخر میں اپنے وطن شہرستان میں ۵۴۳ھ مطابق ۱۱۵۳ء میں وفات پائی۔

الملل والنحل

(ج اوّل)

قال کبار الامم اربعة العرب	بڑی[1] بڑی قومیں چار ہیں، عربی، عجمی، (ایرانی)
والعجم والروم والهند ثم	یونانی اور ہندوستانی۔ پھر ان میں سے ہر
زاوج بین امة وامة فذکر	قوم کے ایک دوسرے سے تعلق کا ذکر کرتے
ان العرب والهند یتقاربان علی	ہوئے لکھا ہے کہ عرب اور ہندوستانی قریب
مذهب واحد واکثر میلهم	قریب ایک ہی مذہب پر تھے۔ اور ان کا
الی تقریر خواص الاشیاء والحکم	میلان زیادہ تر اشیاء کی خصوصیات
باحکام الماهیات والحقائق و	بیان کرنے، ماہیتوں اور حقیقتوں کے احکام
استعمال الامور الروحانیة	کا فیصلہ کرنے اور روحانی چیزوں کو استعمال
(ص ۳)	کرنے کی طرف ہے،
فارباب الدیانات مطلقا مثل	دین و شریعت کو ماننے والے مجوسی،
المجوس والیهود والنصاری والمسلمین	یہودی، عیسائی اور مسلمان ہیں، فلاسفہ،
واهل الاهواء والآراء مثل الفلاسفة	دہریہ، صابئہ، ستاروں اور بتوں کو

[1] مصنف نے یہاں لوگوں کا بیان نقل کیا ہے جو قوموں اور ملتوں کے اعتبار سے دنیا کی تقسیم کرتے ہیں، جب کہ بعض لوگ ہفت اقالیم اور بعض چاروں سمتوں کے لحاظ سے بھی اس کی تقسیم کرتے ہیں۔ (ض)

والدہریۃ والصابئۃ وعبدۃ الکواکب والاوثان والبراھمۃ،

پوجنے والے اور برہمن، باطل خواہشات اور غلط قسم کے افکار وآراء کے پابند ہیں

(ص ۴)

وممن لیس لہ کتاب ولا حدود واحکام شرعیۃ مثل الفلاسفۃ الاولی والدھریۃ وعبدۃ الکواکب والاوثان البراھمۃ

ان لوگوں یعنی اگلے فلاسفہ، دہریہ، ستارہ پرست، بت پوجنے والوں اور برہمنوں کے پاس کوئی کتاب نہیں، اور نہ وہ شرعی احکام وقوانین کے پابند ہیں

(ص ۴۴)

فالمستبدون بالرأی مطلقاً ھم المنکرون للنبوات مثل الفلاسفۃ والصابئۃ والبراھمۃ وھم لا یقولون بشرائع واحکام امریۃ بل یضعون حدودا عقلیۃ حتی یمکنھم التعایش علیھا،

اپنی ذاتی رائے پر اصرار کرنے والے وہی لوگ ہیں جو نبوت ورسالت کے منکر ہیں، جیسے فلاسفہ، صابیہ اور برہمن وغیرہ۔ یہ لوگ شرائع واحکام الٰہی کو نہیں مانتے، بلکہ زندگی بسر کرنے کے لئے خود اپنی رائے اور عقل سے قاعدے اور قوانین بناتے ہیں۔

(ص ۴۶)

فمن الفلاسفۃ حکماء الھند من البراھمۃ لا یقولون بالنبوات اصلاً

ہندوستان کے حکماء (پنڈتوں) یعنی برہمنوں کا شمار بھی فلاسفہ میں ہوتا ہے اور وہ نبوت ورسالت کو سرے سے تسلیم نہیں کرتے،

(ص ۱۵)

ج ثالث

قد ذكرنا في صدر هذا
الكتاب ان العرب والهند يتقاربان
على مذهب واحد واجملنا القول
فيه حيث كانت المقاربة بين
الفريقين والمقاربة بين الامتين
مقصورة على اعتبار خواص
الاشياء والحكم باحكام
الماهيات والغالب عليهم
الفطرة والطبع. (صفحہ ۲۱۵)
فاما بيوت الاصنام التي
كانت للعرب والهند فمنها
البيوت السبعة المعمولة
المبنية على السبع الكواكب فمنها
ما كانت فيها اصنام فحولت
الى النيران ومنها ما لم
تحول ولقد كان بين اصحاب
الاصنام وبين اصحاب النيران

اس کتاب کے آغاز میں ہم بیان کر چکے
ہیں کہ عرب اور ہندوستان والے مذہباً ایک
دوسرے سے قریب تر ہیں اور اسی مقام
پر مختصراً اس کی وضاحت کر دی تھی کہ ان
دونوں قوموں کے درمیان تعلق اور
مشابہت و قربت کا دار و مدار اشیاء
کے خواص کا اعتبار کرنے، ماہیتوں کے
احکام بیان کرنے پر ہے اور ان پر فطرت
اور طبیعت کا اثر غالب ہے۔

عرب اور ہند والوں کے سات مشہور
بتخانے ہیں جو سات ستاروں کے نام پر بنائے گئے
ہیں۔ اُن میں سے بعض میں بت تھے، مگر
انھیں آتشکدوں میں تبدیل کر دیا گیا،
اور بعض اپنی حالت پر باقی ہیں آگ اور
بت کے ماننے والوں میں بڑی کشمکش اور
اختلاف رہتا ہے اور کبھی یہ جماعت اور
کبھی وہ غالب ہو جاتی ہے جس جماعت

مخالفات كثيرة والامر دول
فيما بينهم وكان كل من استولى
وقهر غيّر البيت الى مشاعر مذهبه
ودينه .... (ص ٢١٨)

کو غلبہ و اقتدار حاصل ہوتا ہے ۔ وہ اپنے
دین و مذہب کے طریقہ اور رواج کے مطابق
عبادت خانے میں تغیر کر دیتی ہے ۔

ومنها البيت الذي بمولتان
من ارض الهند فيه اصنام لم
تغيّر ولم تبدل ومنها بيت
سدوسان من ارض الهند ايضا
وفيه اصنام كبيرة كثيرة العجب
والهند ياتون البيتين في اوقات
من السنة حجا وقصدا اليهما (ص ٢١٩)

ایک بتخانہ شہر ملتان واقع ہندوستان
میں ہے جس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں ہوئی
ہے ۔ ایک اور بتخانہ ہندوستان کے شہر سدوسان
میں ہے ، اس میں بڑے بڑے اور بہت عجیب
عجیب قسم کے بت ہیں ۔ ہندو ہر سال ایک مخصوص
زمانہ میں ان دونوں بتخانوں کی یاترا کرتے ہیں ۔

قد ذكرنا ان الهند امة كبيرة (ص ٢٤٦)
وملة عظيمة وآراؤهم مختلفة
فمنهم البراهمة وهم المنكرون
للنبوات اصلا ومنهم من يميل
الى الدهر ومنهم من يميل الى الثنوية ويقول
بملة ابراهيم عليه السلام واكثرهم
على مذهب الصابئة ومناهجها

پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہندوستان ایک
بڑی قوم اور عظیم ملت کا نام ہے لیکن یہاں
کے باشندوں کے خیالات جدا جدا اور رائیں مختلف
ہیں ۔ ان لوگوں میں برہمنوں کی جماعت سرے
سے نبوت کی منکر ہے بعض لوگوں کا رجحان دہریت
کی طرف اور بعض کا ثنویت[1] کی طرف ہے اور
بعض لوگ ملت ابراہیمی میں ہونے کا دعویٰ

[1] ثنویہ کو اصحاب الاثنین بھی کہا جاتا ہے ۔ یہ لوگ نور و ظلمت کے قائل اور انہیں ازلی قدیم مانتے ہیں ۔ (ض)

فمن قائل بالروحانيات ومن قائل بالهياكل ومن قائل بالاصنام الا انهم مختلفون في شكل المسالك التي ابتدعوها وكيفية الاشكال وضعوها ومنهم حكماء على طريق اليونانيين علما وعملا فمن كانت طريقته على مناهج الدهرية والثنوية والصابئة فقد اغنانا حكاية مذهبه۔ (ص ۲۳۷)	کرتے ہیں لیکن اکثر لوگ صابی[1] مذہب اور اس کے اصولوں کو مانتے ہیں۔ کچھ لوگ روحانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ اور کچھ ہیکلوں اور کچھ بتوں کے قائل ہیں، اور یہ سب گروہ بھی باہم اپنے خودساختہ مذہبی طریقوں اور اس کی شکلوں میں مختلف ہیں، ان لوگوں میں حکماء کی ایک جماعت ہے جو علمی اور عملی اعتبار سے حکماء یونان کے طریقہ پر کاربند ہے۔ اور جو لوگ دہریت ثنویت اور صابی اصول اور طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں اُن کے مذہب کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔
ومن انفرد منهم بمقالة ورأى فهم خمس فرق البراهمة	البتہ جو لوگ مستقل اور بالذات فکر و رائے رکھتے ہیں۔ اُن کی پانچ قسمیں

[1] صابیہ دین حنیفی کے مقابلہ میں دوسرا گروہ ہے، صبوۃ کے لغوی معنی مائل اور کج ہونے کے ہیں چونکہ یہ لوگ انبیاء کے نہج اور طریقۂ کار سے منحرف ہو گئے۔ اس لئے انھیں صابیہ کہا جاتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کا خیال ہے کہ صبوۃ کا مطلب آدمیوں کی قید وبند سے آزاد ہونا ہے۔ یہ اپنے مذہب کے کسبی ہونے کا بھی دعوی کرتے ہیں۔

(ض)

واصحاب الروحانيات واصحاب الهياكل وعبدة الاصنام والحكماء ونحن نذكر مقالات هٰؤلاء كما وجدنا في كتبهم المشهورة۔

ہیں، براہمہ۔ روحانیت والے ہیکلوں والے، بتوں کے پجاری اور حکماء۔ ہم ان سب کے افکار و مذاہب کا ان کی مشہور کتابوں سے ذکر کریں گے۔

البراهمة من الناس من يظن انهم سموا براهمة لانتسابهم الى ابراهيم عليه السلام وذلك خطاء فان هٰؤلاء القوم هم المخصوصون بنفي النبوات اصلاً ورأساً فكيف يقولون بابراهيم والقوم الذين اعتقدوا نبوة ابراهيم من اهل الهند فهم الثنوية منهم القائلون بالنور والظلام على مذهب اصحاب الاثنين وقد ذكرنا مذاهبهم الا ان هٰؤلاء البراهمة انتسبوا الى رجل منهم يقال

برہمنوں کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان کا نام حضرت ابراہیمؑ کی نسبت سے براہمہ پڑا ہے لیکن یہ غلط ہے اس لئے کہ برہمن جب مطلقاً نبوت و رسالت کا انکار کرتے ہیں تو وہ کس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نبوت کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ البتہ ہندوستان میں جو جماعت حضرت ابراہیمؑ کی نبوت کو مانتی ہے۔ اس کا نام ثنویہ ہے، یہ لوگ نور و ظلمت کے قائل ہیں۔ اور ان کے مذاہب و مسالک کو پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ برہمنوں کی نسبت اصل میں "برہام" نامی ایک شخص کی طرف ہے جو ان ہی میں پیدا ہوا تھا۔ اسی نے

لهٗ برهام قد مهد لهم نفی
النبوات اصلا و قرر استحالة
ذلك فی العقول بوجوه -
منها ان قال ان الذی
یاتی به الرسول لم یخل من
احد امرین اما ان یکون معقولا
و اما ان لا یکون معقولا فان
کان معقولا فقد کفانا
العقل التام بادراکه و الوصول
الیه فای حاجة لنا الی الرسول
و ان لم یکن معقولا فلا یکون
مقبولا اذ قبول ما لیس معقول
خروج عن حد الانسانیة و
دخول فی حد البهیمیة -
و منها ان قال قد دل
العقل علی ان الله تعالی حکیم
و الحکیم لا یتعبد الخلق الا بما
یدل علیه عقولهم و قد دلت
الدلائل العقلیة علی ان

ان کو انکار نبوت کی راہ دکھائی تھی اور
عقلاً متعدد طریقوں سے اسے محال اور
ناقابل تسلیم قرار دیا تھا،
مثلاً وہ کہتا تھا کہ رسول کی تعلیم
و دعوت یا تو معقول ہوگی یا غیر معقول
اگر معقول ہے تو ہماری عقل کامل
خود ہی وہاں تک رسائی حاصل کر سکتی
ہے اور (جب یہ بات ہے تو پھر)
رسول کی ضرورت ہی کیا؟ لیکن اگر
معقول نہیں ہے تو اُسے کسی طرح
مقبولیت اور پسندیدگی نہیں حاصل
ہو سکتی - اس لئے کہ غیر معقول بات
ماننے کے معنی دائرۂ انسانیت سے
خارج ہو کر دائرہ بہیمیت میں چلے جانا
دوسری دلیل وہ یہ دیتا ہے کہ عقل
کہتی ہے کہ خدا تعالیٰ حکیم و دانا ہے اور
لوگ حکیم و دانا کی پرستش اور عبادت انہی
عقل و بصیرت کی رہنمائی ہی سے کرتے
ہیں عقل ہی یہ بتاتی ہے کہ کوئی دنیا کو

للعالم صانعاً عالماً قادراً حکیما
وانه انعم علی عبادہ نعماً توجب
الشکر فننظر فی آیات خلقه
بعقولنا ونشکرہ بآلائه علینا
واذا عرفناہ وشکرناہ استوجبنا
ثوابه واذا انکرناہ وکفرنا
به استوجبنا عقابه فما بالنا
نتبع بشراً مثلنا فانه ان کان
یامرنا بما ذکرناہ من المعرفة
والشکر فقد استغنینا عنه
بعقولنا وان کان یامرنا بما
یخالف ذلک کان قوله دلیلا
ظاهراً علی کذبه - (ص ۲۳۵)

پیدا کرنے اور بنانے والا ہے اور وہ علم
قدرت اور حکمت وغیرہ صفتوں سے
متصف ہے۔ اور اس نے اپنے بندوں
پر ایسے انعامات کئے ہیں جن کا شکر
ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے ہم اس
کی پیدا کی ہوئی چیزوں اور نشانیوں
پر اپنی عقل سے غور کرتے ہیں، اور
اس کے احسانات و انعامات کا شکر
ادا کرتے ہیں جب ہم خدا کی معرفت اور
اس کا شکر ادا کریں گے تو اس کے ثواب
کے مستحق ہوں گے اور اگر اس کا انکار
اور ناشکری کریں گے تو اس کے عذاب
اور سزا کے مستحق ہوں گے۔ ایسی حالت میں
ہم کیوں اپنے ہی جیسے کسی انسان کی
پیروی کریں کیونکہ اگر وہ ان ہی مذکورہ
امور یعنی معرفت الٰہی اور شکر خداوندی
کی تعلیم دیتا ہے تو اس کے لئے تو ہماری
عقل و بصیرت خود کافی ہے اور اگر
اس کی تعلیم اس کے برخلاف ہے تو

اس کی بات ہی اُس کے جھوٹے ہونے کی واضح اور کھلی ہوئی دلیل ہے۔

ومنها ان قال قد دل العقل علیٰ ان للعالم صانعاً حکیماً والحکیم لا یتعبد الخلق بما یقبح فی عقولهم وقد وردت اصحاب الشرائع بمستقبحات من حیث العقل من التوجه الی بیت مخصوص فی العبادة والطواف حوله والسعی ورمی الجمار والاحرام والتلبیة وتقبیل الحجر الاصم وکذلک ذبح الحیوان وتحریم ما یمکن ان یکون غذاً للانسان وتحلیل ما ینقص من بنیته وغیر ذلک کل هذه الامور مخالفة لقضایا العقول،

(ص۲۳۹)

تیسرا استدلال یہ پیش کرتا ہے کہ عقل کا صریح فیصلہ ہے کہ دنیا کو وجود بخشنے والی ذات حکیم و دانا ہے اور حکیم و دانا خالق کی پرستش کے لئے ایسے طریقے نہیں اختیار کئے جاسکتے جو عقلاً قبیح اور معیوب معلوم ہوں لیکن یہ مدعیانِ شریعت عقلی حیثیت سے بعض قبیح اور معیوب چیزوں کی تلقین کرتے ہیں مثلاً عبادت میں ایک خاص گھر کی طرف رُخ کرنا۔ اس کے گرد طواف اور سعی کرنا، کنکریاں مارنا، احرام باندھنا، لبیک لبیک کہنا، جامد پتھر کو بوسہ دینا، اسی طرح جانور ذبح کرنا، انسان کی خوراک اور غذا بننے کے لائق چیزوں کو حرام ٹھہرا دینا، اور ان چیزوں کو جائز کہنا جو اپنی ساخت اور بناوٹ کے اعتبار سے ناقص ہیں وغیرہ یہ سب باتیں دراصل

۲۔ نقص اور نقصان کا باعث ہیں۔

ومنها ان قال ان اكبر
الكبائر في الرسالة اتباع رجل
هو مثلك في الصورة و
النفس والعقل يأكل مما تأكل
ويشرب مما تشرب حتى تكون
بالنسبة اليه كجماد يتصرف
فيك رفعا ووضعا او كحيوان
يصرفك اماما وخلفا او كعبد
يتقدم اليك امرا ونهيا
فباي تمييز له عليك وآية
فضيلة اوجبت استخدامك
وما دليله على صدق دعواه
فان اغتررتم بمجرد قوله
فلا تمييز لقول على قول و
ان انحسرتم بحجته ومعجزته
فعندنا من خصائص الجواهر
والاجسام ما لا يحصى كثرة

نیز وہ کہتا ہے کہ نبوت و رسالت کے
ماننے میں سب سے بڑی اور بنیادی
خرابی یہ ہے کہ تم اپنے ہی جیسے شکل و
صورت جسم و جان اور عقل والے انسان
کی پیروی کرتے ہو جسکے کھانے پینے کی چیزیں
بھی وہی ہیں جو تم خود کھاتے پیتے ہو
(ایسی صورت میں) اس کے مقابلہ
میں تمھارا حال جمادات کی طرح ہو جاتا
ہے کہ وہ جیسے چاہتا ہے تمھیں اوپر
نیچے کرتا ہے ۔ یا حیوانات کی طرح تم
کو آگے پیچھے ہانکتا ہے ۔ یا غلاموں
کی طرح تمھیں جس بات کا چاہتا ہے
حکم دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے
روک دیتا ہے ۔ آخر اس امتیاز اور
فضیلت کی وجہ کیا ہے کہ وہ تمھیں اپنا
خادم بنا لیتا ہے اور اس کے اس دعوی
کی سچائی کی دلیل کیا ہے ۔ اگر تمھیں
محض اسکی بات سے دھوکہ ہو گیا ہے
تو (یاد رکھو کہ) کسی بات کو دوسری

بات پر کوئی ترجیح اور برتری نہیں حاصل
ہے، اور اگر تم اس کے معجزات اور دلائل
کی وجہ سے اپنے کو اس کے مقابلہ میں
عاجز و درماندہ تصور کرتے ہو تو ہمارے
پاس بھی جواہر و اجسام کی ناقابلِ شمار
خصوصیتیں ہیں۔[1]

ومن المخبرين عن مغيبات	حالانکہ غیب کی باتیں اور خبریں
الأمور من لا يساوي خبره	بتانے والوں میں بھی سارے لوگوں
قالت لهم رسلهم ان نحن	کی خبریں یکساں اور برابر نہیں ہوتیں
الا بشر مثلكم ولكن الله يمن	اسی لئے انبیاء خود کہتے ہیں کہ ہم بھی
علىٰ من يشاء من عباده	تمہارے جیسے آدمی ہیں البتہ اللہ تعالیٰ
فاذا اعترفتم بان للعالم	جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے پس
صانعاً خالقاً حكيماً فاعترفوا	اگر تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ دنیا
بانه آمراً و حاكم علىٰ خلقه	کا کوئی پیدا کرنے اور بنانے
وله في جميع ما نأتي ونذر و	والا حکیم و دانا ہے تو اس کا بھی اعتراف
نعلم ونفكر حكم وامر وليس	کرنا چاہئے کہ وہ حکم دیتا منع کرتا
كل عقل انساني على استعداد	اور اپنی مخلوقات پر اپنے فیصلے نافذ

۱؎ یہاں سے مصنف نے اپنا نقطۂ نظر پیش کیا ہے اور "براہمہ" کے استدلالوں کی تردید کی ہے،

(ض)

ما يعقل عنه امره ولا كلّ نفس بشرى بشابة من يقبل عنه حكمه بل اوجبت منته ترتيبا فى العقول و النفوس و اقتضت قسمته ان يرفع بعضهم فوق بعض درجات ليتخذ بعضهم بعضا سخريا ورحمة ربك خير مما يجمعون فرحمة الله الكبرى هى النبوة والرسالة وذلك خير مما يجمعون بعقولهم المختالة -

کرتا ہے اور ان تمام باتوں کو جنھیں ہم ترک و اختیار کرتے اور جانتے اور سمجھتے ہیں، ان کے متعلق اس کے فیصلے اور احکام موجود ہیں۔ اور ہر شخص کی عقل کے اندر یہ استعداد و صلاحیت نہیں ہوتی۔ کہ اس کا فیصلہ معقول ہو۔ اور نہ ہر ایک کی یہ حیثیت ہوتی ہے۔ کہ اس کا حکم قابل قبول سمجھا جائے۔ اسی لئے خدا نے اپنے فضل و احسان سے انسانی عقول و نفوس کے مختلف مرتبے اور درجے قائم کر دیئے اور بعض لوگوں کو بعض پر بلند مرتبہ کیا ہے کہ ایک دوسرے کو اپنا تابع بنا سکے، اور خدا کی رحمت اس چیز سے بہت بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں اور خدا کی عظیم رحمت ہی دراصل نبوت و رسالت ہے جو ان تمام چیزوں سے بہت بہتر ہے، جنھیں یہ لوگ اپنی پر فریب عقل سے جمع کرتے ہیں۔

ثم ان البراهمة تفرقوا اصنافا

پھر برہمنوں کی کئی قسمیں ہیں جیسے

فمنهم اصحاب البددة ومنهم
اصحاب الفكرة، ومنهم اصحاب
التناسخ - اصحاب البددة و
معنى البد عندهم شخص في
هذا العالم لم يولد ولا
ينكح ولا يطعم ولا يشرب و
لا يهرم ولا يموت
واول بد ظهر في العالم اسمه
شاكين وتفسيره السيد الشريف
ومن وقت ظهوره الى وقت
الهجرة خمسة آلاف سنة (ص٢٢)
قالوا ودون مرتبة البد
مرتبة البرديسعية ومعناه
الانسان الطالب سبيل الحق
وانما يصل الى تلك المرتبة بالصبر
والعطية بالرغبة فيما يجب ان
يرغب فيه وبالامتناع والتخلي
عن الدنيا والعزوف عن شهواتها

اصحاب بدھ، اصحاب فکرہ، اصحاب
تناسخ، اصحاب بدھ اور بد سے ان کے
یہاں وہ ذات اور وجود مراد ہے جس کا
ظہور نہ تو پیدائش سے ہوتا ہے، نہ وہ
شادی بیاہ رچاتا ہے، نہ کھاتا پیتا ہے،
نہ بوڑھا ہوتا ہے۔ اور نہ مرتا ہے، اور
سب سے پہلے جس بد کا اس دنیا میں
ظہور ہوا تھا، اس کا نام شاکین تھا اور
اس کے معنی شریف سردار کے ہیں،
اس کے زمانۂ ظہور اور ہجرت نبوی کے
درمیان ۵ ہزار سال کی مدت ہے،
ان لوگوں کا خیال ہے بد کے بعد
بردیسعیہ (بودیستوا - BodhisT
Tva -) کا درجہ ہے۔ بردیسعیہ[1]
سے مراد راہ حق کا متلاشی انسان ہے،
اس رتبہ و کمال تک پہونچنے کے لئے صبر
محبوب اور پسندیدہ چیزوں کی داد و دہش،
دنیا سے کنارہ کشی اور اس کی لذتوں اور

---

[1] اسی لئے غالبًا اصحاب بدھ کو ساکیا (Sakya -) کہتے ہیں [2] غالبًا گوتم بدھ مراد ہیں،

ولذاتها والعفة عن محارمها
والرحمة على جميع الخلق والاجتناب
عن الذنوب العشرة قتل كل ذي
روح واستحلال اموال الناس و
الزناء والكذب والنميمة والبذاء
والشتم وشناعة الالقاب و
والسفة والجحد لجزاء الآخرة
وباستكمال عشر خصال احدها
الجود والكرم الثاني العفو عن المسيء
ودفع الغضب بالحلم الثالثة
التعفف عن الشهوات الدنيوية
الرابعة الفكرة في التخلص الى
ذلك العالم الى الوجود من
هذا الفاني الخامسة رياضة
العقل بالعلم والادب وكثرة
النظر الى عواقب الامور السادسة
القوة على تصريفه النفس في
طلب العليا السابعة لين
القلب وطيب الكلام مع كل

دلچسپیوں سے پرہیز اور علم کی مکروہات و
ممنوعات سے عفت وپاکدامنی، ساری
مخلوقات کے ساتھ شفقت ومہربانی، اور دس
گناہوں یعنی کسی جاندار کو قتل کرنا، لوگوں
کا مال حلال سمجھنا، زنا، جھوٹ، چغلخوری،
بدگوئی، دشنام طرازی، لوگوں کو برے
القاب اور نام دینا، حماقت وبیوقوفی
اور آخرت کی جزاء وسزا کے انکار سے بچنا،
اور دس خوبیاں اپنے اندر پیدا کرنا ضروری
ہے، ان میں سے پہلی چیز سخاوت وفیاضی،
دوسری چیز برائی کرنے والے سے درگزر اور
غصہ کو حلم سے دور کرنا۔ تیسری چیز دنیوی
خواہشات کو ترک کرنا، چوتھی اس دنیائے
فانی سے نکل کر ہمیشہ موجود رہنے والی دنیا
میں پہونچ جانے کی فکر وتدبیر کرنا، پانچویں
علم وادب سے عقل کو جلا دینا، اور جملہ معاملات
میں انجام پر نظر رکھنا، چھٹی چیز نفس کو بلند
چیزوں کے حصول پر لگانے کی قوت رکھنا،
ساتویں چیز دل کی نرمی اور خوش کلامی،

واحد، الثامنة حسن المعاشرة	آٹھویں دوستوں اور بھائیوں کے ساتھ
مع الاخوان بایثار اختیارهم	حسن معاشرت، اُن کی پسند کو اپنی پسند
علی اختیار نفسه، التاسعة	پر ترجیح دینا، نویں عام مخلوقات سے توجہ
الاعراض عن الخلق بالکلیة	ہٹا کر خدا کی طرف بالکلیہ مائل ہوجانا، اور
والتوجه الی الحق بالکلیة	دسویں چیز یہ ہے کہ روح کو شوق و تمنائے
العاشرة بذل الروح شوقا الی	حق میں فنا کر دینا۔
الحق ووصولا الی جناب الحق، (ص ۱۴۴)	

وزعموا ان البدرة.....	ان لوگوں کا خیال ہے کہ بدھ ہی
اعطوهم العلوم وظهر لهم	.......نے انھیں علوم وفنون عطا
فی اجناس واشخاص شتی ولم	کئے ہیں۔ اور وہ مختلف روپوں اور
یکونوا یظهرون الا فی بیوت	بھیسوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں لیکن
الملوک لشرف جواهرهم	شاہی خانوادوں کے جوہر شرافت کی
قالوا ولم یکن بینهم اختلاف	وجہ سے ان کا ظہور شاہی خاندانوں
فیما ذکر عنهم من ازلیة العالم	ہی میں ہوتا ہے۔ اور ازلیت عالم کے متعلق
وقولهم فی الجزاء علی ما ذکرنا	اُن کی جانب جو کچھ منسوب ہے اس میں
وانما اختص ظهور البدرة	اُن کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، اور
بارض الهند لکثرة ما فیها من	جزا و سزا کے بارہ میں ان کا عقیدہ ہم
خصائص البریة والاقلیم و	اوپر بیان کر چکے ہیں[1] بدھوں کے ظہور

[1] یعنی اواگون (تناسخ) کی طرف اشارہ ہے۔ (ض)

من فيها من اهل الرياضة و
الاجتهاد وليس يشبه البد على
ما وصفوه ان صدق وافق ذلك
الا بالخضر الذى يثبته اهل
الاسلام - (ص ۲۴۲)

کے لئے سرزمین ہند اس لئے مخصوص
ہے کہ اس میں اس کی مخصوص صلاحیت
ہے یہاں کے لوگوں میں مجاہدہ وریاضت
ہے ۔ اور بدھ کے جو اوصاف وہ لوگ
بیان کرتے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو اسکی
مشابہت خضر سے ہے جن کے وجود کے
مسلمان بھی قائل ہیں ۔

اصحاب الفكرة والوهم
وهم العلماء منهم بالفلك
والنجوم واحكامها المنسوبة
اليهم وللهند طريقة تخالف
طريقة منجمي الروم وذلك
انهم يحكمون اكثر الاحكام
باتصالات الثوابت دون
السيارات وينشئون الاحكام
عن خصائص الكواكب دون
طبائعها ويعدون زحل السعد
الاكبر لرفعة مكانه وعظم
جرمه وهو الذى يعطى العطايا

اصحاب فکر وخیال ہی علماء کہلاتے
ہیں ۔ انہی میں نجوم کے علماء اور ماہرین بھی
ہیں ۔ جن کی طرف اس کے احکام وغیرہ
منسوب کئے جاتے ہیں منجمین ہند کا طریقہ
یونانی نجومیوں کے طریقہ سے مختلف ہے
اس لئے کہ یہ لوگ اکثر چیزیں سیاروں کے
بجائے ثوابت کے اتصال سے ثابت
کرتے ہیں ۔ اور کواکب وسیارات کے
طبائع کے بجائے اُن کے خواص سے
احکام ونتائج اخذ کرتے ہیں ۔ اور
زحل کے مقام کی رفعت اور اس کے
جرم کی بڑائی کی وجہ سے اس کو "سعد اکبر"

الكلية من السعادة والجزئية
من النحوسة وكذلك سائر الكواكب
لها طبائع وخواص فالروم
يحكمون من الطبائع والهند
يحكمون من الخواص ـ
وكذلك طبهم فانهم
يعتبرون خواص الادوية
دون طبائعها والروم يخالفهم
في ذلك وهئولاء اصحاب الفكرة
يعظمون امر الفكر ويقولون
هو المتوسط بين المحسوس و
والمعقول فالصور من المحسوسات
ترد عليه والحقائق من المعقولات
ترد عليه ايضا فهو مورد العلمين
من العالمين فيجتهدون كل
الجهد حتى يصرفوا الوهم و
الفكر عن المحسوسات بالرياضة
البليغة والاجتهادات المجهدة
حتى اذا تجرد الفكر عن هذا العالم

سمجھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہی سعادت
ونحوست اور خوش بختی و بدبختی عطا کرتا ہے
تمام سیاروں کے مزاج اور خاصیتیں ہوتی
ہیں۔ یونانی طبائع کے مطابق اور ہندوستانی
خواص کے مطابق حکم لگاتے ہیں۔
طب کے بارہ میں بھی ان کا یہی طریقہ
ہے کہ وہ دواؤں کی خاصیتوں کا اعتبار
کرتے ہیں اور یونانی طبائع کا لحاظ
کرتے ہیں اور یہی لوگ اصحاب فکر و
دانش کہلاتے ہیں۔ اور غور و فکر کو
بڑی اہمیت دیتے اور اُس کو محسوس
ومعقول کے درمیان واسطہ قرار دیتے
ہیں کیونکہ محسوسات کی صورتوں اور
معقولات کے حقائق کا فکر پر فیضان
ہوتا ہے اور وہی دنیا کے علموں کا سرچشمہ
ہے اسی لئے وہ پوری کوشش کرتے ہیں
کہ فکر و خیال کو سخت مجاہدات اور
ریاضتوں کے ذریعہ محسوسات سے
ہٹالیں۔ اور جب فکر اس مادی دنیا

تجلی لہٗ ذلک العالم وربما یخبر
عن مغیبات الاحوال وربما یقوی
علی حبس الامطار وربما یوقع
الوهم علی رجل حی فیقتله فی
فی الحال ولا یستبعد ذلک فان
للوهم اثرا عجیبا فی تصریف
الاجسام والتصرف فی النفوس
الیس الاحتلام فی النوم تصرف
الوهم فی الجسم الیس اصابة
العین تصرف الوهم فی الشخص
الیس الرجل یمشی علی جدار
مرتفع فیسقط فی الحال ولا یاخذ
من عرض المسافة فی خطواته
سوی ما اخذه علی الارض المستویة
والوهم اذا تجرد عمل اعمالا عجیبة
ولهذا کانت الهند تغمض عینیها
ایاما لئلا تشتغل الفکر والوهم

سے مجرد ہو جاتی ہے تو پھر اس پر دوسرے
عالم کی تجلیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں، اور
وہ کبھی کبھی غیب کے احوال کی خبریں دینے
لگتا ہے۔ اور بعض اوقات بارش روک
دینے کی اس میں قدرت ہو جاتی ہے اور
بعض مرتبہ کسی زندہ آدمی کو وہم میں
ڈال کر ہلاک کر دیتا ہے۔ اور یہ کوئی
بعید از قیاس بات نہیں ہے کیونکہ جسم اور
نفس کو وہم کے تصرف کے عجیب و غریب
اثرات ہوتے ہیں۔ خواب میں احتلام
جسم میں وہم کے تصرف کا اور نظر لگ
جانا، شخص میں وہم کے تصرف کا نتیجہ
ہے یا مثلاً جب ایک آدمی ایک بلند
دیوار پر چلتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے،
حالانکہ دیوار کے عرض میں وہ اتنے
ہی قدم ڈالتا ہے جتنے سطح زمین پر ڈالتا
ہے۔ یہ بھی وہم ہی کا کرشمہ ہے[1]۔ غرض

---

[1] یعنی آدمی سطح زمین پر جتنی چوڑائی میں چل سکتا ہے اتنی چوڑائی میں ایک بلند دیوار پر نہیں چل سکتا خوف سے گر پڑتا ہے۔ (ض)

بالمحسوسات ومع التجرد اذا اقترن
به وهم آخر اشترکا فی العمل
خصوصًا اذا کانا متفقین غایة
الاتفاق ولهذا کانت عادتهم
اذا دهمهم امر ان یجتمع اربعون
رجلًا من الهند بین المخلصین
المتفقین علی رای واحد فی
الاصابة فیتجلی لهم المهم الذی
یهمهم حمله ویندفع عنهم
البلاء الملم الذی یکاد هم ثقله

وہم و خیال جب مجرد شکل میں ہوتا ہے تو
اس سے عجیب و غریب اعمال ظاہر ہوتے ہیں
چنانچہ ہندوستانی کئی کئی دنوں تک اپنی آنکھیں
اس لئے بند کئے رہتے ہیں تاکہ فکر و وہم
محسوسات سے الگ ہو جائیں، اور وہم
کے تجرد کے وقت اگر کوئی دوسرا وہم
اس سے مل جاتا ہے تو ان دونوں کا مشترک
عمل ظاہر ہونے لگتا ہے، بشرطیکہ دونوں
میں پوری ہم آہنگی اور اتفاق ہو، اسی
لئے جب ان پر دو کیفیتیں طاری ہوتی
ہیں تو چالیس شائستہ مخلص اور ایک رائے
و خیال رکھنے والے آدمی جمع ہوتے ہیں
جس کی وجہ سے وہ مصیبت ختم ہو جاتی
ہے جس کا حل اُن کی کمر توڑ دیتا اور وہ بلا
ٹل جاتی ہے جس کا بوجھ اُن کو فنا کر دینے
والا ہوتا ہے۔

البکرنتینیة یعنی المصفدین
بالحدید وسنتهم حلق الرؤوس
واللحی وتعریة الاجساد ماخلا

بکرنتینیہ یعنی اپنے کو لوہے میں جکڑنے
والے یہ سر اور داڑھی کے بال منڈاتے شرمگاہ
کے علاوہ سارا جسم ننگا رکھتے اور بدن کو

العوسرة وتصفية البدن من
اوساطهم الى صدورهم
لئلا تنشق بطونهم من كثرة
العلم وشدة الوهم وغلبة
الفكر ولعلهم رأوا فى الحديد
خاصية تناسب الاوهام و
الا فالحديد كيف يمنع انشقاق
البطن وكثرة العلم كيف يوجب
ذلك - (ص ۲۴۴)

کر سے سینہ تک اس لئے باندھے رہتے
ہیں تاکہ علم کی کثرت اور فکر کی زیادتی
کے باعث اُن کا پیٹ پھٹ نہ جائے،
غالباً انھیں لوہے میں اوہام کے مناسب
خاصیتیں نظر آتی ہیں۔ ورنہ لوہا کیسے
پیٹ کو پھٹنے سے بچا سکتا ہے اور کثرتِ
علم سے کس طرح پیٹ پھٹ سکتا ہے!

(اصحاب التناسخ) قد ذكرنا
مذاهب التناسخية وما من
ملة من الملل الا وللتناسخ فيها
قدم راسخ وانما تختلف طرقهم
فى تقرير ذلك فاما تناسخية الهند
فاشد اعتقاداً فى ذلك لما عاينوا
من طير يظهر فى وقت معلوم
فيقع على شجرة وهو ابدا كذلك
فيبيض ويفرخ ثم اذا تم نوعه

(تناسخ کے ماننے والوں) کے
مذاہب کا ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہیں کوئی
قوم[1] ایسی نہیں جس میں تناسخ کا عقیدہ
رچا بسا نہو، البتہ اس کو ثابت کرنے
کے طریقے سب کے یہاں جدا جدا ہیں،
ہندوستان میں تناسخ (آواگون)
کے ماننے والے اپنے اس نظریہ میں بہت
زیادہ سخت ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک
خاص زمانہ میں انھیں ایک چڑیا دکھائی

---

[1] یعنی ان قوموں میں جو فیضانِ الٰہی سے محروم ہیں۔ (ض)

بفراخه حك بمنقاره ومخالبه
فتبرق منه نار تلتهب فيحترق
الطير ويسيل دمه منه دهن
فيجتمع فى اصل الشجرة فى مغارة
ثم اذا حال الحول وحان وقت
ظهوره تخلق من هذا الدهن
مثله طير فيطير ويقع على الشجرة
وهو ابدا كذالك۔

دیتی ہے جو ایک درخت پر بسیرا کرتی ہے، اور
اسی پر انڈے بچے دیتی ہے اور بچہ دینے کا
وقت جب قریب ہوتا ہے تو وہ اپنی چونچ
اور پنجہ سے انڈا اور رگڑتی ہے جس سے آگ بھڑکنے
لگتی ہے اور چڑیا جل جاتی ہے لیکن اس کے
خون سے تیل نکلتا ہے۔ اور اس درخت
کی جڑ کے گڈھے میں جمع ہوجاتا ہے، پھر
جب سال تمام ہوجاتا ہے اور چڑیا کے
ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوجاتا ہے
تو اس تیل سے پھر اسی طرح کی چڑیا پیدا
ہوتی ہے۔ اور پھر اسی طرح اس درخت
پر بیٹھ جاتی ہے، اسی طریقہ سے برابر ہوتا
رہتا ہے۔

قالوا فما مثل الدنيا واهلها
فى الادوار والاكوار الا كذلك
قالوا واذا كانت حركات الافلاك
دورية ولا محالة ليصل راسها
المنجاد الى ما بدا او دار دورة
ثانية على الخط الاول افاد لا محالة

اسی بنیاد پر یہ لوگ کہتے ہیں کہ ادوار
واکوار میں دنیا اور دنیا والوں کی مثال
بھی اسی چڑیا کی طرح ہے۔ اور وہ اس
وہم میں مبتلا ہیں کہ چونکہ فلک کی حرکات
دوری ہیں اس لئے لامحالہ پرکار کا سرا
اس دائرہ تک پہونچ جاتا ہے جہاں سے

ما افاد الدور الاول اذ لم يكن
اختلاف بين الدورين حتى يتصور
اختلاف بين الامرين[1] فان المؤثرات
عادت كما بدأت والنجوم والافلاك
دارت على المركز الاول وما اختلفت
ابعادها واتصالاتها ومناظراتها
ومناسباتها بوجه فيجب ان لا
يختلف التأثرات الباديات منها
بوجه وهذا هو تناسخ الادوار
والاكوار

اس کی ابتدا ہوئی تھی اور دوبارہ پھر وہ پہلے
خط پر دور کرتا ہے اور اس میں بھی وہ پہلے
دور کی طرح فائدہ دیتا ہے۔ اور جب دو دوروں کے
درمیان کوئی اختلاف نہیں تو دو اثروں کے
درمیان کس طرح کوئی اختلاف باور کیا جا سکتا
ہے۔ اس لئے کہ موثرات کا اعادہ اسی طرح
ہوتا ہے جس طرح اس کی ابتدا ہوئی تھی،
اور ستاروں اور فلک کا دور مرکز اول
پر ہوتا ہے اور ان کے ابعاد، اتصالات،
مناظرات اور مناسبات میں کسی طرح کا کوئی
اختلاف نہیں پایا جاتا اس لئے ضروری ہے کہ
اس سے ظاہر ہونے والے اثرات بھی مختلف
نہ ہوں۔ یہی ادوار و اکوار کے تناسخ کا مطلب ہے۔

(٢٤٥)

ولهم اختلاف في الدورة
الكبرى كم هي من السنين واكثرهم
على ثلاثين الف سنة وبعضهم
على ثلاثمائة الف سنة وستين
الف سنة وانما يعتبرون في تلك

دورۂ کبریٰ کے متعلق ان کا اختلاف
ہے کہ وہ کتنے سالوں میں مکمل ہوتا ہے، اکثر
لوگوں کی رائے ہے کہ ۳۰ ہزار سال میں
اور بعض لوگوں کے نزدیک تین لاکھ ساٹھ ہزار
برس میں تمام ہوتا ہے۔ اور ادوار کے بارہ

---

[1] لعله اثرين.

ادر سیر الثوابت لا السیارات
الهند اکثرهم ان الفلک
من الماء والنار والریح
الکواکب فیه ناریة هوائیة
ه هذه الموجودات العلویة
عنصر الارضی فقط۔ (۲۴۶)
(اصحاب الروحانیات) و
اهل الهند جماعة اثبتوا
وسطات روحانیة یاتونهم
الة من عند الله عز و جل
ودة البشر من غیر کتاب
رهم باشیاء وینهاهم عن
ء ویسن لهم الشرائع و
الهم الحدود وانما یعرفون
قه بتنزهه عن حطام
نیا واستغنائه عن الاکل
شرب والبعال وغیرها۔ (۲۴۷)
(الباسویة) زعموا ان

ہیں وہ سیاروں کے بجائے ثوابت کی رفتار
کا لحاظ کرتے ہیں، اور اکثر ہندوؤں کے نزدیک
فلک آگ، پانی اور ہوا سے مرکب ہے، اور
سیارے آتشی ہواؤں سے بنے ہیں۔ (اس
سے ثابت ہوتا ہے کہ) عالم علوی میں بھی
سفلی اور ارضی عناصر شامل ہیں۔
(اصحاب روحانیات) ہندوؤں کی
ایک جماعت روحانی واسطوں کی قائل ہے
(اس کا خیال ہے کہ یہ واسطے انسانی
شکل میں خدا کی طرف سے اس کا پیغام
بغیر کسی کتاب کے لاتا ہے اور وہ کچھ
باتوں سے منع کرتا ہے۔ اور احکام و
قوانین مقرر کرتا اور حدود وضع کرتا ہے
اس شخص کی سچائی کا اندازہ وہ دنیا
کی آلائشوں سے اس کی پاکی، اور
کھانے پینے اور شادی بیاہ سے بالکل
بے نیازی سے لگاتے ہیں۔
(باسویہ) اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے

رة لا تخلو عن المسامحة

رسولهم ملك روحاني نزل من
السّماء على صورة بشر وامرهم
بتعظيم النار وان يتقربوا اليها
بالعطر والطيب والادهان و
والذبائح ونهاهم عن القتل و
الذبح الا ما كان للنار وسن لهم
ان يتوشحوا بخيط يعقدونه من
مناكبهم الايامن الى تحت شمائلهم
ونهاهم ايضًا عن الكذب و
شرب الخمر وان لا ياكلوا من اطعمة
غير ملتهم ولا من ذبائحهم و
اباح لهم الزنا لئلا ينقطع النسل
وامرهم ان يتخذوا على مثاله
صنمًا يتقربون اليه ويعبدونه
ويطوفون حوله كل يوم ثلث
مرات بالمعازف والتبخير والغنا
والرقص وامرهم بتعظيم البقر
والسجود لها حيث رأوها و
يفزعوا في التوبة الى التمسح

کہ ان کا پیغمبر ایک روحانی فرشتہ تھا جو
آدمی کے بھیس میں آسمان سے اترا،
اُس نے آگ کی عظمت اور اس کے تقرب
کے لئے اس پر خوشبو، عطر، تیل چڑھانے
اور جانوروں کی قربانی کرنے کی تعلیم
دی۔ اور اس قربانی کے علاوہ اس نے
جانور کو قتل و ذبح کرنے سے منع کیا ہے،
اسی نے دھاگے کا بالا (جنیو) کندھے میں
پہننے کی تعلیم دی۔ جسے وہ لوگ دائیں
طرف کے کندھے سے بائیں طرف کے
کندھے کے نیچے تک باندھتے ہیں اسکی
تعلیم میں جھوٹ، شراب، دوسرے مذہب
والوں کا کھانا اور ذبیحہ ممنوع ہے۔ لیکن زنا
نسل کو برقرار رکھنے کے لئے جائز ہے،
اُس نے اپنا مجسمہ بنانے اور اس کی
پرستش کرنے اس کے لئے قربانی چڑھانے
اور اس کے ارد گرد روزانہ تین بار گانے
بجانے اور ناچنے اور بخورات کے ساتھ
چکر لگانے کا حکم دیا، گائے کی عظمت و

بها وامرهم ان لا يحجوا وانهى
الكنك،

(ص ۲۴۴)

(الباهودية) زعموا ان
رسولهم ملك روحاني على صورة
بشر واسمه باهودية اتاهم و
هو راكب على ثور على راسه
اكليل مكلل بعظام الموتى من
عظام الرؤس ومتقلد من ذلك
بقلادة بأحد يديه قحف
انسان وبالاخرى مزراق ذو
ثلاث شعب يأمرهم بعبادة الخالق
عز وجل وبعبادته معه وان
يتخذوا على مثاله صنما يعبدونه
وان لا يعافوا شيئا وان تكون
الاشياء كلها في المرتبة واحدة
لانها جميعا صنع الخالق وان

تقدیس اور جہاں بھی وہ دکھائی دے
اسے سجدہ کرنے کی تلقین کی، اور بتایا
کہ توبہ کے لئے اس کے جسم پر ہاتھ پھیریں
اور دریائے گنگا سے پار جانے کو حرام
قرار دیا۔

باہودیہ۔ اس فرقہ کے ماننے والے
بھی اپنے پیغمبر کو روحانی فرشتہ سمجھتے ہیں
جو آدمی کی شکل میں آیا تھا۔ اس کا نام
باہودیہ تھا۔ یہ پیغمبر ایک
بیل پر سوار، اس کے سر
پر مردہ کی کھوپڑی کا تاج اور گلے میں
اس کی ہڈیوں کا ایک مالا، ایک ہاتھ
میں انسان کی کھوپڑی اور دوسرے
میں تین پھلوں کا ایک نیزہ تھا، اس نے
خدا کی عبادت کی طرح اپنی عبادت
کا بھی حکم دیا کہ لوگ بت بنا کر اس کو
پوجیں، کسی چیز سے نفرت نہ کریں کیونکہ
دنیا کی تمام چیزیں درحقیقت ایک ہی
دائرہ کی اور خدا کی بنائی ہوئی ہیں،

يتخذوا من عظام الناس قلائد
يتقلدونها واكاليل يضعونها
على رؤسهم وان يمسحوا اجسادهم
ورؤسهم بالرماد وحرم عليهم
الذبائح وجمع الاموال وامرهم
برفض الدنيا ولا معاش لهم
فيها الا من الصدقة، (۲۴۸)

(الكابلية) زعموا ان رسولهم
ملک روحانی يقال له شب اتاهم
فی صورة بشر متمسح بالرماد
علی رأسه قلنسوة من لبود احمر
طولها ثلاثة اشبار محيط عليه
صفائح من قحف الناس متقلد
قلادة من اعظم ما يكون متمنطق
من ذلک بمنطقة متسور منها
بسوار متحلل منها بخلخال وهو
عريان فامرهم ان يتزينوا
بزينته ويتزيوا بزيه وسن لهم

الملل والنحل ج ۳ ص ۳۰۰

اسی پیغمبر نے ان کو بھی تلقین کی کہ وہ
گلے میں مالا پہنیں اور اپنے سروں پہ
ان کا تاج رکھیں جسم اور سر پر خاک ملیں،
اور جانوروں کو ذبح کرنا اور مال و دولت
جمع کرنا حرام قرار دیا اور دنیا کو ترک کرنے
کا حکم دیا اور صرف صدقہ و خیرات کو
ذریعۂ معاش قرار دیا۔

(کابلیہ) یہ گروہ بھی اپنے رسول
شب[1] کو روحانی فرشتہ اور بشر کے بھیس میں
مبعوث خیال کرتا ہے جو جسم پر بھبھوت ملے
سر پر سرخ اون کی تین بالشت لمبی ٹوپی اور
جسم میں انسانی کھوپڑیوں کا لمبا مالا گلے میں
اسی کا پٹکا، ہاتھ میں کنگن اور پیر میں پازیب۔
اور اسکا سارا جسم عریاں تھا اسی پیغمبر نے ان کو اپنی
وضع قطع اختیار کرنے کا حکم دیا اور ان کے لئے
قانون اور ضابطے بھی بنائے۔

---

[1] شیو یا شیوا یا شب (Sira -) یہ ایک دیوتا کا نام ہے۔

(البها دونية) قالوا ان بهادون
كان ملكا عظيما اتانا فی صورة انسان
عظيم وكان له اخوان وقتلاه
وعملا من جلدته الارض و
من عظامه الجبال ومن دمه
البحار وقيل هذا رمز لان
صورة البشر لا تبلغ الى هذه
الدرجة وصورة بهادون
راكب على دابة كثير الشعر قد
اسبله على وجهه وقد قسم
الشعر على جانب راسه قسمة
مستوية واسبلها كذلك على
نواحی الرأس قفاء ووجها و
امرهم ان يفعلوا كذلك ومن
لهم ان لا يشربوا الخمر واذا رأوا
امرأة هربوا منها وان يحجوا
الى جبل يدعى جورعن وعليه
بيت عظيم فيه صورة بهادون
وبذلک البيت سدنة لا يكون

(بہادونیہ) یہ لوگ کہتے ہیں کہ بہادون
ایک بہت بڑا فرشتہ تھا جو ہمارے
پاس غیر معمولی انسان کے روپ میں
آیا۔ اس کے دو بھائی تھے۔ انھوں نے
اس کو قتل کر کے اُس کے جسم سے زمین،
ہڈیوں سے پہاڑ اور خون سے سمندر
بنائے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ راز سربستہ ہے
ورنہ آدمی کی صورت کا اس رتبہ و درجہ
تک پہنچ جانا محال اور غیر ممکن ہے۔ بہادون
کا مجسمہ ایک جانور پر سوار تھا، اُس کے
سر پر بہت گھنے بال تھے، جو اُس کے
چہرے پر لٹکے تھے۔ اور اس کی لٹیں
سر کے دونوں جانب برابر تقسیم کی ہوئی تھیں۔ اسکے
چہرہ کے آگے پیچھے بھی لٹکے ہوئے تھے،
اس نے اپنے پیرؤوں کو بھی اسی وضع
میں رہنے کا حکم دیا، شراب پینے کی ممانعت
کی اور ہدایت کی کہ جب عورتوں کو دیکھیں تو
ان سے بھاگیں اور جورعن نامی پہاڑ
کی یاترا کریں جس پر ایک بہت بڑا بتخانہ ہے،

المفتاح الا بايديهم فلا يدخلون
الا باذنهم فاذا فتحوا الباب سدّوا
افواههم حتى لا تصل انفاسهم
الى الصنم ويذبحون له الذبائح
ويقربون له القرابين ويهدون
له الهدايا واذا انصرفوا من
حجهم لم يدخلوا العمران فى
طريقهم ولم ينظروا الى محرم
ولم يصلوا الى احد بسوء وضرر
من قول وفعل،

اس میں بھادون کا مجسمہ ہے اسی گھر میں
بتخانہ کے خادم اور پجاری بھی رہتے ہیں اور
ان ہی کے ہاتھوں میں اس کی کنجی رہتی
ہے، عام پجاری اُن کی اجازت کے بغیر
اس میں نہیں داخل ہو سکتے۔ جب دروازہ
کھلتا ہو تو لوگ اپنا منہ بند کر لیتے ہیں تاکہ
بت کی طرف اُن کی سانس نہ پہنچے۔ اس
بت کے لئے لوگ جانوروں کو ذبح کرتے
ہیں، قربانیاں چڑھاتے ہیں، تحفے اور
ہدیے لاتے ہیں اور جب یاترا کرکے واپس
جاتے ہیں تو راستہ کی آبادیوں میں نہیں
داخل ہوتے، اور نہ حرام چیزوں کی طرف
نظر اٹھاتے، اور نہ کسی کو اپنے قول یا فعل
سے کوئی نقصان پہنچاتے ہیں۔

(عبدة الكواكب) ولم
ينقل للهند مذهب فى عبادة
الكواكب الا فرقتان توجهتا
الى النيرين الشمس، والقمر و
... جهتهم فى ذلك مذهب الصابئة

(ستاروں کے پجاری) ہندوستانی
کواکب پرستوں کے صرف دو فرقوں
کا حال سنا جاتا ہے۔ یہ دونوں چاند اور
سورج کی جانب رخ کرتے ہیں۔ ستاروں کا
ہیکلوں کی جانب رخ کرنے میں اُن کا

فی توجہھم الی الھیاکل السموّیۃ

(ص ۲۴۹)

عبدۃ الشمس زعموا ان الشمس ملک من الملائکۃ ولہا نفس وعقل ومنہا نور الکواکب وضیاء العالم وتکون الموجودات السفلیۃ وھی ملک الفلک یستحق التعظیم والسجود والتبخیر والدعاء وھؤلاء یسمون الدینکیتۃ ای عباد الشمس ومن سنتھم ان اتخذوا الہاً صنماً بیدہ جوھر علی لون النار ولہ بیت خاص بنوہ باسمہ ووقفوا علیہ ضیاعاً وقرایا و لہ سدنۃ وقوام فیاتون البیت ویصلون ثلاث کرات ویاتیہ اصحاب العلل والامراض فیصومون لہ ویصلون ویدعون ویستشفون بہ۔

[illegible]

طریقہ صابیوں کی طرح ہے۔

سورج کے پجاریوں کا عقیدہ ہے کہ سورج ایک فرشتہ ہے جس میں نفس وعقل دونوں موجود ہیں، اسی سے ستاروں، تمام موجودات سفلی اور ساری دنیا کو روشنی ملتی ہے، یہ فلک کا بادشاہ ہے، اس لئے عظمت، تقدیس، سجدہ، دعا اور نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ ان لوگوں کو دینکیتہ یعنی سورج کے پجاری کہا جاتا ہے، ان کا طریقہ یہ ہے کہ انھوں نے سورج کا ایک مجسمہ بنایا ہے جس کے ہاتھ میں آگ کی رنگت کا ایک جوہر ہے، بُت کا ایک مخصوص گھر ہے، جو اسی کے نام پر تعمیر کیا گیا ہے، لوگوں نے اس کے بہت سی جائدادیں اور گاؤں وقف کئے ہیں، اس کی خدمت و حفاظت کرنے والے بہت سے پجاری ہیں۔ جو بتخانہ میں تین بار آکر پوجا کرتے ہیں۔ بیمار اور مریض یہاں آکر روزہ رکھتے ہیں۔ پوجا کرتے ہیں اور

(عبدة القمر) زعموا ان القمر
ملك من الملائكة يستحق التعظيم
والعبادة واليه تدبير هذا العالم
السفلى والامور الجزئية فيه و
منه نضج الاشياء المتكونة وايصالها
الى كمالها وبزيادته ونقصانه[1]
وهؤلاء يسمون الجندريكينية
اى عباد القمر ومن سنتهم ان
اتخذوا صنماً على صورة عجل[2]
وبيد الصنم جوهر ومن سنتهم
ان يسجدوا له ويعبدوه و
ان يصوموا النصف من كل
شهر ولا يفطروا حتى يطلع القمر

(چاند کو پوجنے والے) یہ لوگ سمجھتے ہیں
کہ چاند فرشتہ ہے اور عظمت و عبادت کا
مستحق ہے۔ اس سفلی عالم کی تدبیر اور
اس کے جزئی معاملات کا انتظام اسی کے
سپرد ہے اسی سے چیزیں پکتی بنتی اور اسی
کے گھٹنے بڑھنے سے کمال کو پہنچتی ہیں، یہ
لوگ جندریکینیہ (چندر بھگتیہ) یعنی چاند
کے پجاری کہے جاتے ہیں، اُن کا طریقہ یہ
ہے کہ انھوں نے چاند کی شکل کا ایک بت
بنایا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک جوہر ہے،
اُن کے مذہب میں چاند کو سجدہ کرنا اسکی
پوجا کرنا اور ہر مہینہ کے وسط (چودھویں)
میں برت رکھنا داخل ہے۔ اور برت

---

[1] كذا بالاصل وفى نهاية الارب وما يأتى بعد —
"وبزيادته ونقصانه تعرف الازمان والساعات وهو تلو الشمس:
وقرينها، ومنها نوره وبالنظر اليها زيادته ونقصانه"
والعبارة واضحة كما ترى (ض)

[2] كذا بالنسخة التى نقلنا ولو صحى نهاية الادب فى حاشيتها الذى فى الشهرستانى صنماً
صورة عجل وبيد الصنم الذى اصله صنماً على عجلة تجرها اربعة وبيده جوهرة" (ض)

ثم یاتون صنمه بالطعام والشراب
واللبن ثم یرغبون وینظرون
الی القمر ویسألونه عن حوائجهم
فاذا استهل الشهر علوا السطح
وایقنوا[51] الدخن ودعوا عند رؤیته
ورغبوا الیه ثم نزلوا عن السطح
الی الطعام والشراب والفرح و
والسرور ولم ینظروا الیه الا
علی وجه حسنة وفی نصف
الشهر اذا فرغوا من الافطار
اخذوا فی الرقص واللعب و
المعازف بین یدی الصنم و
القمر۔

اس وقت ختم کرتے ہیں جب چاند طلوع
ہو جاتا ہے چاند کے طلوع ہو جانے کے
بعد اس بت کے پاس کھانا، شراب اور
دودھ لیجاتے ہیں، اور چاند کی طرف نظریں
اٹھا کر اس سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں،
چاند[52] دیکھنے کے بعد چھتوں پر چڑھ کر بخور
جلاتے، دعائیں مانگتے اور شوق و ذوق
کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر چھتوں سے اتر
کر شراب و کباب اور عیش و عشرت
میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور چاند کی
طرف نہایت خندہ جبینی سے دیکھتے ہیں
اور نصف مہینہ میں جب وہ برت سے
فارغ ہوتے ہیں۔ تو چاند اور بت کے
سامنے رقص و سرود اور لہو و لعب میں
لگ جاتے ہیں۔

(عبدة الاصنام) اعلم
ان الاصنام التی ذکرنا مذاهبهم

(بتوں کے پجاری) جن گروہوں کے
مذاہب کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کے

---

[51] اظنه غلطا والصحیح اوقدوا كما هو فی نهایة الارب انظر ص ۷۵ - جلد ۱ -

[52] ابن ندیم کے بیان کے مطابق یہ پہلی اور چودھویں تاریخ کو کرتے ہیں۔

يرجعون آخر الامر الى عبادة
الاصنام واذا كان لا يتم لهم
طريقة الا بشخص حاضر ينظرون
اليه ويعكفون عليه ومن هذا
اتخذت اصحاب الروحانيات و
الكواكب اصناما زعموا انها على
صورتها ....

....

لكن القوم لما عكفوا على التوجه
اليها وربطوا احوائجهم بها من غير
اذن وحجة وبرهان وسلطان
من الله تعالى كان عكوفهم ذلك
عبادة وطلبهم الحوائج منها اثبات
الهية لها وعن هذا كانوا يقولون
ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله
زلفى، فلو كانوا مقتصرين على صورها
فى اعتقاد الربوبية والالهية
لما تعدوا عنها الى رب الارباب

سب آخر کار بت پرستی ہی پر منتہی ہوتے ہیں،
اس لئے کہ ان سب کا مشترک طریقہ یہی ہے
کہ وہ ایک شخص کو حاضر مان کر اس کی طرف
دیکھتے اور اس کے سامنے جھکتے ہیں، اسی بنا
پر روحانیات اور ستاروں کے ماننے
والوں نے ایسے بت بنائے ہیں جنکے متعلق
اُن کا عقیدہ ہے کہ وہ بالکل ستاروں
کی شکل کے ہیں۔ ....

اور چونکہ یہ لوگ بتوں کی جانب متوجہ ہوتے
ہیں۔ اور خدا کی اجازت دلیل اور ثبوت کے
بغیر ان سے اپنی حاجتیں وابستہ کرتے ہیں
اس لئے بتوں کی طرف ان کی توجہ عبادت
اور اُن سے حاجتوں کی طلب ان کی الوہیت
کا اثبات ہے اور اس کا وہ یہ جواب دیتے
ہیں کہ ہم لوگ تو اُن کی پوجا محض تقرب
الٰہی کے خیال سے کرتے ہیں، حالانکہ اگر یہ لوگ
صرف بتوں کی صورتوں کے متعلق ربوبیت
اور الوہیت کا اعتقاد رکھنے پر اکتفاء کرتے
تو ان کے بجائے رب الارباب کی طرف نہ

(المهاكالية) لهم صنم يدعى
مهاكال له اربع ايد كثير شعر الرأس
سبطها وباحدى يديه ثعبان
عظيم فاغر فاه وبالاخرى عصا
وبالثالثة راس انسان وبالرابعة
كانه يرفعها وفي اذنيه حيتان
كالقرطين وعلى جسده ثعبانان
عظيمان قد التفا عليه وعلى رأسه
اكليل من عظام القحف وعليه
من ذلك قلادة يزعمون انه
عفريت يستحق العبادة لعظيم
قدره واستحقاقه لها لما فيه
من الخصال المحمودة المحبوبة
والمذمومة من الاعطاء و
المنع والاحسان والاساءة و
انه مفزع لهم في حاجاتهم و
له بيوت عظاماً بارض الهند
ياتون اليها اهل ملته في كل

(مہاکالیہ) اُن کے بت کا نام مہاکال[1] ہے
اس کے چار ہاتھ اور سر پر گھنے بال ہیں، ایک
ہاتھ میں ایک اژدہا منہ کھولے، دوسرے میں
ڈنڈا، تیسرے میں انسان کا سر اور چوتھے ہاتھ
سے گویا اس کو اٹھا رہا ہے۔ دونوں کانوں
میں بالیوں کی طرح دو سانپ، اور جسم سے
بھی دو بڑے اژدہے لپٹے ہوئے، سر پر
کھوپڑیوں کی ہڈیوں کا تاج ہے، اور
انھیں ہڈیوں کا گلے میں مالا ہے۔ اُن کا
عقیدہ ہے کہ یہ بت ایک بڑا دیو ہے۔ اور
اپنی عظمت اور ہیبت اور دینے نہ دینے احسان
وسلوک اور بھلائی کرنے کی اچھی اور پسندیدہ
اور بری اور ناپسندیدہ عادتوں کی وجہ سے
عبادت کا مستحق ہے، وہ ضرورتوں کے
وقت ان کا ملجا و ماویٰ ہے۔ ہندوستان
میں اس بت کے کئی بڑے بڑے استھان
ہیں جہاں اس کے پجاری اور ماننے والے
روز تین مرتبہ آکر سجدہ اور طواف کرتے ہیں

---

[1] مہاکال (Mahakala) دراصل شیو کا دوسرا نام ہے۔

يوم ثلاث مرات يسجدون له
ويطوفون به ولهم موضع يقال
له اختر فيه صنم عظيم على صورة
هذا الصنم يأتونه من كل موضع
ويسجدون له هناك ويطلبون
حاجات الدنيا حتى ان الرجل يقول
له فيما يسأل زوجني فلانة و
اعطني كذا ومنهم من يأتيه و
يقيم عنده الايام لا يذوق
شيئاً يتضرع اليه ويسأله الحاجة
حتى ربما يتفق،

اُن کے ایک استھان کا نام "اختر" ہے جس
میں اسی طرح کا ایک بہت بڑا
بت ہے۔ لوگ ہر مقام سے یہاں آکر
اس کا سجدہ کرتے ہیں۔ اور اس سے
دنیوی مرادیں پوری ہونے کی دعائیں
کرتے ہیں یہاں تک کہ لوگ اس سے
یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں عورت سے میری
شادی کرادے۔ اور فلاں چیز مجھے
دیدے بعض لوگ اس کے پاس آکر
کئی دنوں تک قیام کرتے ہیں، اور
اس مدت میں کچھ کھائے پیئے بغیر اس
سے الحاح وزاری کرتے ہیں، مرادیں
مانگتے ہیں بعض مرادیں پوری بھی
ہوجاتی ہیں۔

(البركسهيكيه) من سنتهم
ان يتخذوا لانفسهم صنما يعبدونه
ويقربون له الهدايا ومواضع

(برکسھیکیہ[1]) یہ لوگ اپنے لئے ایک
بت بناکر اس کی پوجا کرتے ہیں، اور اس کے
لئے نذر ونیاز چڑھاتے ہیں، اُن کی

---

[1] برکش بھگت یعنی درخت کے پجاری، سنسکرت میں درخت کو ورکش (Vrksa) کہتے ہیں، فارسی میں "واؤ" کو "ب" سے بدل دیا گیا ہے۔ (ح)

تعبد هو له ان ينظروا الى باسق الشجر وملتفه مثل الشجر الذى يكون فى الجبال فيلتمسون منها احسنها واطولها فيجعلون ذلك الموضع موضع تعبدهم ثم ياخذون ذلك الصنم فيأتون شجرة عظيمة من تلك الشجرة فينقبون فيها موضعًا يركبونه فيها فيكون سجودهم وطوفهم نحو تلك الشجرة -	عبادتگاہ بلند اور گھنے پہاڑی درختوں کے پاس ہوتی ہے۔ چنانچہ تلاش کرکے عبادتگاہ کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کرتے ہیں جہاں پہاڑی درخت ہوتے ہیں وہ بت کو لے کر کسی بڑے درخت کے پاس آتے ہیں، اور وہاں کوئی ایسی جگہ تلاش کرتے ہیں جہاں سوار ہو کر جاتے ہیں، اور اس درخت کے اردگرد طواف کرتے اور سجدہ کرتے ہیں،
(الدهكينية) من سنتهم ان ياخذوا صنما على صورة امرأة وفوق رأسه تاج وله ايدى كثيرة ولهم عيد فى يوم من السنة عند استواء الليل والنهار والشمس والقمر ودخول الشمس فى الميزان فيتخذون فى ذلك اليوم عريشا عظيما بين يدى ذلك الصنم و يقربون اليه البقر والغنم	(دھکتیہ[1]) ان کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کی شکل کا ایک بت بنا کر اس کے سر پر تاج رکھتے ہیں، اور اس بت کے کئی ہاتھ ہوتے ہیں اور سال میں ایک دن جب رات دن اور سورج اور چاند برابر ہوتے ہیں اور سورج میزان میں داخل ہوتا ہے ان کے تہوار کا ہوتا ہے اس دن وہ اسی بت کے سامنے ایک لمبی ٹٹی بناتے ہیں۔ اور بھیڑ اور بکریوں کی قربانیاں کرتے ہیں۔ یہ لوگ جانوروں

---

[1] غالباً ان کی پروردگار — دیوی (Durga) کا پجاری کہا جاتا ہے،

وغيرها ولا يذبحونها ولكن يضربون
اعناقها بين يديه بالسيوف و
يقتلون من اصابوا من الناس
قربانا بالفيلة[1] حتى ينقضي عيدهم
وهم مسيئون عند عامة اهل
الهند بسبب الفيلة[1]

(الجلكية) اى عباد الماء
يزعمون ان الماء ملك معه ملائكة وانه
اصل كل شئ وبه ولادة كل شئ
ونموه ونشوه وبقاءه وطهارته
وعمارته وما من عمل في الدنيا
الا وهو يحتاج الى الماء فاذا اراد
الرجل[2] عبادته تجرد وستر عورته
ثم دخل الماء حتى وصل الى
حلقه[3] فيقيم ساعة او ساعتين

کو ذبح کرنے کے بجائے ان کی گردنیں تلوار
سے کاٹ دیتے ہیں۔ اور اگر آدمیوں کو پاجاتے
ہیں تو انھیں بھی دھوکے سے قربانی کے لیے
قتل کر ڈالتے ہیں۔ یہاں تک کہ عید
کا دن ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عام ہندوؤں کے
نزدیک دھوکے سے جان مار ڈالنے کی وجہ
سے بہت برے سمجھے جاتے ہیں،

(جلکیہ) یعنی پانی پوجنے والے ان
کا خیال ہے کہ پانی ایک فرشتہ اور
ہر چیز کی اصل و بنیاد ہے۔ ہر چیز کی پیدائش
نشو و نما، بقا، پاکیزگی، تعمیر اسی پر موقوف
ہے۔ اور دنیا کے ہر کام کے لئے پانی
ضروری ہے، اور جب ان میں کوئی شخص
پانی کی پوجا کرنا چاہتا ہے۔ تو وہ بالکل
برہنہ ہو جاتا ہے۔ اور صرف شرمگاہ پہ
ایک لنگوٹ باندھتا ہے اور گلے کے برابر

---

[1] یہ لفظ غلط معلوم ہوتا ہے صحیح لفظ غیلہ ہوگا، (ض)

[2] وفی نہایۃ الارب فاذا اراد الرجل منہم، [3] وفی نہایۃ الارب ثم دخل الماء حتی یصل الی وسطہ،

او اکثرہ ویاخذ ما امکنہ من الزمان
فیقطعها اصغارا یلقی فیہ بعضہ
بعد بعض وھو یسبح ویقرء فاذا
اراد الانصراف حرک الماء
بیدہ ثم اخذ منہ فیقطر بہ[له]
رأسہ ووجہہ وسائر جسدہ
خارجا ثم سجد انصرف؛

پانی میں گھس کر ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ یا
اس سے بھی زیادہ اس میں رہتا ہے۔
اور جتنا زبور لے جاسکتا ہے لیجا کر اس کے
چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالتا
اور کچھ پڑھتا اور جپتا بھی جاتا ہے، اور
جب پانی سے باہر آنا چاہتا ہے تو
اُسے ہاتھ سے حرکت دیکر تھوڑا سا
پانی لے کر سر، چہرہ اور پورے جسم پر
چھڑکتا ہے، اور سجدہ کر کے باہر نکل
آتا ہے،

(ص ۲۵۵)

(الاکنواطریۃ) ای عباد النار
یزعمون ان النار اعظم العناصر جرما
واوسعها حیزا واعلاها مکانا واشرفها
جوهرا وانورها ضیاء واشراقا
والطفها جسما وکیانا والاحتیاج...
الی سائر الطبائع ولا نور
فی العالم الا بها ولا حیاۃ و
لا نمو ولا انعقاد الا بممازجتها

(اکنواطریہ) یعنی آتش پرست، یہ لوگ
آگ کو سب سے بڑے جرم اور سب سے وسیع
حیز والا عنصر سب سے زیادہ روشن اور سب سے
لطیف جسم تصور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
سارے طبائع سے زیادہ اُس کی ضرورت
ہوتی ہے، اور دنیا میں آگ ہی کی وجہ سے
روشنی، زندگی، نمو اور ہر چیز کا قیام ہے،
اُن کی عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین میں

له و فی نهایة الارب فنقط علی رأسه ووجهه الخ (ق)

وانّما عبادتهم لها ان يحفروا
اخدوداً مربعاً فی الارض ويجروا
النّار فيه ثمّ لا يدعون طعاماً
لذيذاً ولا شراباً لطيفاً ولا ثوباً
فاخراً ولا عطراً فائحاً ولا جوهراً
نفيساً الا طرحوها فيه تقرباً اليها
وتبرّكاً بها وحرموا القاء النفوس
فيها واحراق الابدان بها خلافاً
لجماعة اخرى من زهاد الهند (ص ٥٥٢)

ایک چوکور گڑھا کھود کر اس میں آگ بھڑکاتے
ہیں، اور پھر اس سے قربت اور حصول
برکت کی غرض سے لذیذ ترین کھانے،
لطیف شرابیں، عمدہ کپڑے، بہترین
خوشبوئیں اور نفیس ترین جواہر اس میں
ڈالتے ہیں، البتہ ہندو زاہدوں کی ایک
جماعت کے برعکس اس آگ میں آدمی
کو جلانا حرام سمجھتے ہیں،

وعلی هذا المذهب اکثر ملوک الهند
وعظمائها يعظمون النّار لجوهرها
تعظيما بالغاً ويقدمونها على الموجودات
كلّها ومنهم زهاد وعباد يجلسون
حول النّار صائمين[1] يسدون منافسهم
حتّى لا يصل اليها من انفاسهم نفس
صدر عن صدر محرّم[2] وسنتهم
الحث على الاخلاق الحسنة و
المنع من اضدادها وهی الكذب
والحسد والحقد واللجاج والبغی

اس مذہب کو اکثر ہندو راجہ اور اکابر
مانتے ہیں، وہ آگ کی انتہائی تعظیم کرتے
ہیں، اور اسے تمام موجودات پر ترجیح
دیتے ہیں، اُن میں سے زاہد و عابد لوگ
آگ کے ارد گرد برت رکھکر اور اپنا
منہ بند کرکے بیٹھ جاتے ہیں تاکہ مجرم کے
سینہ سے نکلی ہوئی سانس اُن کی سانس
تک نہ پہونچنے پائے، یہ لوگ دوسروں کو
پسندیدہ اخلاق اختیار کرنے کی ترغیب
دیتے ہیں، اور بُری عادتوں جھوٹ حسد

[2] مجرم فی نسخۃ اخری۔

والحرص والبطر فاذا تجرد الانسان
عنها قرب من النار و تقرب الیہا
(حکماء الہند) کان لفیثاغورس
الحکیم الیونانی تلمیذ یدعی قلانوس
قد تلقی الحکمۃ منہ وتلمذ لہ
ثم صار الی مدینۃ من مدائن
الہند واشاع فیہا رائ فیثاغورس
وکان برخمن رجلاً جیداً لذہن
نا قد البصر صائب الفکر راغباً
فی معرفۃ العوالم العلویۃ قد
اخذ من قلانوس الحکیم حکمۃ...
علی الہند کلہم فرغب الناس
فی تلطیف الابدان وتہذیب
الانفس وکان یقول ای امرئ
ہذب نفسہ واسرع فی الخروج
من ہذا العالم الدنس وطہر
بدنہ من اوساخہ ظہر لہ
کل شی وعاین کل غائب وقدر
علی کل متعذر وکان محبوبا

...واستفاد منہ علمہ وصنف بعد فلما توفی قلانوس ترأس برخمن ام
وکان یری الاصلاح النفس فی الروح

کینہ جھگڑا، برائی، لالچ سے روکتے ہیں اور
جب آدمی ان بری عادتوں سے کنارہ کش ہوجاتا ہے
ہندوستان کے حکما) یونانی حکیم فیثاغورس
کے ایک شاگرد نے جس کا نام قلانوس
تھا حکمت و فلسفہ کی تحصیل اس
سے کی، پھر ہندوستان کے ایک شہر میں
آکر فیثاغورس کے خیالات کی اشاعت
کی، یہاں ایک شخص برخمن نے جو جودت
طبع، نگاہ تنقید، سلامت فکر و اصابت
رائے میں مشہور، اور وہ عالم علوی
کے ادراک و معرفت کی طرف زیادہ راغب
تھا۔ قلانوس حکیم سے حکمت حاصل کی اور
اس کے علم و فن سے استفادہ کیا، اور
اس کی وفات کے بعد سارے ہندوستانیوں
کا سردار بن گیا، اور عام لوگوں کو لطافت
اجسام اور تہذیب نفوس کی طرف
مائل کیا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جو آدمی اپنے
نفس کی تہذیب اور اس گندے عالم
سے جلد نکل جانے کی کوشش کرے گا

مسرورا ملتذا عاشقا لا يمل
ولا يكل ولا يمسه نصب ولا
لغوب فلما نهج لهم الطريق و
احتج عليهم بالحجج المقنعة اجتهدوا
اجتهادا شديدا وكان يقول
ايضا ان ترك لذات هذا العالم
هو الذي يلحقكم بذلك العالم
حتى تتصلوا به وتنخرطوا في
سلكه وتخلدوا في لذاته ونعيمه
فدرس اهل الهند هذا القول
ورسخ في عقولهم ثم توفي عنهم
برهمن وقد تجسم القول في عقولهم
لشدة الحرص والحاق بذلك
العالم افترقوا فرقتين ففرقة
قالت ان التناسل في هذا العالم
هو الخطاء الذي لا خطاء ابين
منه اذ هو نتيجة اللذة الجسمانية
وثمرة النطفة الشهوانية فهو
حرام وما يؤدي اليه من الطعام

اور اس گندے عالم سے جلد نکل جانے
کی کوشش کرے گا اور اپنے بدن کو دنیا
کی گندگیوں سے پاک رکھے گا۔ اس
کے لئے ہر چیز آشکارا ہو جائے گی، ہر
غائب چیز کا مشاہدہ اور ہر دشواری پہ
وہ قابو حاصل کرے گا اور وہ نہایت خوش
و خرم اور لطف و لذت کے ساتھ رہا
کرے گا، اسے کبھی گھبراہٹ اور
پریشانی نہ ہوگی۔ اور نہ تکان اور
کرب محسوس کرے گا۔ جب اس نے
ان لوگوں کے لئے بات صاف کر دیا
اور اس کی قطعی دلیلیں بیان کر دیں
تو انھوں نے سخت مجاہدہ کرنا شروع
کیا۔ وہ یہ بھی کہتا تھا کہ اس دنیا کی
لذتوں کے ترک ہی سے عالم علوی سے
تمہارا ربط و تعلق ہو سکتا ہے، اور اسکی
لڑی ہی میں منسلک اور اس کی لذتوں
اور نعمتوں سے دائمی طور پر لذت اندوز
ہو سکتے ہو۔ اسی نے اہل ہند کو یہ تعلیم دی

اللذين والشراب الصافي و
كل ما يهيج الشهوة واللذة
الحيوانية وينشط النفوس
البهيمية حرام ايضاً فاكتفوا
بالقليل من الغذاء على قدر
ما يثبت به ابدانهم ومنهم
من كان لا يرى ذلك القليل
ايضاً ليكون لحاقه بالعالم
الاعلى اسرع ومنهم من اذا
راى عمره قد تدنس القى
نفسه في النار تزكية لنفسه
وتطهيراً لبدنه وتخليصاً
لروحه ومنهم من يجمع ملاذ
الدنيا من الطعام والشراب
والكسوة فيمثلها نصب عينيه
لكي يراها البصر وتتحرك نفسه
البهيمية اليها فيشتهيها د
يشتهيها فيمنع نفسه عنها
بقوة النفس المنطقية حتى ينحل البدن وتضعف النفس وتنحل لضعفها

اور اُن کے ذہنوں میں بٹھادی، چنانچہ
جب سکا انتقال ہو گیا تو عالم علوی سے اتصال
کے ذوق وشوق کی بنا پر لوگوں کے تن
میں تعلیم پیوست ہو چکی تھی. پھر اُن کے
دو گروہ ہو گئے، ایک گروہ کہتا تھا کہ
توالد وتناسل سے بڑھ کر اس دنیا
میں کوئی غلطی نہیں، اس لئے کہ جسمانی
لذت کا نتیجہ اور شہوانی نطفہ کا ثمرہ ہے
جو حرام ہے اور لذیذ کھانے عمدہ شرابیں
اور وہ تمام چیزیں جو شہوت اور لذتِ
حیوانی کو برانگیختہ اور نفس بہیمی میں نشاط
پیدا کریں حرام ہیں، اس لئے وہ صرف
اتنی مختصر غذا پر اکتفا کرتے تھے، جو سدِ
رمق کا کام دے، اور جسم کو قائم و
برقرار رکھ سکے، اُن میں سے بعض لوگ
تو تھوڑا کھانا بھی مناسب نہیں سمجھتے،
تاکہ عالم علوی سے جلد سے جلد ان کا
اتصال ہو جائے، اور بعض لوگ جب
دیکھتے ہیں کہ اُن کی زندگی کسی نجاست

الرباط الذي كان يربطها به و
اما الفريق الآخر فانهم كانوا يريدون
التناسل والطعام والشراب و
سائر اللذات بقدر الذي هو
طريق الحق حلالاً وقليل منهم
من يتعدى عن الطريق ويطلب
الزيادة وكان قوم من الفريقين
سلكوا مذهب فيثاغورس
من الحكم والعلم فتلطفوا حتى
صاروا يظهرون على ما في
انفس اصحابهم من الخير و
الشر ويخبرون بذلك فيزيدهم
بذلك حرصاً على رياضة
الفكر وقهر النفس الامارة بالسوء
والحوق بما لحق به اصحابهم و
مذهبهم في الباري تعالى
انه نور محض الا انه لابس
جسداً ما ليستر لئلا يراه الا
من استأهل رؤيته واستحقها

سے ملوث ہو گئی ہے تو اپنے نفس کے تزکیہ جسم کی
تطہیر اور روح کو پاک
صاف کرنے کے لئے اپنے کو آگ میں ڈال
دیتے ہیں، اور بعض لوگ تمام دنیوی لذتوں
مثلاً کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کو جمع
کرکے اپنی نظروں کے سامنے رکھتے ہیں،
تاکہ جب ان پر نظر پڑے اور نفس میں ان
کی طلب اور اس کا شوق پیدا ہونے لگے
تو نفس ناطقہ کی قوت سے اس کو روکیں،
یہاں تک کہ اس کوشش میں بدن گھل جائے
اور نفس کمزور ہو جائے اور جو بندھن جسم
سے اس کا تعلق قائم رکھتے ہیں وہ بھی اتنے
کمزور ہو جائیں کہ نفس جسم کا ساتھ چھوڑ
دے لیکن دوسرا گروہ توالد تناسل،
کھانا پینا اور تمام لذتوں سے استفادہ
بقدر حق حلال سمجھتا ہے لیکن بہت تھوڑے
لوگ حق سے تجاوز کرکے طلب میں زیادتی
کرتے ہیں دونوں فریق میں سے کچھ لوگ
علم حکمت میں فیثاغورس کا مسلک رکھتے ہیں،

كالذي يلبس في هذا العالم جلد
حيوان فاذا خلعه نظر اليه من
وقع بصره عليه واذا لم يلبسه
لم يقدر احد من النظر اليه،

اور ایسی لطیف (دریافت) کرتے ہیں
کہ اپنے ساتھیوں کے برے بھلے خیالات
پر مطلع ہو جاتے ہیں اور ان کو بتا دیتے ہیں
اس سے اُن کو فکر کی ریاضت اور نفس اَمّارہ
کو مقہور کرنے اور اس چیز سے ملنے کی حرص
بڑھ جاتی ہے جس سے اُن کے ساتھی جاملے
ہیں ، اللہ تعالیٰ کے متعلق اُن کا عقیدہ
یہ ہے کہ وہ ایک نورانی ایسے لباس میں مستور
ہے کہ اس کو صرف اس کی رویت کے اہل
اور مستحق ہی دیکھ سکیں گے ، مثلاً اس دنیا میں
ایک شخص کسی حیوان کی کھال پہن لیتا ہو،
اس کو پہننے کی حالت میں جس شخص کی نظر
اس پر پڑتی ہے وہ اس کو دیکھ سکتا ہو،
لیکن جب وہ کھال نہ پہنے ہو تو کسی کو
تاب نظر نہیں ہوتی ،

ويزعمون انهم كالسبايا في
هذا العالم فان من حارب
النفس الشهوية حتى منعها عن
ملاذها فهو الناجي من دنيات

یہ لوگ دنیا میں اپنے کو قیدی سمجھتے
ہیں اور جو شخص نفس شہوانی سے جنگ کرکے
اس کو لذائذ دنیا سے روک دیتا ہے وہی
عالم سفلی کی پستیوں اور دناءتوں سے پاک

العالم السفلي ومن لم يمنعها
بقي اسيرا في يدها والذي تحارب
هذه الجمع فانما يقدر على محاربتها
بنفي التحيز والعجب وتسكين الشهوة
والحرص والبعد عما يدل عليها
ويوصل اليها ولما وصل الا
سكندر الى تلك الديار واراد
محاربتهم صعب عليه افتتاح
مدينة احد الفريقين وهم
الذين كانوا يرون استعمال
اللذات في هذا العالم بقدر
القصد الذي لا يخرج الى فساد
البدن فجهد حتى افتتحها وقتل
منهم جماعة من اهل الحكمة
فكانوا يرون جثث قتلاهم
مطروحة كانها جثث السمك
الصافية النقية التي في الماء
الصافي فلما راوا ذلك ندموا
على فعلهم وامسكوا عن الباقين

اور نجات پاتا ہے اور جو نہیں روکتا ہے وہ
دنیا کے ہاتھ میں قید رہتا ہے اور جو شخص ان سب
چیزوں سے جنگ کر لیتا ہے، تو اس کو
جبر غرور حرص و شہوت کو روک دینے اور
ان مفاسد و رذائل کی راہوں سے دور
ہو کر جنگ کی قدرت حاصل کرتا ہے جب
سکندر اس ملک میں آیا اور اُن سے جنگ
کرنی چاہی تو اسے ان دونوں میں سے
اس فریق کے شہر کو فتح کرنے میں سخت
دشواریاں پیش آئی۔ جو اس دنیا کی لذتوں
کا اعتدال سے استعمال کرتے ہیں جس سے
جسم میں فساد نہ پیدا ہو، سکندر نے بڑی
جد و جہد کے بعد اس شہر کو فتح کیا، اور
ان میں سے اہل حکمت کی ایک جماعت کو قتل
کر ڈالا۔ ان کی لاشیں اس طرح پڑی
معلوم ہوتی تھیں جس طرح عمدہ قسم کی
مری ہوئی مچھلی صاف پانی میں نظر آتی ہے!
یہ کیفیت دیکھ کر انھیں اپنے فعل پر ندامت
ہوئی۔ اور باقی لوگوں کو قتل کرنے سے باز رہے

واما الفريق الثانى الذين زعموا
ان لاخير فى اتخاذ النساء والرغبة
فى النسل ولا فى شيء من الشهوات
الجسدانية كتبوا الى الاسكندر
كتابا مدحوه فيه على حب الحكمة
وملابسة العلم وتعظيم اهل
الراى والعقل والتمسوا منه حكيما
يناظرهم فنفذ اليهم واحدا
من الحكماء فنضلوه بالنظر
وفضلوه بالعمل فانصرف الاسكندر
عنهم ووصلهم بجزائل سنية
وهدايا كريمة فقالوا اذا كانت
الحكمة تفعل بالملوك هذا الفعل
فى هذا العالم فكيف اذا البسناها
على ما يجب لباسها واتصلت بنا
غاية الاتصال ومناظراتهم مذكورة
فى كتب ارسطاطاليس،

ومن سنتهم اذا نظروا
للشمس قد اشرقت سجدوا لها

دوسرے گروہ کو جو ازدواج اور توالد و
تناسل اور جسمانی خواہشات کو برا سمجھتا تھا،
اس نے سکندر کو ایک خط لکھا جس میں
سکندر کی حکمت پسندی، علمی قدردانی
اور اہل عقل و رائے کی تعظیم و تعریف کی اور اس
سے ایک حکیم کی خواہش کی، جو ان سے مناظرہ
کرے، سکندر نے ایک حکیم ان کے پاس بھیجا،
جس سے وہ لوگ علم و نظر اور عمل میں
برتر و افضل ثابت ہوئے اس لئے سکندر
نے ان کے شہر سے کوئی تعرض نہیں کیا
اور لوٹ گیا، اور ان کو بڑے بڑے ہدیے
اور عمدہ تحفے بھیجے، ان لوگوں کا کہنا ہے
کہ جب حکمت و تدبیر کا اس دنیا میں بادشاہوں
پر یہ اثر پڑتا ہے تو اس کے اثر کا اس وقت
کیا حال ہوگا، جب وہ پوری توجہ اور
شوق سے حاصل کی جائے، ان کے مناظرے
ارسطو کی کتابوں میں مذکور ہیں،

ان کا قاعدہ ہے کہ جب وہ آفتاب کو
روشن اور چمکتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس کے

وقالوا ما احسنک من نور
وما ابهاک وما انورک
لا تقدر الابصار ان تلتذ
بالنظر الیک فان کنت
انت النور الاوّل الذی
لا نور فوقک فلک الحمد
والتسبیح وایاک نطلب و
الیک نسعیٰ لندرک السکنیٰ
بقربک وننظر الیٰ ابداعک
الاعلیٰ وان کان فوقک
اعلیٰ منک نوراً آخر انت
معلول له فهذا التسبیح و
هذا الحمد له وانما سعینا و
ترکنا جمیع لذات هذا العالم
لنصیر مثلک ونلحق بعالمک
ونتصل بمساکنک اذا کان
المعلول بهذا البهاء والجلال
فکیف بالعلة یکون بهاؤها و
جلالها ومجدها وکمالها

سامنے سجدہ کرتے ہیں، اور کہتے ہیں
کہ تیری روشنی کتنی عمدہ، دلفریب
اور دلکش ہے، نگاہوں کو مشاہدہ
سے لذت اندوزی کی قدرت نہیں،
اگر تو ہی وہ نور اوّل ہے جس کے
اوپر کوئی نور نہیں تو تو حمد و تسبیح کا
سزاوار ہے، ہم تجھی سے سوال کرتے
ہیں، تیری ہی طرف دوڑتے ہیں،
تاکہ تیرا قرب حاصل ہو سکے، تیری
اعلیٰ ایجادات کو دیکھ سکیں، اور
اگر تجھ سے اوپر بھی کوئی تجھ سے بلند
و برتر دوسرا نور ہے جس کا تو معلول
ہے، تو وہ حمد و تسبیح کا مستحق ہے،
اور ہماری کوشش اور ترک لذات
کا مقصد یہ ہے کہ ہم تیری طرح ہو جائیں،
اور تیرے عالم اور تیرے مسکن
سے مل جائیں۔ اور جب معلول کی
جلال و عظمت اور شان کا یہ حال ہے
تو علت کے جلال و شان عظمت اور

فحق لكل طالب يهجر جميع
اللذّات فيظفر بالجوار بقربه
ويدخل في غمار جند الله و
حزبه -

(ص ۲۶۴)

مجد و کمال کا کیا حال ہو گا۔ اس لئے
ہر طالب کا حق یہ ہے کہ وہ تمام لذتوں
سے کنارہ کش ہو جائے تاکہ اسے اس
کی بارگاہ میں قربت اور اس کی فوج
اور جماعت میں داخل ہونے کا شرف
حاصل ہو جائے ۔

قاضی رشید بن زبیر

۴۶۲ھ

قاضی رشید بن زبیر پانچویں صدی کے ممتاز عالم اور کئی اہم کتابوں کے مصنف ہیں، اُن کی تصانیف میں ایک کتاب کتاب الذخائر والتحف بھی ہے، جسے حال ہی میں ڈاکٹر حمید اللہ اور ڈاکٹر صلاح الدین المنجد نے ایڈٹ کرکے شائع کیا ہے، اشاعت کا خرچ حکومتِ کویت نے برداشت کیا ہے،

قاضی رشید ایک مدت تک سلطنت آل بویہ کے معروف حکمراں ابو کالیجار کے دربار سے وابستہ رہے، اس کے انتقال کے بعد فاطمین مصر کے پاس چلے گئے۔ اور وہیں پوری زندگی ختم کردی، وہیں انھوں نے مذکورہ کتاب لکھی جس میں مسلمان حکمرانوں اور دوسرے ممالک کے حکمرانوں کے تعلقات وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے، چونکہ ان کا تعلق مختلف مسلمان حکمرانوں سے رہا ہے اس لئے مسلمان حکمرانوں اور دوسرے غیر مسلم ممالک مثلاً ہندوستان اور چین وغیرہ کے حکمرانوں کے تعلقات اور اُن کے ہدایا و تحائف کے تبادلہ کی بعض ایسی تفصیلات اس میں موجود ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ملتیں، جو حصہ ہندوستان سے متعلق ہے وہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

رشید کی تاریخ ولادت اور وفات باوجود تلاش و جستجو کے نہ مل سکی لیکن کتاب کے بعض مندرجات اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتاب ۴۶۲ھ کے لگ بھگ لکھی گئی ہے،

كتابُ الذخائرِ والتحف

هدية ملك الهند ايضاً (الى
كسرى انوشيروان) واهدى
اليه الف منّاً من العود الهندي
يذوب في النار كالشمع ويختم
عليه فتبين الكتابة وجاماً ياقوت
احمر فتحه شبرٌ في شبر مملوءًا
درًا وعشرة امنان كافور
كالفستق واكبر وجارية طولها
سبعة اذرع تضرب اشفار
عينيها خديها وكان تبين
لمعان البرق من بياض يسبها
مقرونة الحواجب لها ظفائر
شعر تجر دها وفرشا من جلود
الحيات الين من الحرير واحسن

ہندوستان کے کسی راجہ نے کسریٰ
انوشیرواں کو حسب ذیل چیزیں ہدیۃً بھیجیں:
(۱) ایک ہزار سیر عمدہ عود ہندی جو آگ
دکھانے پر موم کی طرح پگھل جاتی تھی،
(یعنی نرمی کی وجہ سے اس میں دھواں
نہیں ہوتا تھا) اگر اس پر مہر لگائی جاتی
تو حروف نمایاں ہوجاتے تھے، (۲) سرخ
یاقوت کا ایک پیالہ جس کا قطر ایک بالشت
تھا۔ اور وہ موتیوں سے لبریز تھا (۳)
دس سیر کافور کی ڈلیاں جو پستے کے بقدر
اور اس سے بڑی تھیں (۴) ایک خوبصورت
لونڈی جس کا قد سات ذراع
سے زیادہ تھا۔ اس کی پلکیں رخساروں
کو چھوتی تھیں، اس کی آنکھوں کی

من الوشی وکتابته کان بالدر والذهب فی لحاء شجر الکاذی[1]

سفیدی میں بجلی کی چمک تھی، ابر دھلے ہوئے اور پیوستہ تھے، اس کی چوٹیاں زمین پر لٹکتی تھیں، (۵) سانپ کی کھال کا ایک فرش جو ریشم سے بھی زیادہ نرم اور عمدہ چھینٹوں سے بھی زیادہ خوش رنگ تھا، ان ہدایا کے ساتھ اس نے جو خط لکھا تھا۔ وہ کاذی کے درخت کی چھال پر موتی اور سونے کے پانی سے لکھا گیا تھا۔

وقد کان ملک التبت ایضا کتب الیه واهدی له من معسکره وکان ملک التبت مناسبا لعدوله - مئة بتسبیة مذهبة

خاقان تبت نے بھی کسریٰ کی خدمت میں اپنے لشکرگاہ سے یعنی جب کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ میں تھا یہ چیزیں ہدیۃً بھیجیں، (۱) سو عمدہ سنہری قیمتی زرہیں

---

[1] مسعودی نے کاذی کے بجائے کافور کا لفظ لکھا ہے پھر لکھا ہے،

وهو نوع من النبات عجیب ولون حسن بهیج طیبة تکاتب فیه الصین

یہ عجیب غریب خوش رنگ خوبصورت اور خوشبودار پودا ہے جس کو اہل چین خط وکتابت کے لئے استعمال کرتے تھے۔

[2] ابن حوقل، بشاری اور یعقوبی وغیرہ کے بیان کے مطابق تبت جغرافیائی حیثیت سے ہندوستان کا جزء تھا۔ اس لئے یہاں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

والف منا مسكا[1]، — (۲) ایک ہزار سیر مشک،

ہندو راجہ کا تحفہ والی سندھ کو

وذكر المدائني ان ملك	مدائنی کا بیان ہے کہ ہندوستان کے
الهند اهدى الى الجنيد بن	راجہ نے ہشام بن عبد الملک کے زمانہ
عبد الرحمن ايام ولاية السند	خلافت میں والی سندھ جنید بن عبد الرحمن
في خلافة هشام بن عبد الملك	کے پاس ہیروں سے مرصع ایک اونٹنی بھیجی جس
ناقة مرصعة بالجوهر قد ملئت	کے تھن میں موتی اور گردن میں سرخ یاقوت
اخلافها لؤلؤا ونحرها ياقوتا	بھرے ہوئے تھے، یہ اونٹنی چاندی کی ایک
احمر على عجل من فضة اذا تركت	گاڑی پر رکھی گئی تھی، جب وہ زمین پر
على الارض تحركت العجل فمشت	رکھ دی جاتی تھی تو حرکت کرنے لگتی اور
الناقة فبعث بها الجنيد الى	اونٹنی بھی چلنے لگتی تھی، جنید نے یہ قیمتی تحفہ
هشام فاستحسنها ثم ان الذى	ہشام کے پاس بھیج دیا۔ جسے اس نے
جاء بها بزل اخلافها فانتشر	بہت پسند کیا جو آدمی اس کو لے کر گیا تھا
اللؤلؤ في علبة ذهب كانت	اس نے اس میں سوراخ کر دیا تو اس
معه وفك عنقها فسال الياقوت	کے اندر جس قدر موتی تھے وہ ایک سونے
منه كانه الدم فاعجب بها	کے ڈبے میں گر گئے، یہ طلائی ڈبہ وہ آدمی

[1] مسعودی نے مروج الذہب میں اور بیرونی نے جماہر میں اس کی مزید تفصیل کی ہے،

واهدى له من عجائب ما يحمل	اس نے ہند کے بہت سے عجائب اس کے پاس
من ارض الهند منها مائة جوشن	ہدیۃً بھیجے، ان میں سو عدد ذہبی زرہیں، تحائف

هشام وجميع من كان في مجلسه
و لم تزل في خزائن بني امية
حتى صارت الى بني عباس،

(ص ١٣-١٥)

اپنے ساتھ لایا تھا، یہ تماشا دیکھ کر ہشام
اور حاضرین دربار بہت متعجب ہوئے، یہ
اونٹنی بنی امیہ کے خزانہ شاہی میں رکھ
دی گئی، اور جب حکومت بنو عباس کو ملی
تو یہ اُن کے پاس پہنچی،

ہندو راجہ کا تحفہ ہارون رشید کو

واهدى بعض ملوك الهند
الى الرشيد بالله هدايا جليلة
في جملتها قضيب زمرد اطول
من الذراع وعلى راسه تمثال
طائر من ياقوت احمر لا قدر له
من النفاسة فوهبه لام جعفر
زبيدة بنت جعفر زوجته و

ہندوستان کے ایک راجہ نے ہارون
رشید کے پاس بہت سے بیش قیمت تحفے بھیجے
جن میں ایک زمرد کی چھڑی بھی تھی جو ایک
ہاتھ سے زیادہ لمبی تھی، اُس کی موٹھ کے
اوپر یاقوت سرخ کی ایک چڑیا بنی ہوئی
تھی، جس کی نفاست و لطافت کا اندازہ
کرنا مشکل ہے، ہارون رشید نے یہ چھڑی

(بقیہ حاشیہ ص ٩٧)

تبتية و مائة قطعة تجافيف
و مائة ترس تبتيه مذهبة
و اربعة آلاف منا من المسك
الخز ائني في نوافج غزلانه،

(مروج الذهب ج ۲ ص ۲۰۲، ۲۰۳) (حاشیہ ص ۱)

کے سو ٹکڑے سو سنہری ڈھالیں چار
ہزار من شاہی مشک جو ابھی نافہ سے
نکالی بھی نہیں گئی تھی،

انتقل منها الی الامین باللہ
ثم الی اخیہ المامون ثم صار
الی المعتصم باللہ بعدھما فجلس
وعندہ ندماءہ فطرح الیھم
قضیب زمرد کان فی یدہ
طولہ اکثر من ذراع وقال
ھل فیکم من یعرف ھذا
القضیب ؟ فکل نظر الیہ و
قال لا اعرفہ حتی صار
الی عبد اللہ بن محمد المخلوع فقال نعم
یا امیر المومنین ھذا قضیب
اھداہ والی جملۃ ھدایا الھند ھا
الی زبیدۃ وھبتہ زبیدۃ لابی
وھو صبی فکان یلعب بہ و
کان علی راسہ طائر یاقوت
احمر قیمتہ مأۃ الف دینار
ولست ادراہ فامر المعتصم
بطلبہ وتوعد الخزان بالقتل
ان لم یحضروہ من ساعتہ

ع: المعتصم باللہ
ع: الیہ فوھبھا الرشید

اپنی بیوی زبیدہ بنت جعفر کو دیدی جو
وراثت میں منتقل ہو کر امین کے پاس آئی
پھر اس کے (غالباً قتل کے بعد) بھائی
مامون کو ملی، اور دونوں کے بعد معتصم
کے قبضہ میں آئی، ایک دن کا واقعہ ہے کہ معتصم
سرمستی کی حالت میں مجلس میں اپنے خاص ندیموں
کیا تھ بیٹھا ہوا تھا، اور اس کے ہاتھ میں
ایک ہاتھ سے زیادہ لمبی زمرد کی ایک چھڑی
تھی، اس نے اس چھڑی کو حاضرین کے سامنے
ڈالتے ہوئے پوچھا تم میں سے کوئی اس
چھڑی کو پہچانتا ہے۔ ہر شخص نے لاعلمی
ظاہر کی، جب عبداللہ بن مخلوع کی
باری آئی۔ تو اس نے کہا ہاں امیرالمومنین
میں اسے پہچانتا ہوں، اس چھڑی کو
ہندوستان کے راجہ نے بہت سے تحائف
کے ساتھ ہارون رشید کو بھیجا تھا، رشید
نے اسے زبیدہ کو دیا، اور زبیدہ نے میرے
والد کو اس وقت دیا تھا۔ جب وہ بچے
تھے، وہ اس سے کھیلا کرتے تھے، اس کی

فطلب وركب على القضيب من ساعته وجاؤا به اليه،

(ص ۲۰-۲۱)

موٹھ پر سرخ یاقوت کی ایک چڑیا بنی ہوئی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ دینار (۵ لاکھ روپیے) تھی، وہ مجھے نظر نہیں آرہی ہے، یہ سُن کر معتصم نے اس کو تلاش کرنے کا حکم دیا، اور خزانہ کے محافظوں کو دھمکی دی کہ اگر انھوں نے اسے فوراً لاکر پیش نہ کر دیا تو قتل کر دیا جائے گا، چنانچہ اسی وقت وہ چڑیا تلاش کی گئی، اور پھر اس چھڑی پر جڑ کر اصلی صورت میں لائی گئی،

ہندو راجہ کا تحفہ حسن بن سہل کے نام

قال علی بن المنجم - كنا ليلة بين يدي المتوكل على الله ومعنا عبيد الله بن الحسن بن سهل وكان اديبا ظريفا قد عاشر الناس وشاهد صدورا وكان المتوكل قد احتجم في ذلك اليوم فناله ضعف فاشار عليه الاطباء ان يتخذ البرود في جيبه فتفقل ذلك فخلف كل

علی بن منجم کا بیان ہے کہ ایک رات ہم لوگ متوکل کے پاس موجود تھے ہمارے ساتھ (ہارون کے وزیر) حسن بن سہیل کا لڑکا عبید اللہ بھی بیٹھا ہوا تھا، یہ بڑا ظریف اور انشا پرداز تھا۔ وہ بہت سی علمی و ادبی مجلسیں دیکھ چکا اور صحبتیں اٹھا چکا تھا، اُس دن متوکل نے پچھنا لگوایا تھا جس کی وجہ سے ضعف ہو گیا تھا

من كان حاضراً في المجلس أنه
ما شم مثل ذلك العود قط
فقال عبيد الله بن الحسن بن
سهيل هذا من العود الذي
اهداه ملك الهند الى زفاف
اختى بوران على المامون فكلف
المتوكل ودعا بالسفط الذي
اخرجت القطعة منه فوجدت
من ذلك العود اقل من اوقية
واحدة ورقعة فيها مكتوب
"هذا العود هدية ملك الهند
الى الحسن بن سهل لزفاف
بوران الى المامون"

اور اطبا نے اسے عمدہ قسم کی عود سے دھونی
لینے کا مشورہ دیا تھا جب دھونی دی
جانے لگی تو حاضرین مجلس میں سے ہر شخص نے
کہا کہ واللہ ہم نے آج تک ایسی خوشبو
نہیں سونگھی تھی، یہ سن کر عبیداللہ نے
کہا کہ یہ وہی عود ہے جو ہندوستان
کے راجہ نے میرے والد حسن بن سہل
کے پاس میری بہن بوران کے جشن
زفاف کے موقع پر بھیجی تھی، متوکل نے
اس کو ایک نادر بندہ سمجھکر یقین نہیں کیا،[۱]
اُس نے وہ ٹوکری منگوائی جس سے
عود کا یہ ٹکڑا نکالا گیا تھا۔ تو اس میں
یہ عود ایک اوقیہ سے بھی کم مقدار میں
رہ گئی تھی۔ اس ٹوکری میں ایک رقعہ
ملا جس میں لکھا ہوا تھا کہ

"یہ عود ہندوستان کے راجہ کی طرف
سے حسن بن سہل کو اس کی لڑکی بوران
کے مامون کے ساتھ شادی کے موقع کے لئے"

([illegible])

---

[۱] یہ واقعہ سنہ ۲۱ھ کا ہے جیسا کہ دوسری جگہ مصنف نے اس کی تصریح کردی ہے۔

فاستحيى المتوكل من تكذيبه
وامر له بصلة ودعا عبيدالله
بن يحيى بن خاقان وزيره وقال
اطلب الساعة رجلاً من اصحابك
ثقة وادفع اليه الف دينار
لنفقته واحمل معه مالا يوجد
ببلاد الهند من الهدايا بقيمة
عشرة آلاف دينار وقل للرسول
يعلم ملك الهند اننا لا نريد
منه مكافاة الا بما كان عنده
من هذه العود فنفذ الرسول
لذلك ورجع الى سر من رأى
في الليلة التي قتل فيها المتوكل
على الله فشد يده على ما جاء
به من العود الى ان جلس المعتمد
على الله وامر برد عبيدالله بن
يحيى الى وزارته قال الرجل
فلما عاد الى الوزارة دخلت
اليه فلما نظر الي قال انت

م رسول الى ملك الهند. قلت لمن صنف من سر من رأى [illegible] لما الرجي ح

(اس رقعہ کے مل جانے سے متوکل
بہت شرمندہ ہوا اور اس نے (اس کی
تلافی میں) عبیداللہ کے لئے انعام واکرام
کا حکم دیا۔ اور اپنے وزیر عبیداللہ بن
یحیٰی بن خاقان کو بلاکر حکم دیا کہ اپنے جاننے
والوں میں کسی معتبر آدمی کو ایک ہزار
دینار سفرخرچ دو، اور دس ہزار دینار
کے ایسے تحائف اس کے ساتھ کر دو جو
ہندوستان میں نہیں ملتے، وہ انھیں لیجاکر
ہندوستان کے راجہ کے سامنے پیش
کرے، اور اس کے عوض وہ عود مانگے
جو اُس کے یہاں محفوظ ہے، چنانچہ عبیداللہ
نے ایک قاصد ہندوستان روانہ کیا، مگر
ہندوستان سے وہ اس رات کو سرمن رای
پہنچا جس رات میں خلیفہ متوکل قتل ہوا،
اس لئے ہندوستان سے لائی ہوئی عود
قاصد نے اپنے پاس محفوظ رکھی، جب معتمد
علی اللہ تخت نشیں ہوا، اور عبیداللہ
ابن یحیٰی کی وزارت برقرار رکھی تو قاصد

دخلت اليه فلمّا نظر الىّ قال
انت رسولنا الى ملك الهند؟
قلت نعم مضيت من سرمن
رأى لمّا امرتني به فدخلت
الى بغداد ....
قد خلت الى الملك وسلّمت
الهدية اليه فسرّ بها وعرفته
ماجئت فيه من امر العود فقال
ذلك شيء بعث به ابى ولا و
الله ما فى خزائنى منه الا
مأة منًّا فخذ نصفها ودع
نصفها فلم ازل ادفق به
حتّى سمح لى بمائة وخمسين
رطلا واحضر لى يومًا طعامه
فلمّا اكلنا جاء واتبين النارجيل
فقلت له انا لا اشرب هذا و
احضرت من القطر بلى الذى
كنت حملته فلما رأه وشمه و
ذاقه قال اى شيء هو هذا

ایک دن عبیداللہ کے پاس گیا، عبیداللہ
نے دیکھتے ہی پوچھا تم ہی قاصد بن کر
ہندوستان کے راجہ کے پاس گئے تھے،
اس نے کہا ہاں، مجھ ہی کو آپ نے بھیجا
تھا اس کے بعد اس نے اپنی روداد سفر
سنائی، اس نے کہا کہ میں نے راجہ
کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے وہ ہدیہ
اس کے سامنے پیش کیا جس سے وہ بہت
خوش ہوا جب میں نے اس سے عود کی
فرمائش کا ذکر کیا تو اس نے کہا میرے
باپ سے بھی اس کی فرمائش کی گئی تھی
واللہ اب میرے خزانہ میں مطلوبہ عدد
محض ایک سو سیر رہ گئی ہے اس میں
سے نصف تم لے لو، اور نصف میرے
لئے رہنے دو، میں اسے بڑی نرمی سے
آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ ۱۵۰
سیر عود دینے پر راضی ہو گیا، اسی دوران
میں ایک دن راجہ نے مجھے کھانے پر بلایا،
کھانے کے بعد ناریل کی تاڑی لائی گئی،

قلت ماء العنب قال افتمونون
اذا شربتموه؟ قلت نعم قال
لا تكونوا تقلون مزجه وتسهون
عليه قال فدفعت اليه مائة حبة
فامر لي بمائة الف درهم وثياب
وطيب وغير ذلك بمثلها و
انصرفت من عنده، فشربت
الذي بقي معي في الطريق ووافيت
سر من رأى وقد كان من امر
المتوكل ما كان وهو ذا العود
عندي متحفظ به فقال له
عبيد الله كل ما اخذته فهو لك
ليس فيه الا العود فاحمله بهيئته
ففعل واخذ عبيد الله باشره
فكان الناس يتواضعون طيب
رائحته وانما كانت ذلك العود
الذي كان يتجزبه ولا يستعمل
غيره،

(صفحہ ۳۲-۳۳ / ۳۴-۳۵)

جن کے پینے سے میں نے انکار کیا، اور یہی
اپنی قطربلی شراب نکالی جو میں اپنے ساتھ
لے گیا تھا، راہب نے پوچھا یہ کیا چیز ہے؟
میں نے کہا انگور کا افشردہ ہے، اس نے
کہا کہ کیا اس سے بھی نشہ ہو جاتا ہے؟
میں نے کہا ہاں.... اسکے بعد میں نے
اس کو ایک سو خاصی قطربلی اس کو
پیش کی جس کے صلہ میں اس نے مجھے
ایک لاکھ درہم، کچھ کپڑے اور خوشبو دینے
کا حکم دیا، اور میں یہ سب چیزیں لے کر
وہاں سے رخصت ہوا، اور سر من رای
اس رات پہنچا جس رات میں متوکل کا
حادثہ قتل پیش آیا جو عود میں اپنے ساتھ
لایا تھا وہ سب میرے پاس محفوظ ہے'
عبید اللہ نے کہا کہ جو تحفے تمہیں وہاں
ملے تھے ان میں سے سارا عود تو میرے
حوالے کردو، بقیہ چیزیں تمہیں مبارک
ہوں، چنانچہ قاصد نے کل عود اس کے
حوالہ کر دیا، عبید اللہ ہمیشہ یہی عود استعمال

کرتا تھا، اور دوسری کوئی خوشبو وہ استعمال نہیں کرتا تھا، چنانچہ وہ اپنے کپڑوں کی عطر بیزی میں مشہور ہو گیا تھا، (ص ۳۲ تا ۳۵)

والی سندھ کا ہندی تحفہ معتمد کے لئے

واهدى موسى بن عمر بن عبد العزيز هباري صاحب السند الى المعتمد على الله في سنة احدى وسبعين و مائتين هدية كان في جملتها فيل عظيم الخلقة و جمال مواله واصنام ثلاثة من فضة ومسك وعنبر وحرير وظباء كانت كمثل البقر الوانها الى السواد وسرير عود واشياء سوى ذلك،

سندھ کے والی موسیٰ بن عمر بن عبد العزیز نے ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد علی اللہ کی خدمت میں حسب ذیل چیزیں ہدیہ بھیجیں (۱) ایک عظیم الجثہ ہاتھی، ایسا ہاتھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ (۲) چند خوبصورت اونٹ[1] (۳) چاندی کی تین مورتیاں (۴) مشک (۵) عنبر (۶) ریشمی کپڑے (۷) ہرن جو دیکھنے میں گائے معلوم ہوتے تھے، اور جن کا رنگ سیاہی مائل تھا۔ (۸) عود کا ایک تخت، اور ان کے علاوہ بہت سی دوسری چیزیں تھیں،

---

[1] گو اونٹ عرب ملک کی پیداوار ہیں، مگر عربی اونٹوں اور ہندوستانی اونٹوں کے اختلاط سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ صد درجہ خوبصورت اور توانا ہوتے تھے ان کا ذکر ادریسی کے بیان میں آئے گا، اور پہلی جلد میں جا بجا اس کا ذکر ہے۔

برہما کے راجہ کا خط مامون کے نام

وکتب وهمی ملک الهند الی عبد الله المامون بالله مع هدیة اهداها الیه،

برہما کے راجہ نے مامون کے نام مع ہدیہ یہ خط لکھا، یہاں پورا مع ترجمہ کے نقل کیا جاتا ہے۔

اما بعد. فانه لم یذهب علینا أنّ ما تقدم من ذکرنا ایها الاخ فیما انتسبنا الیه من الشرف وعلو الحال غیر طائل لزواله. وانه کان الاولی بنا ان نبتدی بذکر الله تعالی جلّ اسمه، غیر انا اجللناه عن ان نبتدی بذکره الا فی مواضع المناجاة له والعبادة، واخبارک ترد علینا بفضیلة لک فی العلو لم نجدها لغیرک من اشکالک ونحن شرکاؤک (؟) فی الرغبة والمحبة. وقد افتتحنا باب المکاتبة وطلب الفائدة بان اهدینا

برادر عزیز، ہم سے یہ مخفی نہیں کہ اس سے پہلے ہم نے اپنے مجد و شرف کا جو ذکر کیا تھا وہ لاطائل اور ناپائدار ہے، اور گو ہمارے لئے زیادہ مناسب تھا کہ ہم اللہ کے ذکر سے خط شروع کرتے، مگر دعا اور عبادت کے علاوہ کسی اور موقع پر اس کے ذکر سے کوئی کام شروع کرنا ہمارے خیال میں غیر معمولی جسارت ہے، آپ کے علمی فضل و کمال کی اطلاعات اور خبریں ہمیں معلوم ہوتی رہتی ہیں، وہ آپ جیسے کسی حکمران کے اندر یہ خصوصیات ہمیں نہیں نظر آتیں، ہم دوستی اور محبت میں بہت آپکے ساتھ ہیں، اور ہم نے خط و کتابت اور حصول فائدہ کا دروازہ ایک کتاب

اليك كتاباً ترجمته " صفوة الاذهان "
والتصفح له يشهد على صواب
التسمية ـ وبعثنا اليك لطفا
بقدر ما وقع منا موقع الاستحسان
له ، وان كان دون قدرك
ونحن نسئلك ايها الاخ ان
توسع اخاك عذراً فى التقصير
ان شاء الله ،

کے ترجمہ "صفوۃ الاذہان" کو ہدیۃً وا
کرکے کھولا ہے ، اس کو غور سے دیکھنے
کے بعد آپ کو خود اندازہ ہوگا کہ کتاب
کا یہ نام ٹھیک ہے ، اس کے علاوہ
ہم نے اپنی سمجھ سے دوسرے عمدہ ہدیے
اور تحفے آپ کو بھیجے ہیں ، جو اگرچہ
آپ کے عالی مرتبہ ومقام سے بہت
فروتر ہیں ، مگر ہماری درخواست ہے
کہ انھیں قبول کر لیجئے ، اور ہماری تقصیر
معاف فرمایئے !

وكانت الهدية جام ياقوت
احمر فتحه شبر فى غلظ الاصبع مملوّ
دراً وزن كل درة مثقال والدرة
مأة درة وفرش شانى جلد حية
تكون فى وادى المهراج تبتلع
الفيل ووشى جيدها وارات
سود على قدر الدرهم وفى
وسطها نقط بيض مغ ودرة
بالدر لا يخوف من جلس عليه

اس خط کے ساتھ بہما کے راجہ نے جو ہدیے
بھیجے تھے وہ یہ تھے (۱) یاقوت سرخ کا
ایک پیالہ جو لمبائی میں ایک بالشت
اور ایک انگل دبیز اور موتیوں سے بھرا
ہوا تھا ، ہر موتی کا وزن ایک مثقال
تھا ، اور اس میں کل سو موتی تھے ، (۲)
ایک فرش اس سانپ کی کھال کا بنا ہوا
تھا جو جا واسماترا کے علاقہ میں پایا جاتا
تھا ، وہ اتنا بڑا ہوتا تھا کہ ہاتھی کو نگل جاتا

السل ومن كان به السل و
جلس عليها سبعة ايام ذهب
عنه ومصليات ثلاثة بوسائدها
من ريش طائر يقال له السمندل
اذا طرحت فى النار لم تحترق
وفراوزها در وياقوت احمر و
وزن مائة الف مثقال عوداً
رطباً اذا ختم عليه قبل الصورة
وثلاثة وثلاثين منّا كافوراً
عجيبًا كلاحته منه مثل نقشه
واكبر من اللوزة مع جارية
سندية طولها سبعة اذرع
تسحب شعرها حسنة البشرة
لها اربعة ضفائر تعقد ضفرتين
على راسها ناجا وصغيرتان تبلغان
الارض من خلفها وطول كل شعر
من اشعار عينيها الطبيع يبلغ
اذا اطرقت الى نصف خدها
وكان بين شفتيها لمعان البرق

تھا۔ اس فرش کی خاصیت یہ تھی کہ اس
پر جو بیٹھ جاتا وہ سل کی بیماری سے محفوظ
رہتا تھا، اور سل کا مریض اگر اس پر سات
روز بیٹھ جائے تو اس کا مرض جاتا رہے (۳)
بوٹے دار کپڑے جن میں بہترین چھینٹ وہ
ہوتی تھی جس میں ایک درہم کے برابر
گول بوٹیاں ہوتی تھیں، اور ان کے
بیچ میں سفید زردوزی کا کام تھا، جس
میں موتی ٹکے ہوتے تھے (۴) تین مصلے
جن کے ساتھ گاؤ تکیے بھی تھے، یہ گاؤ
تکیے سمندل نامی چڑیا کے پر سے بنے ہوئے
تھے، اس کے پروں کی خصوصیت یہ ہے کہ
آگ میں ڈال دینے سے بھی نہیں جلتے (۵)
تازہ عود ایک لاکھ مثقال جو اس قدر نرم
تھی کہ جب اس پر مہر لگائی جاتی تھی تو مہر کے
حروف نمایاں ہو جاتے تھے، تینتیس سیر
کافور کی ڈلیاں، ہر ڈلی پستہ کی وضع کی
تھی اور بادام سے بڑی تھی (۶) ایک
سندی باندی جس کا قد سات ذراع تھا،

من بیاض استانہا۔

وہ جب چلتی تھی تو سر کے بال زمین پر گھسٹتے تھے، بڑی حسین وجمیل تھی، اس کے چار چوٹیاں تھیں، دو سر کے اوپر تاج کی طرح تھیں اور دو پیچھے کی جانب زمین تک لٹکتی تھیں جو ایک ایک انگل لمبی تھیں، جب وہ جھکتی تھیں تو رخساروں کو چھو لیتی تھیں، دانتوں کی سفیدی سے گویا بجلی چمکتی تھی،

وکان الکتاب فی لحاء شجرۃ تنبت بالھند یقال لھا الکاذی احسن من الکاغذ والقرطاس لونہ الی الصفرۃ والخط لازوردی مغتحو بالذھب،

(ص ۲۴ - ۲۵)

یہ خط کاذی نامی درخت کی چھال پر لکھا گیا تھا جو ہندوستان میں اگتا ہے، اس کی چھال کاغذ اور قرطاس سے بہتر ہوتی ہے، اس کا رنگ زردی مائل ہوتا ہے، خط لاجوردی رنگ کی روشنائی سے لکھا گیا، اور سونے کے پانی سے مزین تھا،

مامون کا خط راجہ رہما کے نام

فاجابہ عبد اللہ المامون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ المامون باللہ امیر المومنین الذی وھب

مامون نے اس خط کا یہ جواب دیا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے مامون باللہ امیر المومنین کی طرف سے جس کو اور جس کے آباؤ اجداد

الله له وكلا بانه اشرف بابن	کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چچا زاد بھائی یعنی
عم النبي المرسل صلى الله عليه	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے
وسلم وعلى آله والتصديق	اور کتاب اللہ کی تصدیق کرنے کی
بالكتاب المنزل الى دهمي[1] ملك الهند	توفیق دی۔ ہندوستان کے راجہ
وعظيم من تحت يده من	دہمی کے نام جو ہندوستان اور یورپ
اراكنة الهند واركان الشرق	کے ماتحت راجاؤں میں بڑا راجہ ہے
سلام عليك فاني احمد الله	تم پر سلام ہو اور میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا
اليك الله الذي لا اله هو واسأله	بیان کرتا ہوں جو وحدہٗ لاشریک ہے اور
ان يصلي على محمد عبده ورسوله	اللہ سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے بندے اور
صلى الله عليه وسلم وصل كتابك	اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل
فسررت به بالنعمة التي ذكرت	فرمائے۔ تمہارا خط ملا جن نعمتوں کا تم نے ذکر
ووقع اعجابك ايانا الموقع الذي	کیا ہے ان سے میں بہت خوش ہوا۔ اور جس
املت من قبول ذلك وكنت	تم نے جس نیت سے ہدیہ و تحفہ بھیجا تھا ویسے
على ما ابتدأت به من البر محمودا	ہی ہم نے اسے قبول کیا۔ اچھی بات کی ابتدا
موجبا ذلك اليه الشكر عليه	کرنے کی وجہ سے تم قابل تعریف ہو اس کا
حسن الذكر له ولولا ان السنة	شکر ادا کرنا اور اسے یاد رکھنا ہمارے لئے
جارية بترك تقليد من لم	ضروری ہے، ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو ہماری

(حاشیہ ص ۱۰۰) [1] یہ لفظ دہمی کے بجائے رہمی ہے تمام سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں نے رہمی ہی لکھا ہے حضرت الاستاذ سید سلیمان ندویؒ کی تحقیق کے مطابق یہی ہے)

يكن لنا على الشريعة مواليا ولها
آخذا، أما تركنا ما يحسن من تكبير
بالتقديم والاعتذار بما ذكرنا
أحد التقديمين وأنت له منا
أهل، وقد أهدينا إليك مودتنا
لك، وهي أوفر حظا المتواصلين و
أهدينا إليك كتابا ترجمته "ديوان
الألباب وبستان نوادر العقول"
ومطالعتك ترجمته تحقق عندك
فضيلة النعمة ومشاهدتك له
تحقق عندك ما أسميناه به و
جعلنا لذلك عنوانا من (صلة)
الهدية وهو لطف استقللنا
قدرها لك ولو كانت الملوك
تتهادى على أقدارها لما
اتسعت لذلك خزائنها، و
إنما يجري ذلك بينها على قدر
ما يدل على حسن النية وجميل
الطوية وبالله التوفيق۔

شریعت کو نہیں قبول کرتا ہے، اور اس سے
اس کو تعلق نہیں ہوتا ہے، ہم اس کی تعظیم
و تقدیم کے لئے شرعی الفاظ و محاورات
استعمال نہیں کرتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو
ہم تمہاری تعظیم و تکریم میں کمی نہ کرتے، اور
یہ عذر کرنا بھی ہماری طرف سے تعظیم ہی ہے،
اور تم اس کے اہل ہو، ہم نے تمہارے پاس
اپنی محبت کا ہدیہ بھیجا ہے، جو دو دوستوں
کے درمیان سب سے بڑا تحفہ ہے، تمہارے
پاس ایک کتاب عربی سے ترجمہ کرکے بھیجی
ہے جس کا نام "دیوان الالباب و بستان
نوادر العقول" ہے، اس ترجمہ کے مطالعہ
سے اس اہم نعمت کی قدر تم کو معلوم ہوگی،
اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس کتاب
کا نام بالکل درست ہے، اور ہم نے اس
محبت و تعلق کا سرنامہ عمدہ چیز دل
کا ہدیہ بنایا ہے۔ جو ہمارے نزدیک تمہاری
اس شان سے کم درجہ کا ہے، اور واقعہ
بھی یہ ہے کہ اگر سلاطین اپنی اپنی حیثیت

کے مطابق تحفہ وہدیہ کا باہمی معاملہ کریں
تو اس کے لئے اُن کے خزانے بھی کافی
نہ ہوں گے، اس لئے یہ چیز صرف اسی
قدر ہوتی ہے۔ جس سے باہمی تعلق اُور
جانبین کا حسنِ نیت ظاہر ہو جائے[۱]

۱۔ نہایۃ الارب ج ۶ ص ۲

ماموں کا ہدیہ

وکانت الهدیة فارسًا بفرسه وجمیع الآلة من عقیق وقیل بل فارسًا بفرسه من عنبر سحری اشهب ومائة جزع ارضها بیضاء وفیها خطوط سود وحمر وخضر سعتها ثلاثة اشبار وغلظها اصبعان وارجلها ذهب بما اخذ من خزانة مروان بن محمد الجعدی وخمسة اصناف من الکسوة من کل صنف مائة ثوب من بیاض مصر وخز السوس ووشی الیمن والاسکندریة وطحر خراسان

ماموں نے اس خط کے ساتھ جو چیزیں ہدیہ بھیجی تھی اُن کی تفصیل یہ ہے (۱) ایک گھوڑا مع شہسوار، اور تمام سامان شہ سواری جو عقیق کا بنا ہوا تھا، اور ایک روایت کے مطابق گھوڑا عنبر اشہب شحری کا تھا (۲) سیاہ و سفید مونگے کی بنی ہوئی ایک کھانے کی چوکی جس کی زمین سپید تھی۔ اور اس میں سیاہ سرخ اور سبز رنگ کی دھاریاں تھیں، خوان تین بالشت لمبا چوڑا اور دو انگل موٹا تھا۔ اس کے پائے سونے کے تھے، یہ خوان ان نوادرات میں تھا۔ جو بنو عباس کو مروان بن محمد الجعدی کے خزانہ سے[۲]

۲۔ ایضاً

ودیباج خراسانی وفرش قرمز
وفرش طبری وفرش سجزی
وماتہ طنفسۃ حیریۃ بوسائدھا
کل ذالک خز وفرش خز سوسی
وجام زجاج فرعونی غلظۃ
اصبع وفتحۃ شبر ونصف فی
وسطہ صورۃ اسد نابت
واما مہ رجل قد برک علی
رکبتہ وقد اغرق السھم فی
القوس نحو الاسد والجام ورد
المائدۃ مما اخذ من خزانۃ
مروان بن محمد والکتاب فی
طومار ذی وجھین وغلظ
الخط اصبع ،

(ص - ۲۷ - ۲۸)

لے تھے، کپڑوں کی پانچ قسمیں تھیں اور
ہر قسم میں سو سو کپڑے تھے، مصر کے سفید
کپڑے، سوس کے ریشمی کپڑے یمن اور
اسکندریہ کی چھینٹیں، خراسانی مخمل، اور
دیباج قرمزی، طبری اور سوسی فرش
حیرہ کے ایک سو ریشمی گدّے مع تکیوں کے
(۴) فرعونی شیشے کا ایک جام جو ایک
انگل دبیز تھا، اور جس کی گولائی ڈیڑھ
بالشت تھی، اس کے بیچ میں دانت
نکالے ہوئے ایک شیر کی تصویر بنی تھی
جس کے سامنے ایک آدمی گھٹنوں کے
بل بیٹھا ہوا تیر کمان سے جوڑے شیر کی
طرف نشانہ لگائے ہوا تھا، یہ جام بھی
خوان کی طرح مروان بن محمد کے خزانہ
سے ملا تھا۔ (۵) یہ خط ایک لمبے صحیفے
میں دونوں جانب لکھا ہوا تھا، اور خط
کی تحریر ایک انگل ابھری ہوئی تھی

قیقان کے راجہ نے حضرت معاویہؓ کے پاس آئینہ جہاں نما بھیجا

ذکر الواقدی فی اخبار فتوح

واقدی نے اپنی کتاب اخبار فتوح البلدان

ان عبد الله بن سوار العبدي[1]
كان عاملاً لمعاوية بن ابي
سفيان على السند وانه غزا
بلد القيقان فاصاب منه غنائم
وان ملك القيقان تفادى منه
باداء الجزية وحمل اليه من
الهند ايا وطرائف ما في بلد
السند والهند مالم يرمثله
وكان في الهدية قطعة من
مرأة يذكر اهل العلم ان الله
عز وجل انزلها على آدم لما
كثر ولده وانتشروا في الارض
وكان ينظر فيها فيرى من
يريده منهم على الحال التي
هو عليها من خير وشر فانفذها
عبد الله الى معاوية فلم تزل
عنده مدة حياته ثم صارت
الى ملوك بني امية وكانت

میں ذکر کیا ہے کہ سندھ میں حضرت معاویہؓ
ابن ابی سفیان کے سندھ کے والی عبداللہ
ابن سوار عبدی نے قیقان (قلات) پر
چڑھائی کی اور فتحیاب ہونے کے بعد
وہاں سے بہت سا مالِ غنیمت پایا، اور
قیقان کے راجہ نے جزیہ ادا کرنے .....
.... عبداللہ بن سوار کے
پاس سندھ اور ہندوستان کے بہت
سے ایسے نادر سامان ہدیہ میں بھیجے، جو
دیکھنے میں نہیں آئے تھے، انہی میں اس
آئینہ کا ایک ٹکڑا بھی تھا جس کے بارے
میں اہل علم کی رائے ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ
نے آدم کے اوپر اس وقت اتارا تھا جب
اُن کی اولاد کثرت سے زمین کے مختلف
خطوں میں پھیل گئی تھی، اس کی خاصیت
یہ تھی کہ جس شخص کی بُری یا بھلی زندگی
وہ جائزہ لینا چاہتے تھے، تو اس آئینہ
کو دیکھ لیتے تھے، اس کی پوری زندگی

---

[1] سنہ ۴۴ھ کے بعد یہ یہاں گورنر مقرر ہوئے تھے،

عنده مدة حياته ثم صارت
الی ملوک بنی امیة وکانت فی
خزائنهم الی ایام بنی عبّاس
فاخذوها فیما اخذوا من
اموالهم[1]

(ص ۱۶۶)

اُن کے سامنے آجاتی تھی، آئینہ جہاں نما
کے اس ٹکڑے کو عبداللہ نے حضرت معاویہؓ
کی خدمت میں بھیج دیا، چنانچہ وہ پوری
زندگی ان کے خزانہ میں رہا۔ پھر اس
کے بعد دوسرے خلفائے بنو امیہ میں یکے
بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا، اُن سے جب
بنو عباس نے حکومت لی تو بنو امیہ کے
دوسرے متروکات کے ساتھ یہ بھی
اُن کے ہاتھ آیا۔

قندھار میں منارۂ تبع حمیری

ولما فتح هشام بن عمرو التغلبی
الهند جاز بالسند فی سنة
احدی وخمسین ومائة فی خلافة
المنصور بالله حین افتتح القندهار
وجد فیها ساریة حدید غلیظة
طولها مائة ذراع فسأل عنها
اهل القندهار فقالوا هذه
سیوف ابناء فارس ایام ابلوا[2]

خلیفہ منصور عباسی کے عہد ۱۵۱ھ
میں ہشام بن عمرو التغلبی نے ہندوستان
پر حملہ کیا اور سندھ کو عبور کر کے قندھار
(گندھارا ضلع بھڑوچ واقع گجرات) پر
حملہ کیا تو یہاں اُس نے لوہے کا ایک موٹا
سا ستون پایا جو ایک سو ہاتھ لمبا تھا
ہشام نے مقامی لوگوں سے اس بارے
میں دریافت کیا انہوں نے بتایا کہ یہ اہل [illegible]

[1] قاضی رشید نے لکھا ہے کہ اس آئینہ کے بارے میں عمرو بن شبۃ النمیری کا بھی قریب قریب یہی بیان ہے، البتہ اس میں

انھوں نے تبع حمیری کے ساتھ حملہ کرکے ہمارا ملک فتح کیا تھا، قندھار کے فتح کرنے کے بعد انھوں نے اپنی تلواریں اکٹھا کرکے توڑ ڈالیں انہی ٹوٹی ہوئی تلواروں سے یہ ستون بنایا گیا ہے اہل یمن کا خیال ہے کہ تبع نے اسی موقع پر یہ شعر کہا تھا،	مع تبع الحمیری فافتتحوا البلاد فلما فتحوا القندھار جمعوا سیوفھم فضربوھا جمیعا وھی ھذہ الساریۃ فالیمن تزعم ان تبعا قال،
اگر میں قندھار میں ایک نعرہ لگا دوں تو اس کے سارے گرجے اوندھے سرنگوں ہو جائیں،	ولو نعرت بقندھار نعرۃ خرت صوامعھا وکل عمود (ص ۱۷۶)

عرب امراء وسلاطین کے پاس ہندوستان کی قیمتی چیزیں

یعقوب بن لیث صفار نے ایک سال خلیفہ معتمد کی خدمت میں بہت سے ہدایا	واھدی یعقوب بن اللیث الصفار الی المعتمد علی اللہ

(بقیہ حاشیہ ص ۱۱۵) یہ بھی ہے کہ راس جالوت نے مروان ہی کو یہ آئینہ دیا تھا، ؎ یہ البیرونی نے اس قصہ کے بارے میں بیرونی الجماہر میں ہی لکھا ہے:-

یہ قصہ بالکل خرافات ہے۔	بلوت القصۃ بما یشبہ الخرافۃ

ستون بننے کے واقعہ کی صحت میں تو شبہ نہیں ہے البتہ اہل فارس کا تبع حمیری کی معیت میں لڑنا اور اپنی تلواریں توڑ ڈالنا البتہ خرافات ہو سکتا ہے۔

في بعض السنين هدية من جملتها مائة منّا عوداً هنديا -

(صفحه ۳۹)

اور تحائف بھیجے جنمیں دیگر عجائب و نفائس کے ساتھ ایک سو سیر عود ہندی بھی تھا

(ص ۳۹)

ووجد في ثقل يعقوب بن الليث صفار عند هزيمة من المعتمد واخيه الموفق في سنة اثنتين وستين ومائتين من طوج جاذر من اعمال العراق في خزائنه وذخائره سروج صينية .... ومن طرائف السند والهند والصين وفرغانة من العود الهندي والمسك التبتي وصناديق المال ما لا يوقف على قدره جلالة ونفاسة

(ص ۱۶۲)

جب یعقوب صفار نے خلیفہ معتمد اور اس کے بھائی موفق سے شکست کھائی، اور طوج جاذر (عراق) میں جا کر پناہ لی تو اس کے خزانہ سے خلیفہ کو دیگر اشیا کے ساتھ چینی زینیں اور سندھ و فرغانہ کے عمدہ عمدہ سامان عود ہندی، تبتی مشک اور نقد و دولت کے بے شمار صندوق ملے جو سامان ہند تھا، ان کی نفاست و لطافت تعریف سے باہر تھی -

والی سندھ کے پاس قیمتی ہندوستانی سامان

ولمّا قتل عمران بن موسى بن يحيى بن خالد بن برمك بالسند في ذي الحجه سنة سبع وعشرين

خلیفہ واثق باللہ کے زمانہ یعنی ذوالحجہ ۲۲۷ھ میں عمران بن موسیٰ بن یحیٰ بن خالد بن برمک والی سندھ کو سندھ میں

وماتين فی خلافة الواثق بالله
واتی خبر تضائه اليه وجه فی
قبض امواله بمدينة السلام
والبصرة وسيراف فاخذ بذالک
ابنه محمد بن عمران واخت لَهٗ
کانت تقوم بعياله وباموره
ببغداد فحبسا عند ابراهيم بن
مصعب نحواً من سنتين .....
وقبض علی وکلائه فحملوا الی
سرمن رای فادوا الی السلطان
ماکان فی ايديهم من امواله
فوصل اليه من ذلک ما قيمته
خمسة آلاف الف ونحو من الفی
سفط عود ومالا يوقف عليه من
الآلة والامتعة وکان اکثر ما
ادوا النقرُ الذهب واتخذ الواثق
من ذالک الذهب المائدة التی
اتخذها وصحافها وجميع آلاتها
من ذهب وکان عمران قد وجه

قتل کر دیا گیا، جب اُس کی خبر واثق کو ملی
تو اُس نے عمران کی دولت پر قبضہ کرنے
کے لئے بغداد، بصرہ اور سیراف آدمی
روانہ کئے، انھوں نے عمران کے لڑکے
محمد اور اس کی بہن کو گرفتار کر لیا۔ اُن کو
دو برس گرفتار رہنے کے بعد ان کو رہائی
ملی۔ .... عمران کے کارپردازوں
کو گرفتار کر کے سرمن رائے لایا گیا۔
انھوں نے عمران کی وہ تمام دولت جو
اُن کے پاس تھی، واثق کے حوالہ کر دی
جس کی مجموعی قیمت پانچ کروڑ تھی،
اُس کے علاوہ دو ہزار عود ہندی
کی ٹوکریاں تھیں جو سامان لاپتہ
ہو گیا، اس کا کوئی شمار نہیں، جو سامان
اس کو ملا تھا اس میں زیادہ تر خالص
سونا تھا، واثق نے اسی سونے سے دَ
دسترخوان بنوایا تھا جس کی پلیٹیں اور
اور دسترخوان کا سارا سامان سونے
کا تھا۔ عمران نے اپنی زندگی میں واثق

الی الواثق باللہ ومن الھند ایا
وامتعۃ السند وطرفھا فاد
المسک والعنبر والعود الھندی
وآنیۃ الذھب والفضۃ والسیوف
الھندیۃ والاسرۃ والکراسی
من العود الھندی والتیجان
المکللۃ بالجوھر والذھب و
النقرۃ الفضۃ بقیمۃ الفی الف
واکثر من ذالک ووجہ الیہ
ببغوثہ وببوہ وغیر ذالک
من الوحش والطیر المستطرفۃ
التی لا تکون الا ھناک ووجد
لعمران بن موسیٰ لما قتل سبع
مأۃ نصل ھندی عتیق مقلد
علیھا والدرع السابریۃ و
الطرخونیۃ المرتفعۃ و
الجواشن التبتیۃ والحدیدۃ
التبتیۃ الی السواعد والسوق
والخود وتجافیف الخیل وما

کے پاس سندھ کی مصنوعات اور اس
کی پیداوار اور نادر چیزوں کے جو گراں قدر
ہدیے اور تحفے بھیجے تھے، اُن میں سندھ
کی مصنوعات، مشک، عنبر، عود ہندی،
سونے چاندی کے برتن، ہندی تلواریں،
عود ہندی کے تخت اور کرسیاں، اور
جواہرات، اور سونے کے بنے ہوئے تاج
شاہی اور خالص چاندی اتنی مقدار میں
بھیجی تھی کہ اس کی مجموعی قیمت دو کروڑ
سے زیادہ تھی، اس کے علاوہ اُس نے
بہت سے چھوٹے چھوٹے پرندے، شیر ببر
اور دوسرے بہت سے وحشی جانور اور
دلچسپ پرندے بھیجے تھے، جو عرب ملکوں
میں نہیں پائے جاتے تھے، واثق ان
تحفوں کو پا کر بہت خوش ہوا، اس کے
قتل کے بعد جو سامان دارالحکومت میں
آیا تھا ان میں جنگی اسلحہ جات کی بھی
بڑی مقدار تھی۔ مثلاً (۱) سات سو پرانے
ہندی نیزے جن پر روغن پھرا ہوا تھا،

شاكل ذالك مالا حد له۔
(ص ١٠٥-١٠٦)

(٢) سابری زرہیں (٣) بلند طرخونیہ
(٤) تبتی زرہیں (٥) تبتی لوہے (٦)
آہنی بازوبند (٧) آہنی پیر کی پٹی (٨)
خود (٩) گھوڑوں کے آہنی جھول
اور اسی طرح کے دوسرے جنگی سامان
اور اسلحے اتنی تعداد میں تھے کہ اُن کا
شمار مشکل ہے۔

واهدى اسحاق بن زياد صاحب
اليمن الى عزالدولة الى منصور
في سنة تسع وخمسين وثلاث
مأة هدية من جملتها
...... ودقل من عود قماري
طوله بالكبير عشرة اذرع
ووزنه ثلثون منا، (ص ٢٦)

یمن کے حکمراں اسحاق بن زیاد
نے ۳۵۹ھ میں عزالدولہ ابو منصور
کو جو ہدیہ دیا تھا۔ اس میں اور سامانوں
کے ساتھ عود قماری کا بنا بادبان
کا لٹھا بھی تھا۔ جس کی لمبائی دس ہاتھ
اور اس کا وزن تیس سیر تھا۔

واهدى المعز بن باديس بن
المنصور بن بلكين بن زيري
بن مناد صاحب المغرب الى
الظاهر لاعزاز دين الله في
سنة عشرين واربع مأة

سلطان مغرب معز بن بادیس بن منصور
نے فاطمی خلیفہ الظاہر لاعزاز دین اللہ
کے پاس بہت سے تحفے بھیجے، اس کے
جواب میں الظاہر نے معز کے پاس جو
چیزیں ہدیہ بھیجیں اُن میں ہندوستان

هدايا جليلة ....
انفذ اليه الظاهر لاعزاز
دين الله هدية جليلة المقدار
فيها من غرائب طرف بلاد
الهند والصين وبلاد خراسان
من سائر انواع الطيب والجواهر
وغير ذالك مالا يحد (ص...)

چین اور خراسان کی خوشبویات اور
جواہر کی تمام قسمیں بھی تھیں۔

واهدى امير ناصر الدولة
ابو علی حسن بن حمدان فی سنة
ثلاث وستين واربع مائة الى
ارمانوس متملك الروم المعروف
بالديوجانس هدية جليلة
المقدار تساوی نحوا من اربعين
الف دينار من جملتها دقلان
من عود هندی احدهما طوله
اثنا عشر شبرا فی فتح ثلاثة
اشبار ووزنه ثمانون منا والآخر

امیر ناصر الدولہ ابو علی حسن بن حمدان
نے ۴۶۳ھ میں شاہ روم ارمانوس المعروف
دیوجانس[1] کے پاس جو ہدایا بھیجے اُن میں
عود ہندی کے بادبان کے دو لٹھے بھی
تھے۔ ایک کی لمبائی بارہ ہاتھ، اور
چوڑائی تین بالشت، اور وزن کل دس
سیر تھا۔ اور دوسرے کا طول سات
بالشت اور عرض ۳ بالشت تھا، اس کا
وزن چالیس سیر تھا۔

---

[1] اس نے ۱۰۶۸ء تا ۱۰۷۱ء مطابق ۴۶۱ھ تا ۴۶۳ھ حکومت کی۔ اس کے نام کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ صحیح دیوناجس ہے عربی کتابوں میں دیوجانس کے نام سے مشہور ہے۔

طوله سبعة اشبار في عرض
ثلاثة اشبار وزنه اربعون
منًّا، (ص ٨٥)

فاما المخرج من خزائن قصر
امير المومنين المستنصر بالله
في سنتي ستين واحدى و
ستين واربع مائة حين تغلب
المارقون على دولته واستباح
المنافقون ما وجد في بيت ماله
وحوزته ....
وجد صناديق مملوءة اقلاما
مبرية محنشة وغيرها من الفلفل
وسائر انواع القصب (ص ٢٥٥)
ومن المسك التبتي وقوارير
وشجر العود الاخضر وقطعه و
وجد في خزائن الطيب خمسة
صواري عود هندي طول
كل واحد منها من تسعة اذرع
الى عشرة .... ووجد قطعة

۴۶۰ھ اور ۴۶۱ھ میں خلیفہ مستنصر
کو شکست دے کر جب مارقون حکومت
پر قابض ہوا اور مستنصر کا خزانہ لوٹا گیا
تو اس میں جو قیمتی اشیاء تھیں، اُن
میں (۱) کئی صندوق طرح طرح کے قلمون
سے بھرے ہوئے تھے، ان میں ہندوستان
کے خاص درخت فلفل کے بھی قلم تھے، (۲)
تبتی مشک اور اس کے بلوری ظروف،
(۳) عود سبز کے درخت اور ٹکڑے (۴)
عود ہندی کے پانچ تیر، جس میں ایک کا
طول نو ہاتھ سے دس ہاتھ تک تھا (۵)
رومال کا ایک ٹکڑا جو سمندل کے پر کے
ریشوں سے بنا ہوا تھا، سمندل ایک
مشہور ہندوستانی پرندہ ہے جس کے پر
کے ریشوں سے منہ صاف کرنے
کے رومال تیار کئے جاتے ہیں، جو آگ

من منديل ذغب دبش ممندل
وهو طائر معروف ينسج من
زغبه ريشه مناديل للفخر
لا تحترق بالنار، طولها ثلثة
اشبار، وكانت من جملة ما
بيع من ذخائر القصر اشتراها
بعض التجار المسافرين بثمن
يسير فطلبت فلم يقدر عليها
لوجه ولا سبب (ص ٢٥٩)

میں نہیں جلتے۔ یہ رومال تین بالشت لمبا تھا،
محل کے تمام سامانوں کے ساتھ اسے
بھی فروخت کر دیا گیا، اس کو ایک اجنبی
تاجر نے بہت ہی کم قیمت پر خرید لیا جب
اس کی اہمیت معلوم ہوئی تو واپسی کے
لئے اس تاجر کی تلاش ہوئی۔ تو اس کا
پتہ نہیں چلا،

محمود غزنوی کے پاس غزنہ میں ہندوستان کے سدھے ہوئے ہاتھی

قال ابو العباس الطوسی
كان القادر بالله انفذنی الی
غزنة فی رسالة الی محمود بن
سبکتگین لاقامة دعوة ولی
العهد الغالب بالله فی سنة،
....

ابو العباس طوسی کا بیان ہے کہ خلیفہ
قادر باللہ نے غالب باللہ کی ولی عہدی
کی دعوت کے سلسلہ میں محمود غزنوی
کے پاس غزنہ سفیر بنا کر بھیجا، غالباً
۴۲۱ھ کا واقعہ ہے،......
....

فلما وصلت الی المدینة
التی كان فيها لقيت له عدة

میں جب غزنہ اس سے ملنے کے لئے
پہنچا تو وہاں بہترین ساز وسامان اور

كثيرة من العساكر فتعجبنا ومن
حد أمار أيت مثله قط
باحسن ذي واهبة واكمل
عدة وآلة .... حتى
وصلت الى عدة عظيمة من
الفيلة محيط بها على ما قيل
ثلاثون الف رجلا من رجال
الهند....................

اسلحہ سے لیس اتنی کثیر فوج دیکھی، کہ
اس سے پہلے میری آنکھوں نے اتنی فوج
نہیں دیکھی تھی.......... جب میں
دریا کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ ہاتھیوں
کا ایک انبوہ کثیر ہے۔ جس کو ہندوستان
کے ہزار آدمی (فیل بان) گھیرے ہوئے
ہیں۔

فأديت اليه رسالة
القادر بالله ونهض للركوب
الى حيث يقيمون فيه الدعوة
فأمرني بالسير معه وقدم
له فرسه الى باب مجلسه
فركب فلما توسط تلك
الوحوش صاح جميعها و
عفرت وجوهها في الارض
سجدت له .... و
صاح الرجال سجدت فيلة
وصهلت الخيل فكان

میں نے دربار میں پہنچ کر قادر باللہ
کا خط دیا، خط پاتے ہی محمود اس کام
کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، اور مجھے بھی ساتھ
چلنے کے لئے کہا، محل کے دروازہ پر
اُسے ایک گھوڑا پیش کیا گیا، وہ
اس پر سوار ہو گیا۔ جب سوار
ہو کر اُن وحشی جانوروں کے جو
اس کے دربار کے باہر بندھے ہوئے
تھے بیچ میں آیا تو سب کے سب چیخ
اٹھے اور اپنی گردنیں سجدے کے لئے
زمین پر رکھ دیں...........ادھر

القيامة اذ ذاك قد قامت	فیل بانوں نے آواز دی، اور سارے
واحست بالارض قد زلزلت	ہاتھی سجدے میں گر گئے، اور گھوڑے
	ہنہنانے لگے، اس وقت معلوم ہوتا
	تھا کہ قیامت آگئی ہے، اور زمین
(ص ۱۵۲)	لرز رہی ہے،

شریف الادریسی

۴۹۳ھ - ۵۶۰ھ

علم جغرافیہ کی تاریخ میں ادریسی کا نام ہمیشہ زریں حروف سے لکھا جائے گا، اس کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبداللہ ہے، عام طور سے شریف ادریسی کے لقب سے مشہور ہے، افریقہ کے شاہی خاندان ادریسی کا چشم و چراغ تھا۔ جس کا سلسلۂ نسب تیرہویں چودہویں پشت میں حضرت علیؓ سے مل جاتا ہے۔ صقلیہ کے مشہور ساحلی مقام سبتا میں ۴۹۳ھ میں پیدا ہوا، جہاں اس کے دادا نے حکومت سے محروم ہونے کے بعد بود و باش اختیار کر لی تھی۔ بچپن ہی میں حصول تعلیم کے لئے قرطبہ چلا گیا۔ جہاں اس نے علم و فن کی تکمیل کی۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس کے علم و فضل کا چرچا ہوا تو صقلیہ کے عیسائی حکمراں راجر دوم نے اسے صقلیہ طلب کیا، اور اس کے علم و فضل اور شاہی خاندان کے فرد ہونے کی وجہ سے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ راجر نے اس کے علم و فضل سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس سے زمین کا ایک مکمل کرہ تیار کرنے کی فرمائش کی، اور اس کام کے لئے اس نے چار لاکھ درہم کی ایک نقرئی اینٹ اس کے حوالے کر دی، ادریسی نے چاندی پگھلا کر اس سے زمین کا ایک عظیم الشان کرہ تیار کیا، جس میں تمام شہروں، پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، وادیوں اور ان کے نشیب و فراز کی تصویر بنائی گئی، اس کرہ کی تیاری میں اس نے جغرافیہ کی کتابوں کے علاوہ معاصر سیاحوں اور دوسرے اہل علم سے مدد

لی تھی، اس کرہ کا قطر تقریبًا چھ فٹ اور وزن تقریبًا ساڑھے پانچ من تھا، یہ دنیا کا پہلا اصطرلاب تھا، جسے ادریسی نے تیار کیا۔[۱]

اس کرہ کی تیاری پر راجر نے ادریسی کی دل کھول کر عزت افزائی کی، اور اسی وقت اس نے ڈیڑھ لاکھ درہم کی بچی ہوئی چاندی اس کو بطور انعام دی، اور مزید ایک لاکھ درہم اور دوسرے انعامات خزانۂ شاہی سے عطا کئے،

اس کے بعد ادریسی نے صقلیہ میں مستقل بود و باش اختیار کرلی، اور راجر نے اس کے قیام کے لئے شاہانہ انداز کے تمام انتظامات کر دیئے، اور ایک خطیر رقم ماہانہ بطور وظیفہ مقرر کر دی، اس کے بعد راجر نے اس نقرئی کرہ کی تشریح کیلئے ایک ایسی کتاب تالیف کرنے کی خواہش ظاہر کی جس کے سارے بیانات چشم دید اور مشاہدہ پر مبنی ہوں، چنانچہ راجر کی اسی خواہش کی تکمیل کے لئے وہ چند صاحبِ علم جغرافیہ دان اور باکمال مصوروں کی ایک جماعت کے ساتھ دنیا کی سیاحت کے لئے روانہ ہوا، اور مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب ہر ہر ملک کی خاک چھانی، اور جن جن مقامات سے وہ گذرا ان سب مقامات کے نام ان کی خصوصیات سیاسی و معاشی حالات اپنی نوٹ بک میں درج کرتا گیا، اور تمام اہم مقامات کی عمارتوں، مناظر، اور دشت وجبل کی تصویریں اتروا تا گیا، یہ سفر اس نے تقریبًا پندرہ برس میں ختم کیا،

واپسی کے بعد اس نے اپنی معلومات کی بنیاد پر اپنی شہرۂ آفاق کتاب نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق لکھی، اور اپنے محسن بادشاہ راجر کے نام معنون کی، اس کتاب کے بارے میں مسٹر اسکاٹ لکھتے ہیں،

" ادریسی نے اپنی قابلِ قدر کتاب راجر ثانی کے زمانہ میں لکھی، یہ کتاب مصنف کے

---

[۱] معجم المطبوعات ج ۱ ص ۱۵ ۴، اخبار الاندلس ج ۳ ص ۵۰۰۔

روشن دماغ مصنف کے تجربات، مصنف کی محنت اور مصنف کی تنقید کی غیر فانی شہادت ہے،
اس نے جو کچھ لکھا اس میں سے زیادہ حصہ خود دیکھ کر اور جانچ کر لکھا،............
قرونِ متوسط کے جغرافیہ داں ہزار شہرت پا گئے ہوں، مگر کسی کا چراغ ادریسی کی شہرت
کے آفتاب کے سامنے نہ جل سکا[۱]،

علم جغرافیہ اور جغرافیہ دانوں میں ادریسی اور اس کی خدمات کا جو مقام ہے، وہ ممتاز ہے، اس کے
بارے میں مصر کے عیسائی فاضل ڈاکٹر صروف کا بیان حرف بہ حرف صحیح ہے :-

ادریسی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ جغرافیۂ اسلام اور جغرافیۂ یورپ کے درمیان نقطۂ اتصال
کی حیثیت رکھتا ہے یہ کتاب پہلی مرتبہ لاطینی زبان میں ۱۶۹۲ء میں ترجمہ کی گئی، یہ فنِ جغرافیہ
کی پہلی کتاب تھی جو اہلِ یورپ میں متداول ہوئی[۲]،

اسی طرح مشہور عیسائی مورخ بستانی کا بیان ہے کہ
ادریسی پرتگالیوں کے جغرافی اکتشافات سے پہلے پندرہویں صدی کے قبل تک
یورپ کے جغرافیہ نویسوں کا واحد مآخذ تھا،

نزہۃ المشتاق کے بعد جغرافیہ کی جتنی کتابیں لکھی گئیں، سب اسی سے ماخوذ ہیں، مثلاً
ابنِ سعید صاحب کتاب المغرب، مقدسی صاحب احسن التقاسیم ابن فضل اللہ العمری صاحب
کتاب المسالک والممالک اور ابو الفداء صاحب تقویم البلدان وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں
اس کا کثرت سے حوالہ دیا ہے،

اور صرف مسلمانوں ہی نے نہیں، بلکہ اہلِ یورپ نے بھی کئی صدیوں تک اپنی جغرافیا کی

---

[۱] اخبار الاندلس ج ۲ ص ۶۰-۶۲،

[۲] مقالہ جغرافیہ الاسلام والزراد المقتطف ص ۲۴۴، ۱۹۲۷ء

کے لئے اسی کتاب پر اعتماد کیا ہے جرجی زیدان کا بیان ملاحظہ ہو:

"ادریسی کا جغرافیہ اہل یورپ کے لئے کئی صدیوں تک ممالک خصوصًا مشرق کے جغرافی حالات کے لئے مدار بنا رہا۔ ان لوگوں نے اس کے نقشے اپنی زبانوں میں ترجمے کئے، اس کے ایک نقشہ سے جو فرانس کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے، یہ پتہ چلتا ہے کہ دریائے نیل کے منبع کا جو سراغ پچھلی صدی میں اہل یورپ نے لگایا ہے ادریسی صدیوں پہلے اس سے واقف تھا، اس نقشہ میں اس نے نیل کا صحیح دہانہ دکھایا ہے[۱]"

مسٹر اسکاٹ لکھتے ہیں:۔

"تین سو برس کا مل تمام جغرافیہ ادریسی ہی کے نقشوں کو بلا تغیر و تبدل کے نقل کرتے رہے جن جھیلوں سے مل کر دریائے نیل بنا ہے، ان کی جائے وقوع جو ادریسی نے بتائی ہے، وہ سپکر اور اسٹانلی کے ثابت کردہ مقامات سے کچھ زیادہ مختلف نہیں، حالانکہ ان دونوں مصنفین کے درمیان سات صدیاں ہیں[۲]"

نزہتہ المشتاق کا مکمل نسخہ اب تک کہیں چھپا نہیں ہے۔ اس کے مختلف اجزاء مختلف جگہوں میں چھپتے رہے ہیں، ہندوستان سے متعلق جو حصہ ہے اسے ڈاکٹر مقبول احمد صاحب نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں اپنی تحقیق کا موضوع بنایا تھا۔ چنانچہ انھوں نے بڑی محنت سے اسے ایڈٹ کیا، اس پر انگریزی میں ایک مقدمہ لکھا، اور اس کا انڈکس تیار کیا ہے جسے حال ہی میں مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات نے وصف الہند وما یجاورہا کے نام سے شائع کیا ہے اسی مجموعہ سے یہ ترجمہ کیا گیا ہے"

---

[۱] تاریخ الادب اللغۃ العربیہ ج ص ۵۰ [۲] اخبار الاندلس ج ۳ ص ۵۰۸۔

نُزهة المشتاق في اختراق الآفاق

انّ هذا الجزء الثامن من الاقليم
الأوّل تضمن في حصته بقية من
ارض سغالة (سماترا) فيها
مدينتان كالقرى ...... بحالة
كالخراب ...... واهلهما في
ذاتهم قلة وفي انفسهم اذلّة
وليس بايديهم شيء يتصرفون
به ويتعيشون بكلا الحديد ....

واهل جزائر زابج وغيرهم
من ساكني الجزائر المطيفة
بهم يدخلون اليهم ويخرجونه
من عندهم الى سائر بلاد الهند
وجزائرها فيبيعونه بالثمن الجيد
كان بلاد الهند اكثر تصرفهم وتجاراتهم

اقلیم اوّل کے آٹھویں حصے میں سرزمین
سغالہ کا بقیہ حصہ ہے، اس میں دو شہر
دیہاتوں کے مانند ہیں، یہاں کے باشندے
عربوں کی طرح تاجر اور سیر و سیاحت
کے عادی ہیں، یہاں کے باشندے حیثیت
اور تعداد میں کم ہیں، اور معیشت میں ان کے
پاس لوہے کے سوا اور کوئی دوسری چیز
نہیں ہے، جس کو تصرف میں لائیں، اور
جس کے ذریعہ اپنی زیست کا سامان کر سکیں،

جزیرہ جاوہ اور اس کے ارد گرد کے
سارے جزیروں کے باشندے اہل سغالہ
کے یہاں جاتے ہیں، اور اُن سے لوہا لیکر
ہندوستان کے سارے شہروں اور مرکزی
مقامات اور جزیروں میں پہنچاتے، اور عمدہ
قیمت پر فروخت کرتے ہیں، اس کی وجہ

بالحديد ومع ذالك وان كان الحديد موجوداً في جزائر الهند ومعادنه بها ففي بلاد سفالة هو اكثر واطيب وارطب،

یہ ہے کہ ہندوستان کے شہروں میں اس کا استعمال اور اس کی تجارت بہت زیادہ ہوتی ہے، باوجودیکہ ہندوستان کے جزیروں میں بھی اس کی کانیں ہیں پھر بھی سرزمین سفالہ میں لوہا زیادہ بھی ہوتا ہے اور وہاں کا لوہا عمدہ اور نرم بھی ہوتا ہے،

لكنّ الهنديون يحسنون تراكيب اخلاط الادوية التي يسبكون بها الحديد اللين فيعود هنديا ينسب الى الهند وبها دور الضرب للسيوف وصنّاعهم يجيدونها فضلاً على غيرهم من الامم وكذالك الحديد السندي[1]

لیکن ہندوستانی ان دواؤں کی ترکیب خوب جانتے ہیں، جن کے لوہے کو پگھلا کر ڈھالا جاتا ہے جس کے بعد وہ خالص ہندی لوہا سمجھا جانے لگتا ہے، اور ہندوستان میں تلواریں ڈھالنے کے بہت سے کارخانے ہیں، اور دوسری تمام قوموں کے مقابلہ میں یہاں کے صناع تلواریں بنانے میں زیادہ ماہر ہوتے ہیں

---

[1] عربوں کے حملہ کے وقت سندھ میں پورا شمالی مغربی حصہ، پنجاب افغانستان کا وہ حصہ جو دریائے ملنہ تک ہے۔ سارا بلوچستان اور موجودہ سندھ مع خلیج کچھ شامل تھا، معجم البلدان نے اس کے ...... پانچ صوبے بتائے ہیں۔ اور اس کا پہلا صوبہ کران (موجودہ بلوچستان) ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کرمان سجستان اور ہند (یعنی شمالی اور پوربی حصہ) کے درمیان کا تمام علاقہ سندھ میں شامل ہے (جلد ۵ ص [illegible])

والسرندیبی[1] والبنیانی[2] کلا یتفاضل
بحسب هواء المکان وجودة
الصنعة واحکام السبک[3] والضرب
وحسن الصقل والجلاء ولا یوجد
شیٔ من الحدید امضی من
الهندی وهذا شیٔ مشهور
لا یقدر احد علی انکار فضله

اسی طرح سندھی، سرندیبی، اور بنیانی لوہے
اپنی آب ہوا صنعت کی عمدگی، گلائی اور
ڈھلائی کی یا مارنے اور صیقل گری اور آب
وتاب کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں، اور ہندوستانی
لوہے سے زیادہ بہتر اور کاٹ کرنے والا کوئی دوسرا
لوہا نہیں پایا جاتا، اور یہ چیز بالکل معلوم
ومشہور ہے جس کی برتری سے کوئی شخص
انکار نہیں کرسکتا،

وفی هذا الجزء من الجزائر للوشو

اور اس حصہ میں وہ جزائر بھی ہیں جن کا

---

[1] لنکا (سیلون) کو عرب سرندیپ کہتے تھے، اس کا رقبہ یاقوت نے ثمانون فرسخاً فی ثمانین لکھا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اس کا کل رقبہ اس وقت چھ سو مربع میل سے کچھ زیادہ تھا جب کہ اس وقت اس کا کل رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل ہے، ممکن ہو کہ اس وقت اتنا ہی علاقہ آباد رہا ہو، اور اس کو عربوں نے علاقہ قرار دے دیا ہے،

[2] بنیان کو معجم البلدان میں بلیان بتایا ہے، اس کے بارے میں یاقوت کا بیان ہے،

البنیان من بلاد السند والهند — بلیان سندھ ہند کے شہروں میں ہے،
تنسب الیها السیوف البیلمانیة — جس کی طرف بیلمانی تلواریں منسوب
(جلد ۲ ص ۳۲۱) — ہیں۔

[3] یہ لفظ اصل میں بیلمان ہے، بھیلمان ہندوستان کے موجودہ نقشہ میں ملتان - ودتن کے درمیان جنوب ہے (کتاب الہند بیرونی) ایک جوزن ۱۶ میل کا ہوتا تھا، (ماڈرن انگلش ڈکشنری) یعنی تھا انتہائی سندھ، گجرات

في أمكنتها جزائر الديبجات (1)
المتصلة بعضها ببعض وهي
لا تحصى (2) وأكثرها خالية وأكبرها
جزيرة ابنرية وهي عامرة و
فيها خلق كثير يعمرونها ويعمرون
ما حولها من كبار الجزائر وتتصل
بهم جزيرة القمر (3)

نام وہاں جزائر دیبجات مشہور ہے، یہ جزیرے
ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، اُن کی
تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا شمار نہیں کیا
جا سکتا، اُن میں اکثر غیر آباد ہیں، اور ان
میں سب سے بڑا جزیرہ جزیرۂ ابنریہ ہے، یہ
بہت آباد ہے، اس کے باشندے اس
جزیرہ کو آباد کئے ہوئے ہیں، اور اُن کے
ارد گرد کے بڑے بڑے جزیروں کو بھی
آباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان
جزیروں سے متصل جزیرۂ قمر ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۲) کاٹھیا واڑ اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے، کسی زمانہ میں بھیلوں کا اور پھر گوجروں کا پایۂ تخت تھا،

(1) بعض جغرافیہ نویسوں نے دیبجات اور بعض نے دیبات اور دیب لکھا ہے، علامہ سید سلیمان ندوی رح اس کو مالدیپ اور سنگلدیپ اور اُن کے آس پاس کے جزیرے قرار دیتے ہیں لیکن معجم البلدان کا بیان ہے،

"من الجزيرة الى جزيرة البيلمان او الثلاثة اميال، واكثر من ذالك"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاوا اور سماٹرا سے متصل جو جزیرے ہیں جن کو اس وقت انڈونیشیا کہا جاتا ہے اس سے وہی مراد ہیں، لیکن اس بیان میں ایک دوسری دقت یہ ہے کہ یہ جزیرہ قمر یا قمرا اس کماری سے متصل ہے یعنی دونوں کے درمیان صرف سات دن کا بحری راستہ ہے، ظاہر ہے کہ مالدیپ اس کماری سے سات دن میں پہنچا جا سکتا ہے لیکن انڈونیشیا سے نیپال تک پہنچنا دشوار معلوم ہوتا ہے، اس لئے حضرت سید صاحب کا

وبين الجزيرة والاخرى مسيرة	ان جزیروں کا فاصلہ ایک دوسرے سے چھ
ستة اميال واكثر واقل،	میل یا اس سے کچھ کم اور زیادہ ہے،
واهل هذه الجزائر اهل	ان جزیروں کے باشندے دستکاری
صناعات بالايدى حذاق حتى	میں بڑے ماہر ہیں، ان کی دستکاری کا ایک
من ذلك انهم ينسجون القميص	نمونہ یہ ہے کہ وہ کرتے، آستین، گلے، گریبان
مفروغا بكميه وبنائقه وجيبه	سمیت بنتے ہیں، اور چھوٹی چھوٹی لکڑیوں سے کشتیاں
وينشئون السفن من العيدان	اور جہاز تیار کرتے ہیں،[1] اور نہایت ہی مضبوط
الصغار ويبنون البيوت المتقنة	مکان بناتے ہیں، اور اُن کے یہ سارے
وسائر المباني العجيبة المتقنة	عجیب و غریب مضبوط مکانات معمولی پتھروں

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۳) قیاس زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے [1] دوسروں نے اس کی تعداد ایک ہزار سے ڈیڑھ ہزار تک بتائی ہے [2] جزیرہ قمر یا قمار، یا قامرون، حضرت سید صاحب نے قمر و قمار سے راس کماری اور قامرون سے کامروپ یعنی آسام کا قدیم نام مراد لیا ہے، لیکن بعض جغرافیہ نویسوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی مقام ہیں، ایک تو اس کی پیداوار میں عود، صندل وغیرہ کا ذکر ہے، جو آسام کی پیداوار ہے، دوسرے یہ کہ اس کے بارے میں صاحب نہایۃ الارب نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت چار ماہ کی ہے، ظاہر ہے کہ راس کی مسافت اتنی نہیں ہو، پھر قمار کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قمار کے بادشاہ کو قامرون کہتے ہیں، ان وجوہ سے یہ دونوں مقامات ایک ہی معلوم ہوتے ہیں، لیکن سید صاحب کی تائید خود ادریسی کے بیان سے بھی ہوتی ہے کہ یہ دو مقام کے نام ہیں،

[1] حال کے فضلاء میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ ہندوستان کے لوگ جہاز راں تھے یا نہیں، نفسٹن نے تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے لوگوں نے کبھی سمندر پار کرنے کی کوشش نہیں کی، صرف گجرات و سندھ

من الجزائر الجبال ويتخذون ايضاً	سے بنائے جاتے ہیں، اور یہ لکڑی کے
بيوتاً من الخشب تسير على الماء	مکانات بھی بناتے ہیں، جو پانی میں تیرتے
وربما استعملوا في مبانيهم	رہتے ہیں، اور بعض لوگ فرد مبایات
عود الجرهمة وغيرة	کے لئے اپنے گھروں میں خوشبودار لکڑیاں
	بھی استعمال کرتے ہیں،

ملكهم يدخر الودع	ان کا بادشاہ بے شمار کوڑیوں[1]
في خزائنه اكثر عدد	سیپیوں کو اپنے خزانے میں جمع رکھتا ہے
ويحكي ان هذا الودع[1] الذي	اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کوڑیاں، یا
يدخره ملكهم يأتيهم على وجه	سیپیاں جو بادشاہ جمع کرتا ہے، یہ
الماء وفيه روح فيأخذون	پانی کی سطح پر آجاتی ہیں، اور ان میں
عيدان شجر النارجيل فيطرحونها	جان ہوتی ہے، جب یہاں کے باشندے
على الماء فيتعلق هذا الودع بها	ناریل کی لکڑیاں پانی کے اوپر ڈال

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۴) لوگوں کا جادو کیے جانا ثابت ہوتا ہے لیکن حضرۃ الاستاذ علامہ سید سلیمان ندویؒ نے دلائل سے اس کی تردید کی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے لوگ بھی بحری تجارت کرتے ہوئے سیراف وغیرہ تک جاتے تھے لیکن سید صاحب نے بھی ان کی جہاز سازی کا کوئی ذکر نہیں فرمایا ہے، ادریسی کے بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ خاص ہندوستان میں نہ سہی مگر اس کے قریبی جزیروں یعنی جزائر شرق الہند میں یہ صنعت تھی۔

[1] ودع کا ترجمہ کوڑی اور سیپی دونوں کیا گیا ہے، کوڑی چھوٹے چھوٹے دریائی جانوروں کا ایک خول ہوتا ہے، یہ ہندوستان میں سکے کا کام دیتی تھی، اس بنا پر اردو میں اس کی معنی روپیہ پیسہ کے ہو گئے ہیں، چنانچہ اس کے متعدد محاورے ہیں "کوڑی پاس نہیں، کوڑی کا مال نہیں"،

وهو يسمونه الكنج[١]

دیتے ہیں اور وہ سب اُن سے چمٹ جاتی
ہیں (اور یہ نکال لیتے ہیں) اور اس کو
وہ کنج بھی کہتے ہیں،

واخر هذه الجزائر يتعلق
انظاهر جزيرة سرنديب في
البحر المسمى هركند) وتتصل
بهذه الجزائر المسماة بالديبجات
جزيرة القمر وبينهما جزيرة
مجرى سبعة ايام

اور ان جزائر میں آخری جزیرہ جو
بحر ہرکند میں جزیرہ لنکا کے سامنے واقع
ہے اور جزائر شرق الہند سے ملا ہوا ہے
وہ جزیرہ قمار ہے اور ان دونوں
کے درمیان کشتی کا سات دن کا
راستہ ہے،

وفي هذه الجزيرة تصنع ثياب
الحشيش وهذا الحشيش هو نبات
يشبه نبات البردي وهو القرطاس
ويسمى بذلك لان اهل مصر
يعملون منه القراطيس فياخذ
الصناع منه الطيبة ويتخذون
منه ثيابا مثل ثياب الديباج
ملونة حسانا وتخرج هذه الثياب

اس جزیرہ میں گھاس کے کپڑے
بنتے ہیں اور یہ گھاس جس سے کپڑے
بنتے ہیں نرکل یا کنڈے کی طرح کے
پودے کے مشابہ ہوتا ہے، اور اس کو
کاغذ (کالو ما) بھی کہتے ہیں اس لئے
کہ اہل مصر اس سے کاغذ تیار کرتے
تھے۔ جو بالکل ریشم کی طرح نرم اور
خوبصورت ہوتے تھے، اور یہ کپڑے

---

[١] کنج بعض نسخوں میں کنج ہے، ممکن ہے کہ یہ ہندی لفظ کنجن جس کے معنی دولت، ثروت اور بارونق کے
ہیں، اکا معرب ہو، (کنجن بہ سنا اردو کا مشہور محاورہ ہے،)

الی سائر بلاد الھند وربما وصلت
غلبست ھناک ـ

سارے ہندوستان میں جاتے ہیں، اور
بعض اوقات یہیں تک پہنچتے ہیں، اور وہاں
استعمال کئے جاتے ہیں،

ومن الجزائر المشھورة
فی ھذا البحر المسمی ھرکند جزیرة
سرندیب وھی جزیرة کبیرة
مشھورة الذکر وھی ثمانون فرسخا فی

اور بحر ہرکند کے مشہور
جزائر میں جزیرہ سرندیپ یعنی لنکا بھی ہے،
یہ ایک بڑا اور مشہور جزیرہ ہے، اس کا
رقبہ اسّی فرسخ مربع میل ہے،

وبھا الجبل الذی اھبط
علیہ آدم علیہ السلام وھو
جبل سامی الذروة عالی القمة
ذاھب فی الجو یراہ البحریون فی
مراکبھم علی مسیرة ایام و
اسم ھذا الجبل الراھون[1]

اسی سرندیپ میں وہ پہاڑ ہے،
جس پر حضرت آدمؑ اتارے گئے تھے، اس
کی چوٹی بہت بلند اور اونچی ہے، فضا
میں دور تک چلا گیا ہے، کئی دن کی
مسافت باقی رہتی ہے، اس وقت
سے سمندر کے مسافر جہازوں سے
اسے دیکھ لیتے ہیں، اس پہاڑ کا نام
راہون ہے،

وتذکر البراھمة وعباد
الھند، علی ھذا الجبل اثر قدم
آدم علیہ السلام مغموس

ہندوستان کے برہمن اور پنڈت بیان
کرتے ہیں کہ اسی پہاڑ پر حضرت آدمؑ کے
قدم کا نشان ہے، مگر وہ نشان سمندر

---

[1] عام عرب جغرافیہ نویس صرف ایک پہاڑ کا نام راہون یا الرہان لکھتے ہیں، مگر سنگھالی زبان کی کتابوں میں

في البحر وطوله سبعون ذراعًا
وان على اثر هذا القدم نورًا
يخطف شبيهًا ببرق دائمًا
وان القدم الثانية منه جاءت
في البحر عند خطوطه والبحر من
الجبل على مسيرة يومين وثلاثة

میں ڈوبا ہوا ہے، اور اس نشان کی
لمبائی ستر ہاتھ ہے، اور اس قدم
مبارک کے نشان سے ہمہ وقت بجلی
کے مانند ایک نور نکلتا رہتا ہے، اور
دوسرا قدم اس پہاڑ سے اٹھ کر سمندر
میں پڑا ہے، اور دونوں کے درمیان
فاصلہ ہے، حالانکہ سمندر پہاڑ کے درمیان
دو یا تین دن کا راستہ ہے،

وعلى هذا الجبل وحوله
توجد انواع اليواقيت كلها و
انواع من الاحجار وغيرها و
في وادية الماس الذي يحك
به نقش الفصوص من انواع
الحجارة وعلى هذا الجبل ايضًا
انواع من الطيب وضروب
من صنوف العطر مثل العود
والافاويه ودابة الزّباد و

اور اس پہاڑ اور اس کے اردگرد
ہر قسم کے یاقوت اور مختلف اقسام کے پتھر
اور دوسری چیزیں ملتی ہیں، اور اس کی
کسی وادی میں وہ الماس جس کے نگینے
بنتے ہیں، ملتے ہیں، اسی پہاڑ پر مختلف
قسم کی خوشبوئیں اور مختلف قسم کے عطر (یعنی
وہ نباتات جن سے عطر بنایا جاتا ہے)
مثلاً عود اور افاویہ، اور وہ جانور جس
کے نافہ سے خوشبو وغیرہ نکلتی ہے، اور

(بقیہ حاشیہ ص ۱۳۰) لنکا کے جنوبی حصہ کا نام روہون ہے، ممکن ہے کہ اسی پہاڑ کی وجہ سے یہ حصہ اس
نام سے موسوم ہوگیا ہو۔

بها الأرز والنارجيل وعود
قصب السكر وفي انهارها
يوجد البلور وبجميع سواحلها
مغائص اللؤلؤ الجيد النفيس
الثمين،
وفي جزيرة سرنديب من
القواعد المشهورة مرقايا و
اغنا وفرستورى واندرى و
ماقولون وحامرى وقلماذى
وسنبذونا وسندورا وتيبرى
كنبلى وبرنشلى ومروفه،
وملك هذه الجزيرة يسكن
من هذه المدن مدينة اغنا[1]
وهى مدينة القصر بها دار ملكه
وهو ملك عادل كثير السياسة
يقضان الحراسة ناظر في امور
رعيته حافظ لهم وذاب

اس ملک میں چاول، ناریل، گنا پیدا
ہوتا ہے، اور اس کی ندیوں اور نہروں
سے بلور نکلتا ہے، اور اس کے تمام
ساحلوں پر بہترین اور قیمتی قسم کے موتی
کے خزانے ہیں
اور جزیرۂ لنکا کے مشہور شہر یہ ہیں
(۱) مرقایا، (۲) اغنا (۳) فرستوری
(۴) اندوی (۵) ماقولون وحامری،
(۶) قلماذی (۷) سنبذونا (۸) سندورا
(۹) تیبری (۱۰) کنبلی (۱۱) برنشلی (۱۲)
مروفہ،
اس جزیرہ کا بادشاہ شہر اغنا
میں رہتا ہے، اس میں شاہی محل ہے،
اور یہی اس کا دار السلطنت ہے، یہ
بادشاہ رعیت کے لئے نہایت ہی عادل،
بڑا سیاسی، اور ملک کے تحفظ کے
لئے بیدار مغز، اہل ملک کے مفاد

---

[1] ادریسی کے علاوہ کسی دوسرے عرب سیاح نے اس تفصیل سے ان مرکزی مقامات کا ذکر نہیں کیا ہے، ممکن ہے کہ صوبوں کے مرکزی مقامات کے نام رہے ہوں، اس وقت اس کے کل ۹ صوبے ہیں،

عنهم،

وله ستة عشر وزيراً
اربعة منهم من اهل ملته
واربعة يهود وقد رتب لهم
موضعاً يجتمع فيه اهل الملل
ويتكلمون في اديانهم ويقيم
كل واحد منهم حجته ويأتي
برهانه في دينه والملك يسمع
كل ذالك لهم ويكتب حججهم
واخبارهم ويجمع الى علماء كل
ملة منهم اعني الهندية و
الرومية والاسلامية واليهودية
جمل من الناس وعدة طوائف
فيكتبون عنهم سير انبياءهم
وقصص ملوكهم في سالف
الازمان ويعلمونهم شرائعهم
ويفهمونهم ما لا يعلمونه،

واربعة نصارى واربعة مسلمون نسخۂ تیمور

اور ضروریات پر ہر وقت نگاہ رکھتا ہے،
اور اُن کے مفاد کے خلاف جو باتیں پیش
آتی ہیں، اُن کو دور کرتا رہتا ہے،
اس کے ۱۶ وزیر ہیں، چار اس
کے ہم مذہب (بدھ) چار عیسائی، چار
یہودی، اور چار مسلمان ہیں، اُس نے
اُن کے لئے ایک جگہ مقرر کر دی ہے جہاں
تمام مذاہب کے لوگ جمع ہوتے ہیں
اور اس میں مذاہب پر گفتگو کرتے ہیں
ہر ایک اپنے دین کی برتری اور سچائی
ثابت کرتا ہے، بادشاہ ان تمام لوگوں
کی باتیں اور دلائل سنتا اور نوٹ کرتا
جاتا ہے، اور ہر مذہب کے علما، مثلاً ہندو
پنڈت، عیسائی پادری، مسلمان علما
اور یہودی احبار کو کچھ لوگوں کے ساتھ ملاتا ہے،
اور وہ لوگ اُن سے اُن کے بزرگوں اور
انبیا کی سیرت اور گذشتہ بادشاہوں
کے قصے نوٹ کرتے ہیں، اور وہ علما
ان لوگوں کو اپنی اپنی شریعت کے احکام

بتاتے، اور جو باتیں اُن کو معلوم نہیں ہوتیں،
وہ سمجھاتے ہیں،

وللملک فی برہ صنم من
ذھب لا یدری لما علیہ من
الدّر والیاقوت وانواع الاحجار
الثمان،

اور بادشاہ کے محل کے باہر ایک سونے
کا بُت ہے، اس میں موتی، یاقوت
اور مختلف قسم کے ایسے قیمتی پتھر لگے ہوئے
ہیں کہ اُن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا
جا سکتا،

ولیس یملک احد من ملوک
الھند ما یملکہ صاحب سرندیب
من الدر النفیس والیاقوت
الجلیل وانواع الاحجار لان اکثر
ذلک موجود فی جبال جزیرتہ
وفی اودیتھا وبحورھا والیھا
تقصد مراکب اھل الصین و
سائر بلاد الملوک والمجاورین لہ
وملک سرندیب یحمل الیہ
الخمر من العراق ومن بلاد فارس
فیشتریھا بمالہ وتباع فی بلادہ
وھو یشرب منھا وھو یحرم الزنا ۱۲

اور ہندوستان کے کسی بادشاہ
کے پاس اتنے عمدہ موتی، بڑے یاقوت
اور انواع و اقسام کے جواہرات نہیں
ہیں جتنے کہ لنکا کے بادشاہ کے پاس ہیں
اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جزیرہ کے پہاڑوں
وادیوں اور سمندروں میں یہ چیزیں ملتی
ہیں، اور یہاں اہل چین اور تمام پڑوسی
ملکوں کے جہاز آتے جاتے رہتے ہیں،
اور سرندیب میں شراب عراق اور
ایران سے درآمد ہوتی ہے، جسے بادشاہ
خود خرید لیتا ہے، اور پھر وہ پورے ملک
میں فروخت ہوتی ہے، اور وہ خود بھی

ولا يرى ملوك الهند واهلها
يبيحون الزنا ويحرمون الشراب
الا ملك قمار فانه يحرم الزنا
والشراب

شراب پیتا ہے، وہ زنا کو حرام سمجھتا ہے اور
اس کو اپنے ملک میں پسند نہیں کرتا، برخلاف
ہندوستان کے راجاؤں اور باشندوں کے کہ وہ
شراب کو نشہ کی حد تک تو بہت برا سمجھتے ہیں
اور زنا کو برا نہیں سمجھتے ہیں، البتہ کامروپ
یا راس کماری کا بادشاہ دونوں چیزوں
کو حرام اور برا سمجھتا ہے،

ويجلب من سرنديب الحرير
والياقوت بجميع الوانه كلها و
البلور والماس والسنباذج
وانواع من العطر كثيرة،

لنکا سے ریشمی کپڑے اور ہر قسم کے
یاقوت بلور، الماس اور دھار دار پتھر
اور مختلف قسم کی خوشبوئیں برآمد کی
جاتی ہیں،

وبين هذه الجزيرة والبر
المتصل بالهند مجاز صغير،

اور لنکا اور اس خشکی کے حصہ کے درمیان
جو ہندوستان سے ملحق ہے، ایک چھوٹا سا
راستہ ہے،

ومن جزيرة سرنديب
الى جزيرة بليق الساحلية يوم
ويحاذى هذه الجزيرة من
ارض الهند اغباب وهى اجوان

اور جزیرۂ لنکا سے ساحلی جزیرہ بلیق[1]
کی مسافت ایک دن کی ہے، یہ جزیرہ
ہندوستان میں شمار ہوتا ہے، جس کے
مقابل بہت سی کھاڑیاں اور جھیلیں ہیں،

---

[1] بلیق کے بارے میں کوئی صحیح تحقیق نہ ہو سکی کہ یہ کس مقام کو کہتے ہیں،

تقع فيها انهار وتسمى اغباب سرنديب وتدخلها مراكب السيارة وتمر فيها الشهر والشهرين بين غياض ورياض وهواء معتدل،

جس کو خلیج لنکا کہا جاتا ہے، اور اس میں تاجروں اور مسافروں کے جہاز آتے ہیں ایک ایک دو دو مہینے تک جھاڑیوں، باغات اور معتدل ہواؤں سے گذرتے ہیں،

والشاة فيها بنصف درهم وما يكفي جماعة من الشراب العسلي المطبوخ بحب القاقلة الرطبة بنصف درهم،

اور یہاں ایک بکری نصف درہم یعنی تین چار آنے میں مل جاتی ہے، اور کچے الائچی دانے کی عمدہ خوشبودار ہوئی شہد آمیز شراب نصف درہم میں اتنی مل جاتی ہے کہ دو چار دس آدمی کے لئے کافی ہو،

ولعب اهل سرنديب الشطرنج والنرد والقمار بانواع،

اور لنکا کے باشندوں کے کھیل میں شطرنج، چوسر اور جوے کی مختلف قسمیں ہیں، شامل ہیں،

ولاهل سرنديب نظر في زراعة النارجيل في تلك الجزائر الصغار التي على طرقها ويقومون بحفظه ويبيحونه للصادر والوارد ابتغاء الاجر وطلب المثوبة و

اور لنکا کے لوگ ان چھوٹے چھوٹے جزیروں میں جو لنکا کے راستہ میں پڑتے ہیں ناریل کی بڑی عمدہ کھیتی کرنا جانتے ہیں، وہ ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں، مگر محض ثواب کی غرض سے مسافروں کو اس کے استعمال کی

واهل عمان ومربط من بلاد اليمن
عام اجازت دے رکھی ہے، اہل عمان اور

ربما قصدوا الى هذه الجزائر
اہل مربط یعنی یمنی ان ناریل والے جزائر میں

التي فيها نارجيل، فيقطعون من
یہیں سے آتے ہیں، اور ناریل کی لکڑی جس

خشب النارجيل ما احبوا ه و
قدر چاہتے ہیں، کاٹتے ہیں، اور اس کے

يصفون من ليفه حبالاً يخرزون
ریشوں سے رسیاں بناتے ہیں، اور ان

به ذلك الخشب ينشئون منه
رسیوں سے ان لکڑیوں کو مضبوط باندھتے

مراكب ويصفون منه صواريها
ہیں، اور انہی سے وہ کشتیاں تیار کرتے

ويفتلون من خوصه حبالاً ثم
ہیں، اور اس کے بال اور پتوار بناتے ہیں،

يوسقون تلك المراكب بخشب
اس کے گودے سے بھی رسیاں تیار

النارجيل ويمضون به الى
کرتے ہیں، اور پھر وہ ناریل کی لکڑیاں

بلادهم فيبيعونه هناك و
لادکر اپنے ملک میں لے جاتے ہیں، اور وہاں

يتصرفون به،
اسے بیچتے اور اپنے کام میں لاتے ہیں،

وتتصل بجزيرة سرنديب
اور جزیرۂ سرندیپ سے ملا ہوا جزیرۂ

جزيرة الرامي[1] والرامي هي مدينة
رامی[1]، اور رامی ہندوستان کا شہر ہے، یہاں

الهند وبها عدة ملوك وفيها
متعدد بادشاہ ہیں، اس میں کھیتی باڑی

---

[1] رامی کو بعض علماء نے خلیج بنگال قرار دیا ہے لیکن راقم کے خیال میں یہ راون کی بگڑی ہوئی شکل معلوم ہوتی ہے، چنانچہ بعض جغرافیہ نویس اُسے رامنی بھی لکھتے ہیں، راقم کے خیال کی تائید یاقوت کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے،

"یہ بحر شلاہط میں ہندوستان کا سب سے آخری جزیرہ ہے، اور اس کی وسعت ۸ ہزار

زروع ومعادن وطيب وهي
فيما يذكر طولها سبع مائة
فرسخ .

اور کانیں اور خوشبوئیں وغیرہ پائی جاتی
ہیں، اس کی لمبائی ۵۲۰۰ میل ہے،

وبها دابة تسمى الكركدن
وهذه الدابة تكون دون
الفيل وفوق الجاموس وفي
عنقها عوج كعوج عنق الجمل
لكن اعوجاجة بخلاف
اعوجاج عنق الجمل ،

اس میں ایک جانور پایا جاتا ہے، جو ہاتھی
سے چھوٹا اور بھینس سے بڑا ہوتا ہے، اور
اور اس کی گردن میں اسی طرح کی کجی
ہوتی ہے جس طرح اونٹ کی گردن
میں ہوتی ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۴)

مربع میل ہے، اس میں متعدد بادشاہ ہیں، جو مذہبی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں"
پھر لکھتے ہیں:-

" ولعلها الجزيرة المعروفة بسيلان فان السيلان جرت بمثلة هذه الصفة" (ص ۲۱۳ ج ۲)

شاید یہ وہی جزیرہ ہو جو سیلان کے نام سے مشہور ہے، اس لئے کہ سیلان کے بھی یہی اوصاف بیان کئے جاتے ہیں"

اور سیلان کے بارے میں ذکر آچکا ہے کہ یہ سیلون کی عربی شکل ہے، یہ ممکن ہے جیسا کہ یاقوت نے بھی لکھا ہے کہ اور ابن بطوطہ کے بیان سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے، لیکن ادریسی نے آگے یہ لکھا ہے کہ سرندیب اور اس جزیرہ کے درمیان تین دن کی مسافت ہے، یہ بیان اگر صحیح ہے تو پھر کسی اور جزیرہ کا بیان ہوگا، لیکن

جاحظ کے بیان پر تنقید

وحکی الجاحظ فی کتاب الحیوان ان ھذہ الدابۃ تقیم فی جوف امھا سبع سنین وانھا تخرج راسھا وعنقھا من فرج امھا فترعی الحشیش ثم تعید راسھا الی جوف امھا فاذا ابتدأ تکون قرنھا امتنعت عن الخروج للرعی علی حسب عادتھا فتنقر فی جوف امھا حتی تنفجر جوفھا وتخرج منہ وتموت الام۔

جاحظ نے کتاب الحیوان میں یہ بیان کیا ہے کہ یہ جانور اپنی ماں کے پیٹ میں سات سال تک رہتا ہے، اور اپنا سر اور اپنی گردن ماں کی شرمگاہ سے نکال کر گھاس چرتا ہے، اور پھر واپس چلا جاتا ہے، اور جب پیدائش کا وقت قریب آتا ہے تو اس کی سینگ سر کے باہر نکلنے میں مانع ہوتی ہے، تو یہ آہستہ آہستہ اپنی ماں کے پیٹ میں سوراخ کرتا ہے یہاں تک اس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے، اس سے وہ باہر ہو جاتا ہے، اور یہ ماں مر جاتی ہے۔

ھذا محال من قولہ غیر مسموع لان الامر لو کان کما وصفہ لفنی

جاحظ کا یہ بیان بالکل ناقابل قبول ہے، اس لئے کہ اگر یہ صورت ہوتی تو اس جانور

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۵) اس کو خلیج بنگال قرار دینا کسی طرح صحیح نہیں ہے،
ممکن ہے عرب جنوبی حصہ کو جہاں نشان قدم آدم ہے، سرندیپ کہتے ہوں، اور شمالی حصہ کو سیلان یا رامی کہتے ہوں،

سلہ اس جانور کے بارے میں اور تفصیلات بھی ہیں، لیکن جاحظ اور خرداذبہ وغیرہ کے بیان میں اس کا ذکر آچکا ہے اس لئے یہاں نظر انداز کر دیا جاتا ہے،

لنوع حتى لا يوجدُ الّا	کی نسل میں نر کے علاوہ مادہ تو ختم ہی
ه ،	ہو جائیں ،
جزيرة الرامى طيبة التر	جزیرۂ رامی کی آب و ہوا عمدہ اور
لة الهوا عذبة المياه	معتدل ہے، پانی انتہائی شیریں ہے، اس
عدا دبلاد قرى ومعاقل	میں مختلف شہر، دیہات، چراگاہیں ہیں،
لذه الجزيرة ينبت البقمو	اس جزیرہ میں بقم ایک گھاس ہوتی ہے،
نباته نبات الدفلى بالسواد	جو سیاہی میں دفلی کی طرح ہوتی ہے،
بة احمر وعرو قه دواء	اس کا تنہ اور شاخیں سُرخ ہوتی ہیں،
سمّا لا فاعى والحيات و	اس کی چھال سانپوں کے زہر کے لئے
رب ذلك منه فصح وفى	تریاق کا کام دیتی ہے، اس کا تجربہ
ه الجزيرة جواميس لا	کیا گیا تو یہ بات بالکل صحیح نکلی، اس جزیرہ
ب لها -	میں دم بریدہ بھینسیں بھی پائی جاتی ہیں،
وفى غياض هذه الجزيرة	اس جزیرہ کے جنگلوں میں ایسے انسان
عراة لا يفهم كلامهم و	پائے جاتے ہیں، جو بالکل ننگے رہتے ہیں،
يستوحشون من الناس ،	اُن کی بات چیت بالکل سمجھ میں نہیں آتی،
	اور وہ متمدن آدمیوں سے دور بھاگتے ہیں
بساحل هذه الجزيرة قوم	ان جزیروں کے ساحل پر ایک قوم
ن المراكب بالعرو والمراكب	آباد ہے، جو بڑی تیراک واقع ہوئی ہے،
ا بالريح الطيبة ويتبعون	وہ عمدہ ہوا میں چلتے ہوئے جہاز کو

العنبر من اصحاب المراكب بالحديد[1] ويحملونه بافواههم،

تیر کر پکڑ لیتے ہیں، وہ جہاز والوں کو عنبر دیکر ان سے لوہا خریدتے ہیں، اور ان کو اپنے منہ میں دبا کر لیجاتے ہیں؛

ويتجهز من هذه الجزيرة بالذهب لان معادنه بها كثيرة ويتجهز ايضا منها بالكافور و الطيب وبضروب من الافاوية واللولؤ الفائق فى الجودة ومن هذه الجزيرة الى سرنديب ثلثة ايام،

اس جزیرہ سے سونا برآمد کیا جاتا ہے اس لئے کہ سونے کی کانیں یہاں بہت ہیں، اسی طرح کافور اور خوشبو اور مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں، عمدہ اور خوبصورت موتی وغیرہ بھی یہاں ملتے ہیں، اور اس جزیرہ کی مسافت لنکا سے تین دن کی ہے،

ومن اراد ان يعدل من جزيرة بلين[1] المذكورة الى الصين، جعل جزيرة سرنديب عن يمينه؛

جزیرۂ بلین سے جو براہ راست چین جانا چاہے، اُسے لنکا کو اپنے داہنے ہاتھ چھوڑنا پڑے گا۔

ومن سرنديب الى جزيرة لنكيالوس[2] مسيرة عشرة ايام ودو تسمى هذه الجزيرة ايضا لنجبالوس بالجيم وهى جزيرة كبيرة وفيها رجال

اور لنکا سے جزیرۂ لنکبالوس جسے لنجبالوس بھی کہتے ہیں، دس دن کا راستہ ہے، یہ جزیرہ بہت بڑا ہے اور یہاں کے لوگ گورے چٹے ہوتے ہیں، عورت مرد

---

[1] اس جزیرۂ بلین کو سلیمان تاجر وغیرہ نے بلین لکھا ہے، [2] بعض جغرافیہ نویس اسے المسل اور بعض

فيها النساء يمشون عراة وربما	دونوں عموماً ننگے رہتے ہیں، اکثر عورتیں
استتر النساء بورق الشجر،	درخت کے پتوں سے ستر پوشی کرتی ہیں،
والتجار يدخلون اليهم في	تاجروں کے چھوٹے بڑے جہاز یہاں
المراكب الصغار والكبار و	رکتے ہیں، اور یہاں کے باشندوں کو لوہا
يشترون من اهلها العنبر و	دے کر ان سے عنبر اور ناریل خریدتے
النارجيل بالحديد واكثر اهلها	ہیں، یہاں کے اکثر باشندے کپڑے بھی
يشترون الثياب فيلبسونها في	خریدتے ہیں، جسے خاص خاص وقتوں
بعض الاوقات،	میں پہنتے ہیں،
والحر والبرد في هذه الجزيرة	خط استوا کے قریب ہونے کی وجہ
قليل لقربهم من خط الاستواء	سے اس جزیرہ میں گرمی اور سردی دونوں
	کم پڑتی ہے،
وطعام اهلها الموز والسمك	یہاں کے لوگوں کی خوراک کیلا
الطري والنارجيل واموالهم	تازہ مچھلی اور ناریل ہے، ان کی دولت
وحلي بضاعتهم الحديد وهم	اور ان کا سب سے بڑا سامان زینت لوہا ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۱۴۸) جزائر دیبہ کہتے ہیں، غالباً یہ سب جزائر مالدیپ اور اس کے متعلق جزائر کے نام ہیں، ان میں سب سے بڑے جزیرہ کا نام المل ہے، دیپ سنسکرت میں جزیرہ کو کہتے ہیں، انہی جزائر میں غالباً ایک لنجبالوس بھی ہے، ابن بطوطہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے،

يجالسون التجار،
ومن جزيرة الرامي في جهة
الجنوب جزيرة يقال لها النيمال[1]
وهي جزيرة عامرة فيها مدينة
كبيرة واكل اهلها النارجيل
وبه يأدمون ومنه ينتبذون
وهم اهل شدة ونجدة و
من سيرتهم وعاداتهم التي
توارثها الابناء عن الاباء ان
الرجل منهم اذا اراد[2] ان يتزوج
امرأة منهم لم يزوجها
اهلها حتى ياتيهم براس رجل
يقتله، فيخرج الرجل يطوف
جميع النواحي المجاورة لهم حتى
يقتل ويأتي بقحف راسه فاذا
فعل ذلك زوج من المرأة التي
خطبها وان جاء براسين زوج
امرأتين وكذلك ان جاء بثلثة

وہ تاجروں سے ملتے جلتے ہیں،
جزیرہ رامی کے جنوب میں جزیرہ
نیمان ہے، اس کا شمار آباد جزائر
میں ہوتا ہے، اس میں ایک بڑا شہر ہے،
اُس کے باشندوں کی غذا ناریل ہے، اسی
کو وہ کھاتے بھی ہیں، اور اس کو بطور
سالن استعمال کرتے ہیں، اور نبیذ بنا کر
پیتے بھی ہیں،
یہ بڑے بہادر اور جنگ جو ہیں،
باپ دادا سے ان کے یہاں یہ عادت
اور رسم چلی آرہی ہے کہ جب کوئی مرد کسی
عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو عورت
کے گھر والے اس وقت تک شادی پر راضی
نہیں ہوتے جب تک کہ وہ ایک قتل نہ کرلے،
چنانچہ یہ آدمی آس پاس کے مقامات کا
چکر لگاتا اور گھات میں لگا رہتا ہے، جب
وہ کسی کو قتل کر لیتا ہے، تو اس کی کھوپڑی
لا کر پیش کرتا ہے، اور اس کے بعد جس عورت

---

[1] اس سے مراد جزیرہ انڈمان ہے جو مالدیپ کے جنوب مشرق میں پڑتا ہے [2] یہ کوئی مستبعد نہیں ہے،

وس زوج ثلاثة زوجات و
قتل خمسين رجلا زوج
سين امرأة وشهد له
مل بلده بالباس والنجدة
ظر واليه بعين الفخر والجلالة
في هذه الجزيرة فيلة كثيرة
ها البقم والخيزران والقصب

(ص ۲۳)

...... وہ پیغام دیتا ہے .... یا دے چکا ہوتا ہے، اس کی شادی کردی جاتی ہے، یہاں تک کہ اگر کوئی دو تین سر لائے تو وہ دو تین شادی کر سکتا ہے، جو جتنے زیادہ قتل کرتا ہے، اس کی بہادری کا اتنا ہی زیادہ اعتراف کیا جاتا ہے، اور انتہائی فخر و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس جزیرہ میں ہاتھی کثرت سے ہوتے ہیں، اور یہاں، بقم، بید، نرکل بانس وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے،

وبالقرب منها جزيرة جالوس
بينهما مسافة يومين اهلها
سود عراة يأكلون الناس
الله اذا سقط في ايديهم
ان من غير بلادهم علقوه
سا وقطعوه واكلوه قطعا
وبعض رؤساء المراكب
هل هذه الجزيرة اخذوا
لا من اصحابه فنظر اليهم

اسی کے قریب جزیرہ جالوس ہے، ان دونوں کے درمیان دو دن کی مسافت ہے، یہاں کے باشندے سیاہ فام ہوتے اور ننگے رہتے ہیں، یہ اتنے خونخوار ہوتے ہیں کہ آدمی تک کو کھا جاتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب وہ کسی دوسرے ملک کے باشندے کو پا جاتے ہیں، تو اس کو باندھ کر الٹا لٹکا دیتے ہیں، اور اس کی تکا بوٹی کر کے کھا جاتے ہیں، بعض جہاز رانوں کے ذریعہ معلوم

حتی علقوہ وقطعوہ قطعاً و
اکلوہ ، ولیس ھٰؤلاء القوم
ملک و غذاء ھم السمک والموز
والنارجیل وقصب السکر ولھم
مواضع یاءدون الیھا شبیھۃ
بالغیاض والآجام واکثر نباتھم
الخیزران وھم عراۃ لا یستترون
بشیٔ کذالک نساءھم ایضا و
کذالک لا یستترون فی النکاح
بل یاتونہ جھاراً ولا یرون
بذلک باساً و ربما فعل رجل
منھم بابنتہ واختہ ولیس
یری بذلک عاراً ولا قبیحا
وھؤلاء القوم سود مناکیر
الوجوہ مفلفلوا الشعر طوال
الاعناق والسوق مشوھون
جداً و بین البنیمان وجزیرۃ
سرندیب ثلٰثۃ مجار،
ومن جزیرۃ سرندیب

ہوا کر خود انکے بعض ساتھیوں کو وہ اسی طرح
صاف کر گئے ،
اُن کی نہ کوئی حکومت ہے اور نہ بادشاہ، ان
کی غذا ناریل، مچھلی، کیلا اور گنا ہے، اُن کے
مکانات بالکل جھاڑیوں کی طرح ہوتے
ہیں، اور خیزران ان کی سب سے بڑی پیداوار
ہے، مرد، عورت سبھی ننگے رہتے ہیں، یہاں کے لوگ
شادی بیاہ کے مواقع پر بھی کھلے بندوں مجمع
میں ننگے ہی چلے جاتے ہیں، اور بسا اوقات
اپنی لڑکیوں اور بہنوں سے ہی نکاح کرتے
ہیں، اور اس کو بالکل معیوب نہیں سمجھتے
ان کا رنگ کالا اور چہروں کی ساخت ڈراؤنی
اور بھونڈی ہوتی ہے، گردنیں اور پنڈلیاں
لمبی ہوتی ہیں، اس جزیرہ (انڈمان)
اور لنکا کے درمیان تین دن کی مسافت ہے

اور لنکا سے بنجیا وس کی مسافت دس دن

الیٰ جزیرۃ لنجبالوس عشرۃ ایام	دن کی ہے، اور لنجبالوس سے کلہ بارکی[۱]
ومن لنجبالوس الیٰ جزیرۃ کلہ	مسافت چھ دن کی ہے،
مسیرۃ ستۃ ایام و سنذکر	
ھذہ الجزیرۃ (فیما بعد بحول	
اللہ تعالیٰ)	
(الجزء التاسع من الاقلیم الاول)	ہندوستان اور چین کے کسی حصہ میں
.... ولا یوجد بجمیع بلاد الھند	بھی انگور اور انجیر کی پیدا وار نہیں ہوتی
والصین عنب ولا تین البتۃ	اُن کے یہاں ایک پھل (شکی و برکی) کٹھل
وانما یوجد عندھم ثمار شجر	نامی ہوتا ہے، یہ سیاہ مرچ والے علاقوں
یسمّی شکی والبرکی[۲] واکثر	(یعنی دکن و بنگال) میں زیادہ ہوتا ہے
مایکون ببلاد الفلفل وھو	اس کے درخت کا تنا موٹا اور اسکی پتیاں
شجر لہ ساق غلیظۃ وورق	کرنب[۳] کی پتیوں کی طرح ہوتی ہیں، اور
شبیہ بورق الکرنب اخضر	اُن کا رنگ سبز ہوتا ہے، اُس کا پھل
ماءۃ ولہ ثمر طول الثمرۃ منہ	چار چار بالشت تک لمبا ہوتا ہے اور
اشبار مستدیر شبیہ بالدلاع	عرض میں وہ خربوزے کی طرح ہوتا ہے
لہ قشرۃ خضراء وفی جوفھا حب	اس کا چھلکا سبز اور اس کے اندر بلوط
مثل البلوط تشوی فی النار و	کی طرح بیج ہوتے ہیں، اور یہ بیج قسطل
یوکل مثل ما یوکل القسطل وطعمھا سواء	کی طرح بھون کر کھائے جاتے ہیں اور دونوں کا مزہ

(آگرہ [illegible])

[۱] یہ بندرگاہ ہے جو ہندوستان سے چین جاتے ہوئے پڑتا ہے [۲] شکی چکی کا معرب ہے اور کلی ہندی میں کٹھل کو کہتے ہیں،

و لحم هذا الثمر اذا اكل وجد له	یکساں ہوتا ہے، اس کا گودا (گوا) کھانے
اكله طعمًا شهيا لذيذًا يجتمع	میں بڑا لذیذ، اس میں سیب امرود اور کیلے
فيه التفاح وطيب الكمثرى وبعض	جیسا ملا جلا مزا ہوتا ہے، یہ عجیب خوش مزہ [1]
طعم الموز والمقل وهو ثمر	پھل ہے، ہندوستان کے اکثر علاقوں میں
بديع الصفة شهي الطعم وهو	یہ کھایا جاتا ہے،
اجل ما يؤكل ببلاد الهند،	
وقد يوجد ببلاد الهند نباتٌ	ہندوستان میں ایک اور پھل پایا جاتا ہے
تسمى العنبا وهو شجر كبير شبيه	جسے آم (عنبا) کہتے ہیں، اس کا درخت
شجر الجوز وورقة كورقة د	... اخروٹ کے درخت کی طرح
له ثمر مثل ثمر المقل حلوا اذا	بہت بڑا ہوتا ہے اور پتیاں بھی اسی کی طرح ہوتی ہیں
عقد في اوله ويجمع في ذلك العين	اس کا پھل مقل کے پھل کی طرح گٹھلی دار

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۳) لکھتے ہیں، صاحب مخزن الادویہ لکھتے ہیں چکی ثمر درختے کہ بہندی و بنگالی کٹھل نامند در بنگالہ بہ نسبت بلاد دیگر خورد دارد و خوب می شود" (عجائب الاسفار ص ۳۱)

ابن بطوطہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اس نے لکھا ہے کہ اس کا جو پھل زمین کے قریب ہوتا ہے اس کو برکی کہتے ہیں اور وہ زیادہ شیریں ہوتا ہے اور جو اوپر لگتا ہے وہ کم شیریں ہوتا ہے ....

.... اور اس کو شکی (چکی) کہتے ہیں، غالباً ادریسی سے پہلے کسی عرب مصنف نے اس پھل کا ذکر نہیں کیا ہے [2] ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ اس کی پتیاں اخروٹ کی پتیوں کی طرح ہوتی ہیں

[1] ابن بطوطہ نے بھی اس کی لذت کی تعریف کی ہے، بابر نے بھی مزہ کی تعریف کی ہے، مگر یہ لکھا ہے کہ این بدہیئت و بدمزہ میوہ است"

فيعمل بالخل فيكون طعمه كطعم الزيتون سواءً وهو عندهم من الكوامخ الشهية،

اور نہایت ہی شیریں ہوتا ہے، اس کو سرکہ میں ڈال کر اس کا اچار بھی بناتے ہیں اچار کا مزہ بالکل زیتون کی طرح ہوتا ہے، اس کا شمار ہندوستان کے لذیذ ترین میوہ جات میں ہوتا ہے،

(الجزء العاشر من الاقليم الاول)

(جزء عاشر)

وجميع اهل الهند والصين يقتلون السارق ويودون الامانة وينصفون من انفسهم من غير احتياج الى حاكم ومصلح كل ذالك منهم طبعًا وسجيةً واخلاقًا خلقوا بها وطبعوا عليها۔

ہندوستان اور چین دونوں جگہوں میں چور کو قتل کر دینے کا رواج ہے، یہاں کے لوگ بڑے امانت دار اور منصف مزاج ہوتے ہیں، اپنے معاملات کا آپس میں پنچایت سے فیصلہ کر لیتے ہیں، ان کو عدالت اور پولیس تک جانے کی نوبت آتی ہی نہیں عام طور پر یہاں کے لوگوں کی یہی طبیعت و سیرت ہے،

وايضا فان هذا البحر الصيني مع ما يليه من بحر الصنف وبحر لاروي وبحر هركند وبحر عمان يوجد بها المد والجزر وقد حكوا عن بحر عمان وبحر فارس ان المد و

بحر چین اور اس سے متصل جو بحر صنف بحر لاروی، بحر ہند اور بحر عمان وغیرہ ہیں ان سب میں مد و جزر ہوتا ہے، اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بحر عمان اور بحر فارس میں دن رات میں دو بار مد و جزر ہوتا ہے،

يكونان فيهما مرتين في اليوم
والليلة وحكى ربانيوا البحر الهندي
والبحر الصيني ان المد والجزر
يكونان مرتين في السنة فمرة
يمد في شهور الصيف شرقًا
ويجزر صدد البحر الغربي ثم
يرجع المد غربا ستة اشهر،

اور بحر ہند اور بحر چین کے جہاز رانوں کا
بیان ہے کہ ان دونوں دریاؤں میں
سال میں دو بار مد و جزر ہوتا ہے ایک
بار گرمی کے مہینوں میں پوربی حصہ میں
مد ہوتا ہے، اور مغربی حصہ میں جزر رہتا
ہے، اور پھر دوسری ششماہی میں
مغربی حصہ میں مد ہوتا ہے، اور مشرقی
حصہ میں جزر ہوتا ہے،

وكل ما في بحر الهند والصين
من المراكب السفرية صغارًا
كانت او كبارًا فانها منشأة
من الخشب المحكم بحرزة وقد
حمل اطراف بعضه على بعض
وهندم وخرز بالليف
وجلفط بالدقيق وشحم البابه
والبابة دابة كبيرة تكون
في بحر الهند والصين منها
ما يكون طوله نحوًا من
مائة ذراع في عرض عشرين

بحر ہند اور بحر چین میں جتنے چھوٹے یا
بڑے سفری جہاز آتے ہیں، وہ بہت ہی
مضبوط لکڑی کے اور عمدہ ساخت کے
بنے ہوتے ہیں، ان میں دو بڑے لگائے
جاتے ہیں، اُن کے کنارے ایک دوسرے
پر چڑھے ہوتے ہیں، اور ان کو جوڑوں کو
سوراخ کرکے ناریل یا کھجور کی مضبوط
بٹی ہوئی رسّی سے باندھ دیا جاتا ہے، "
اُن کے اوپر آٹے اور بابہ کی چربی کی پالش
کر دی جاتی ہے، بابہ ایک بڑا دریائی جانور
ہے، جو بحر چین اور بحر ہند میں پایا جاتا ہے،

ذراعاً ينبت على سنام ظهرها
حجارة صدفية ودرر تعالج
للمراكب فكسرتها وحكي ايضاً
الربانيون انهم يرشقونها
بالسهام فتنثني عن طريقهم و
ذكروا ايضاً انهم يتصيدون
باصغر منها فيطبخونها في
القدور فيذوب جميع لحمها
ويعود شحماً مثل الماء
وهذا الدهن مشهور ببلاد اليمن في
عدن وغيرها من المدن الساحلية و
في بلاد فارس وساحل عمان وبحر
الهند والصين وهو عندهم في سد
فروق المراكب بعد خرزها،
وملوك الهند والصين ترغب
في ارتفاع ظهور الفيلة وتزيد
في ٩ وافوق تسعة اذرع الا فيلة
الاخوار فانها عشرة اذرع
واحد عشر اذرع، (صـ ۲۲)

وہ تقریباً سو ہاتھ لمبا اور ۲۰ ہاتھ چوڑا
ہوتا ہے، اس کی پیٹھ کی ہڈی کے اوپر
سیپی کی طرح کا سخت پتھر رہتا ہے جب
کبھی وہ کسی جہاز سے ٹکر لے لیتا ہے تو
اس کو پاش پاش کر دیتا ہے بعض جہازراں
بیان کرتے ہیں کہ وہ جب اسے دیکھتے
ہیں، تو اس پر تیر اندازی کرنی شروع
کر دیتے ہیں، اس وقت وہ راستہ سے
ہٹ جاتا ہے، انکا یہ بھی بیان ہے کہ وہ چھوٹے جانور
اس جانور کی چربی کا روغن یمن عدن اور دوسرے
ساحلی مقامات کے لوگ عام طور پر واقف ہیں اور
فارس اور ساحل عمان اور بحر ہند اور بحر چین کے
لوگ تو اپنے جہازوں کو رسیوں اور کیلوں سے
ٹھونکنے کے بعد اسی روغن سے اس کی درازیں بند کرتے ہیں
اور ہندوستان اور چین کے بادشاہ اونچے
سے اونچے ہاتھی رکھنے کے بڑے شوقین ہوتے
ہیں، اور وہ اس میں بڑی دولت خرچ
کرتے ہیں، عام طور پر ہاتھی کی اونچائی ۹ ہاتھ
ہوتی ہے۔ البتہ نشیبی علاقوں کے ہاتھی دس

واعظم ملوک الهند بلهرا و
تفسیر هذا الاسم ملک الملوک و
یتلوه الکمکم و بلاده بلاد الساج
و بعده ملک الطافن و بعده ملک
جابة، و بعده ملک الجزر (و
بعده غابة) و بعده دهمی، و
یحکی أن له خمسین الف فیل وله
الثیاب المخملة و من بلاده العود
الهندی، ثم یتلوه الملک المسمّی
قامرون، و یتصل ملکه بالصین

ہندوستان کا سب سے بڑا بادشاہ
بلہرا (ولبھ راے) ہے، اس کے معنی مہارا
کے ہوتے ہیں، اس سے متصل کوکن کا علاقہ
ہے، ولبھ راے کی ریاست میں ساگوان
کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد
دکن اور جابہ (جاپ) کا علاقہ ہے اس
کے بعد گجرات (جزر) اور اس کے بعد
گالسبا (غابہ) پھر دہمی (برہما)
کا علاقہ ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ ولبھ را
کے پاس پچاس ہزار ہاتھی ہیں اور کثرت
سے مخلی کپڑے اس کے پاس ہیں اس ریاست
میں عود ہندی بھی ملتی ہے! اس کے

واهل الهند سبعة اجناس
احدها الساکهریة وهم الاشراف
منهم. والملک یکون فیهم و
لا یکون فی غیرهم وجمیع الاجناس
یسجدون لهم وهم لا یسجدون
لا یسجدون لاحد.

ہندوستانی جاتیاں

ہندوستان میں
سات ذاتیں ہیں، (۱) چھتری جو یہاں
کا معزز ترین طبقہ سمجھا جاتا ہے، یہی تاج
و تخت کے مالک ہوتے ہیں، دوسرا کوئی
طبقہ اس کا مستحق نہیں سمجھا جاتا، اُن کے
سامنے ہندوستان کے تمام لوگ سرنگوں
ہوکر پاگی کرتے ہیں اور وہ کسی دوسرے کو

لہ حاشیہ ص ۱۵۹ پر دیکھیے۔

(۲) ثم البراهمة وهم عباد الهند ولباسهم جلود النمور (او غيرها من الجلود) وربما وقف الرجل منهم وبيده عصا ويجتمع اليه الناس، فيقف على رجليه يوماً الى الليل، يخطب عليهم ويذكرهم الله عز وجل و يصف لهم امر من هلك من سائر الامم الماضية و هؤلاء البراهمة لا يشربون الخمر ولا شيئاً من الانبذة، وعبادتهم الاصنام على جهة التوسط الى الله تعالى،

(۲) ان کے بعد برہمن ہیں، یہ ہندوستان کے پجاری ہیں، چیتے یا اور دوسرے جانوروں کی کھال کو بطور لباس استعمال کرتے ہیں، بسا اوقات اُن کے بعض افراد اپنا ڈنڈا لیکر کہیں کھڑے ہو جاتے ہیں، تو اُس کے گرد بھیڑ لگ جاتی ہے، وہ اس ہیئت میں بعض اوقات چوبیس چوبیس گھنٹے کھڑے رہکر وعظ و نصیحت کرتے، خدا کی یاد دلاتے اور قدیم زمانہ میں جو قومیں تباہ ہو چکی ہیں اُن کے انجام سے عبرت دلاتے ہیں، عام طور پر برہمن شراب یا کوئی نشہ آور چیز استعمال نہیں کرتے، وہ اپنی بت پرستی کو تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے ہیں (۳) تیسری جماعت کھتریوں کی ہے، یہ شراب کے عادی ہیں، لیکن دو تین پیالوں سے زیادہ اس لئے نہیں پیتے کہ کہیں بدمست نہ ہو جائیں، یہ برہمنوں کو اپنی لڑکیاں دیتے ہیں، لیکن براہمن اُن کو

(۳) [illegible]

(بقیہ حاشیہ ص ۱۵۰) ؎ عرب جغرافیہ داں اور سیاح اس کو کلم کہتے ہیں، یہ کوکن کی بگڑی ہوئی عربی شکل ہے، ٹراونکور کوچین (کیرالہ) کا یہ قدیم بندرگاہ ہے، یہاں مشرق و مغرب سے جہاز آتے جاتے تھے، ابن خرداذبہ نے

(٣) وبعدهم الجنس الثالث وهم
الكسترية، يشربون من الخمر
ثلاثة اقداح، فقط ولا يسرفون
في شربها، مخافة ان يفارقوا
عقولهم، وهذا الطبقة يتزوجون
في البراهمة والبراهمة لا تتزوج
فيهم (٤) وبعد هؤلاء الشودية
وهم الفلاحون واصحاب الزراعة
(٥) وبعدهم الفسية، وهم اصحاب
الصناعات والمهن (٦) ومنهم السندالية
وهم اصحاب اللحون وفي
نساءهم جمال مشهور (٧) ومنهم
الزكة وهم سمر، اصحاب لهو
لعب ومعازف وانواع من الآلات

ومذاهب اكثر اهل الهند
اثنان واربعون ملة: فمنهم
من يثبت الخالق (والرسل و

(٤) چوتھی جاتی شودروں کی ہے، یہ کسان
لوگ ہیں جو کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں
(٥) پانچویں جاتی ویشیوں ( ) کی ہے
یہ کاروباری اور اہل پیشہ قسم کے لوگ
ہوتے ہیں (٦) چھٹی جاتی سندالیہ یعنی
چنڈالیوں کی ہے، گانا بجانا اُن کا پیشہ
ہے، ان کی عورتیں خوبصورت ہوتی ہیں
(٧) ساتویں جاتی ڈوم ڈھاریوں کی
ہے، اُن کا رنگ گندمی ہوتا ہے یہ
لہو ولعب کے رسیا ہیں گانے بجانے کے
تمام آلات اُن کے پاس رہتے ہیں،

ہندوستان کے مذاہب | ہندوستان میں
۴۲ مذہبی فرقے ہیں بعض خدا اور انبیا
دونوں کو مانتے ہیں اور بعض خدا کے تو

(بقیہ حاشیہ ص ١٥٩) کوکن کو ولبھ رائے کی حکومت کا دارالسلطنت بتایا ہے، لیکن ادریسی اس بارے میں
خاموش ہے ۵۳ اس کے بارے میں جلد اول ص ١١ میں تفصیل آچکی ہے،

منهم مثبت الله ونفي الرسل
ومنهم من نفي الكل، ومنهم
من يتوسط بالاحجار المنحوتة
ومنهم من يتوسط بالاحجار
المكدسة، يصب عليها الدهن
والشحم ويسجد لها ومنهم
من يعبد النار ويحرق نفسه
بها، ومنهم من يعبد الشمس
ويسجد لها ويعتقد انها
الخالقة المدبرة للعالم، و
منهم من يعبد الشجر، ومنهم
من يعبد الثعابين يحوطونها
بحظائر ويطعمونها ارزاقا
مقدرة وهو يتوسلون
بها، ومنهم من لا يتعب
نفسه بعبادة شئ (ولا غيرها)
وينكر الكل، وسنذكر الامة
الهندية واحدا فواحدا بعد
هذا بعون الله وتسديده

قائل ہیں مگر سلسلہ انبیاء کے منکر ہیں، اور
بعض بالکل ناستک ہیں یعنی خدا اور رسول
کسی کو نہیں مانتے، بعض اصنام کو خدا
کے تقرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور بعض
ناتراشیدہ پتھروں یعنی پنڈوں پر گھی
اور چربی وغیرہ چڑھا کر سیس نوا کر اُن کو
وسیلۂ تقرب الٰہی بناتے ہیں،
اُن میں بعض اگنی پوجا کرتے ہیں، اور اس
سے اپنے نفس کو جلاتے اور تپاتے ہیں،
بعض سورج کی پوجا کرتے ہیں، اور اس
کے بارے میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ
عالم کا خالق اور مدبر ہے، اُن میں بعض درختوں
کی پوجا کرتے ہیں، اور بعض سانپوں، اور
اژدہوں کی، یہ سانپوں کو حفاظت سے
پالتے اور اُن کو کھلا پلا کر زندہ رکھتے ہیں
اور ان کو خدا تک پہونچنے کا ذریعہ
بتاتے ہیں، بعض ایسے بھی ہیں، جو نہ تو
کسی مخلوق کی عبادت کرتے ہیں، اور
نہ خالق کی، بلکہ سب کا انکار کرتے ہیں،

آگے ہم اور بہت سی باتیں اہل ہند کے سلسلہ میں ذکر کریں گے،

..... واهل الهند والصين كلهم لا ينكرون الخالق ويثبتونه بحكمته وصنعته الأزلية، ولا يقولون بالرسل ولا بالكتب وفي كل حال لا يفارقون العدل والانصاف،

اہل ہند اور اہل چین عام طور پر خدا کے خالق ہونے کے قائل ہیں بلکہ اس کو حکمت اور ازلیت سے بھی متصف مانتے ہیں، لیکن رسولوں اور کتب سماوی کے قائل نہیں ہیں، مگر اس کے باوجود عدل وانصاف کا دامن کبھی نہیں چھوڑتے

واهل الاقليم الاول كلهم سمر او سود فاما اهل الهند والسند والصين وكل من احتضن منهم البحر فالوانهم (سمر او سود)

اقلیم اول کے تمام باشندے گندمی یا سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں اسی طرح ہندوستان چین اور سندھ کے ساحلی باشندوں کا رنگ یا تو گندمی ہوتا ہے یا سیاہ،

..... واليا قوت بأنواعه لا يوجد الا بجزيرة سرنديب وكذلك الدابة التي في بحر اليمن وبحرهم كندالسماة بالبابة لا توجد الا في هذا البحر دون غيره .....

یاقوت کی تمام قسمیں جزیرہ لنکا کے علاوہ کہیں اور نہیں پائی جاتیں، اسی طرح دریائی جانور بابہ اسی سمندر میں پایا جاتا ہے،

اقلیم ثانی جزو سابع	الجزء السابع من الاقليم الثاني
١- اقلیم ثانی کے ساتویں حصہ میں حسب ذیل	ان المدائن التي في هذا الجزء
شہر پڑتے ہیں،	السابع من الاقليم الثاني هي كيه
(١) کیہ[1] (٢) کیز[2] (٣) ارمابیل[3] (٤) بند[4]	وكيز وارمابيل، وبند، وقصرقند
(٥) قصر قند[5] (٦) فیز بور (٧) الخور (٨) قنبلی	وفيزبور والخور، وقنبلي ومنحابري
(٩) (١٠) دیبل[6] (١١) نیرون	والديبل والنيرون والمنصورة
(١٢) منصوریہ[7] (١٣) روندان (١٤) اصقفہ[8]	وبندان واصقفه ودرک و
(١٥) درک[9] (١٦) ماسورجان (١٧) قزدار[10]	وماسورجان وقزدار وكيزكانان
(١٨) کیزکانان[11] (١٩) قدیرا (٢٠) وبسمد	وقديرا وبسمد والطوران و

ف۱ یہ سندھ کا ساحلی شہر ہے، ف۲ یہ صوبہ مکران کا پایہ تخت تھا، ف۳ اس کو دوسرے جغرافیہ نویس ارمن بلیہ بھی کہتے ہیں، یہ کسی زمانہ میں بڑے شہروں میں تھا سمندر سے صرف ½ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ دیبل اور مکران کے بیچ میں پڑتا ہے، ف۴۵ قصرقند اور بند دونوں مکران کے شہر تھے، ف۶ اس کے بارے میں پوری تفصیل پہلے حصہ میں آچکی ہے اور کچھ تفصیل آگے آئے گی، ف۷ اس کو مسلمانوں نے آباد کیا، اور ایک مدت تک سندھ کا پایہ تخت تھا، اس کو محمد بن قاسم کے لڑکے عمر نے حکم بن عوانہ والی سندھ کے حکم سے تعمیر کیا، اس علاقہ کا پرانا نام برہمن آباد تھا، محمد بن قاسم کے بعد اس علاقہ کے لوگوں نے بغاوت کر دی تھی مگر فاتح سندھ کے لڑکے نے دوبارہ اسے حاصل کیا، اسی فتح و نصرت کی خوشی میں اس شہر کا نام منصورہ رکھ دیا گیا، ف۸ یہ موجودہ پاکستان ریاست خیرپور کا حصہ ہے، ف۹ ایضاً ف۱۰ یہ صوبہ طوران کا ایک شہر تھا، مگر بعد میں ایک چھوٹی سی ریاست کی حیثیت اختیار کرلی تھی، ابن حوقل نے اپنے نقشہ میں اس کا ذکر کیا ہے، ف۱۱ اس کا اصلی نام کیکان تھا جسے عربوں نے قیقان اور کیزکان کر دیا ہے، اب یہ علاقہ قلات کہلاتا ہے،

الملتان والجندرور والسندور
والرور، واتری وقالری وبشری
ومسوام وسدوسان وبانیہ
وماھل وکنبایہ وسوبارہ و
سندان وسیمور واساول و
قلہرہ ورامسک وشہروسان
وکوشہ وکشد وسورہ ومنتشہ
ومحیاک ومالون وقالیرون وطبین

(۲۱) الطوران[1] (۲۲) ملتان[2]، (۲۳)
جندور (۲۴) سندھور (۲۵) اور (۲۶)
اتری (۲۷) قالری (۲۸) بشری،
(۲۹) مسوام (۳۰) سدوسان،
(۳۱) بانیہ[3] (۳۲) اصل، (۳۳) کنبایہ[4]
(۳۴) سوبارہ[5] (۳۵) سندان (۳۶)
سیمور (۳۷) اساول (۳۸) قلہرہ،
(۳۹) رامسک (۴۰) شہروسان (۴۱)
کوشہ (۴۲) کشد (۴۳) سورہ (۴۴)
منتشہ (۴۵) محیاک (۴۶) مالون (۴۷)
قالیرون (۴۸) طبین،

---

[1] سندھ اور مکران کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست تھی، جس کے دارالسلطنت کا نام بھی طوران تھا غالباً بعد میں اس کا دارالسلطنت قزدار ہو گیا، [2] اس کی تفصیل پہلے بھی آچکی ہے اور آئندہ صفحات میں بھی کچھ تفصیل آئے گی، [3] اتری، قالری، سدوسان اور بانیہ وغیرہ سندھ کے شہر تھے

[4] یہ کھنبایت کی عربی شکل ہے، یہ صوبہ گجرات کا ساحلی شہر ہے، یہ جگہ بید، ناریل، چاول اور شہد کے لئے مشہور تھی، یہاں کے بنے ہوئے جوتے ساری دنیا میں برآمد کئے جاتے تھے،

[5] یہ تینوں شہر سندھ کے علاقہ میں پڑتے ہیں سوبارہ اصل میں سوپارہ اور صیمور چیمور ہے، سوپارہ اور سندان سمندر سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع تھے، چیمور سے لنکا کا فاصلہ ۱۰۰ میل رہ جاتا ہے،

ان مقامات کے جاے وقوع اور فاصلے کے بارہ میں ادریسی کی راے

پہلے حصہ میں ان مقامات کی تشریح کے سلسلہ میں ابن حوقل اصطخری اور مسعودی وغیرہ کے بیانات کا کچھ خلاصہ آچکا ہے، اور کچھ باتیں اوپر حاشیہ میں درج کردی گئی ہیں، اب خود ادریسی نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے، جہاں اس کے اور دوسرے جغرافیہ نویسوں کے بیان میں اختلاف ہوگا، حتی الامکان اس کی نشاندہی دی جائے گی،

وفی بحر ھذہ الجزء جزیرۃ	بحر ہند کے اس حصہ میں جزیرہ
تارۃ وجبلا کسیر وعویر والدردور	تارہ اور کسیر[1] وعویر اور دردور کے پہاڑ
وجزیرۃ الدیبل وفیھا مدینۃ	پڑتے ہیں اسی میں جزیرہ دیبل ہے اسی
کسکھار وجزیرۃ اوبکین وجزیرۃ	حصہ میں کسکھار[2] شہر، جزیرہ اوبکین، جزیرۂ
المید وجزیرۃ کولم لی وجزیرۃ السندان	مید[3] اور جزیرہ کولم لی اور سندان کا ذکر ہے
وفی کل ھذہ الاقالیم امم	اور جن شہروں، صوبوں اور علاقوں
وعالم مختلفوا الادیان واللباس	کا ذکر ہوا ہے، ان میں مختلف قومیں
والعادات، وھا ثمن لکل ذلک	اور مختلف گروہ آباد ہیں جن کا دین

---

[1] یہ غالباً کیرتھر کی بگڑی ہوئی شکل ہے، جو سندھ کا مشہور پہاڑی سلسلہ ہے، یہی سلسلہ سندھ کو بلوچستان سے علیحدہ کرتا ہے، [2] سندھ میں سکروارہ ایک ندی کا نام ہے، ممکن ہے اس نام کا کوئی شہر بھی ہو جس نے کسکھار کی شکل اختیار کرلی ہو،

[3] جزیرۂ مید ممکن ہے جزیرۂ مید سے مراد جزیرۂ منوارہ ہو جو کراچی سے تھوڑے فاصلہ پر بحر عرب میں واقع ہے، یا سندھ کی قدیم قوم میدؔ کے علاقہ کو جزیرۂ مید کہا گیا ہو، عمران برمکی نے اس علاقہ میں ایک پل بنوایا تھا،

واصفون وعند بعضهم من
ذلك مخبرون، وبالله التوفيق،

بحر فارس (بحر عرب) کا
شرقی حصہ

فنقول ان اوّل هذا الجزء مما يأخذ من
شرقي البحر الفارسي،

فاما جنوبه ففيه مدينة
الديبل، ومدينة الديبل كثيرة
النّاس، جدبة الارض قليلة
الخصب، ليس بها شجر ولا نخل
وجبالها جرد وسهولها قشفة،
عديمة النبات، واكثر بنيانهم
بالطّين والخشب، وانّما سكنها
أهلها بسبب أنّها فرضة لبلاد
السند وغيرها، وتجارات أهلها
من وجوه شتى واسباب متفرقة
يتصرفون فيها

وايضا ان مراكب العمانيين

مذہب اور لباس وعادات مختلف ہیں
اُن کے بارے میں کچھ ذرائع سے جو
باتیں معلوم ہوئی ہیں ان کو ہم بیان

اس اقلیم کا پہلا حصہ بحر فارس کے
مشرق سے شروع ہوتا ہے،

بحر فارس کے جنوب میں دیبل ہے،
یہ شہر آباد ومعمور ہے، مگر یہاں کی زمین بنجر
اور بہت کم زرخیز ہے، نہ اُس میں درخت
اُگتے ہیں، نہ کھجور، اس کے پہاڑ بالکل
چٹیل اور میدان بالکل بے آب وگیاہ
ہیں، یہاں کے لوگ مکان لکڑی اور
مٹی کے بناتے ہیں، یہاں کی آبادی
اس وجہ سے ہے کہ یہ سندھ اور دوسرے
مقامات کی بندرگاہ ہے، متعدد وجوہ
کی بنا پر یہاں کے لوگوں کی تجارتیں
قائم ہیں، اور ان کو مختلف قسم کے سامان
کے لین دین کا موقع ملتا ہے،

یہاں عمان کے جہاز مختلف قسم کے

تقصدها بأمتعتها وبضائعها،
وقد ترد عليها مراكب الصين
والهند بالثياب والامتاع
الصينية والافاوية العطرية
الهندية، فيشترون من
ذلك جزافاً لانهم اهل يسار
واموالهم كثيرة، فيمسكونها،
حتى اذا سارت المراكب
عنهم وخلت السلع اخرجوا
امتعتهم وباعوا وسفروا الى
البلاد وقارضوا وتصرفوا في
اموالهم كيف شاءوا،

سامان اور ضروریات کی چیزیں لے کر
آتے ہیں، چین اور ہندوستان کے جہاز
کپڑے، چینی مصنوعات اور ہندوستانی عطریات لیکر
لنگر انداز ہوتے ہیں، یہاں کے باشندے
چونکہ بڑے خوش حال اور دولت مند ہیں
اس لئے پورے پورے جہاز کے سامان
کو تخمینی قیمت لگا کر خرید لیتے اور ذخیرہ
کر لیتے ہیں، جب یہ جہاز اپنے ملکوں
کو واپس چلے جاتے ہیں، اور بازار سامان
سے خالی ہو جاتے ہیں تو یہ اپنا سامان باہر
نکالتے، اور من مانے طریقے سے فروخت
کرتے ہیں، اُن کو باہر بھی لے کر جاتے ہیں
اور ادھار بھی دیتے ہیں، غرض جس طرح
چاہتے ہیں، وہ تصرف کرتے ہیں،

دیبل کا جائے وقوع

وبين الديبل وموقع نهر
مهران الاعظم ستة اميال
في جهة المغرب منها،

دریائے سندھ جہاں گرتا ہے اس کے
مغرب جانب چھ میل کے فاصلہ پر دیبل
واقع ہے،

نیرون

وبين الديبل الى نيرون

دیبل سے ۳ مرحلہ یعنی ۹۰ میل پر

في غربي مهران ثلث مراحل	نیرون ہے، یہ شہر دیبل اور منصورہ کے
وهي في وسط الطريق الى المنصورة	درمیان پڑتا ہے، جو شخص دیبل سے منصورہ
وبها يجوز نهر مهران من جاء	جانا چاہے گا، اسے نیرون ہی کے پاس
من الديبل يريد المنصورة،	دریائے سندھ کو عبور کرنا پڑے گا،
والنيرون مدينة ليست	نیرون کا نہ تو رقبہ ہی بڑا ہے اور
بالكبيرة ولا بالكثيرة الاهل،	نہ آبادی زیادہ ہے، اس میں ایک
عليها حصن حصين واهلها	بہت مضبوط قلعہ ہے، یہاں کے باشندے
مياسير ولهم قليل شجر ومنها	بڑے خوش حال ہیں، درخت و نباتات
الى المنصورة ثلث مراحل	یہاں بہت کم ہیں، یہاں سے منصورہ کا فاصلہ
وبعض مرحلة،	۷۳ میل سے کچھ زیادہ ہے،
منصورہ | والمنصورة مدينة يحيط	منصورہ کو دریائے سندھ کی ایک
بها ذراع من نهر مهران لا يبعد	شاخ گھیرے ہوئے ہے، اور دریائے
عنها. وهي على معظم مهران من	سندھ جہاں سے مغرب کی جانب مڑتا ہے
جانب الغربي،	وہیں واقع ہے،
دریائے سندھ کی دو شاخیں | ومهران ياتي من منبعه حتى	دریائے سندھ اپنے منبع سے تالری
اذا وصل الى مدينة تالري التي	تک ایک ہی رہتا ہے لیکن جب تالری
هي في غربي النهر وبينها وبين	پہنچتا ہے، تو اس کی دو شاخیں (مغربی
المنصورة مرحلة انقسم قسمين	و مشرقی) ہو گئی ہیں، تالری اس مغربی
وسار معظمه الى المنصورة	شاخ پر واقع ہے اور منصورہ سے اس کا

ودر النهر الثاني منه آخذاً
مع الشمال الى ناحية شرق شمال
ثم اخذ راجعاً في جهة المغرب
الى ان يلتصق بصاحبه وهو
القسم الثاني من النهر وذلك
اسفل مدينة المنصورة
وعلى نحو اثني عشر ميلاً منها
فيصيران واحداً ويمرنهما
الى ديرون ثم الى البحر۔

فاصلہ ۱۲ میل ہے۔ اس کی بڑی شاخ منصورہ
تک جاتی ہے، اور دوسری شاخ وہاں سے
شمال کی جانب شروسان کی طرف چلی جاتی
ہے؛ ....

....

پھر یہ شاخ مغرب کی جانب مڑتی ہے
یہاں تک کہ پھر اپنی دوسری شاخ سے
مل جاتی ہے۔ یہ دوسری شاخ جو منصورہ
کے نشیب سے گذرتی ہے، پھر بارہ میل
کے بعد دونوں شاخیں ایک ہو جاتی ہیں۔
پھر یہ دریائے سندھ دیرون سے ہوتا ہوا
سمندر (بحر عرب) میں گر جاتا ہے؛

ومقدار المنصورة في
الطول نحو ميل في عرض ميل
وهي مدينة حارة بها نخل
كثير وقصب سكر وليس بها
شيء من الفواكه الا نوع
من الثمر على قدر التفاح يسمونه
الليمونة، وهو حامض شديداً

منصورہ کا رقبہ طول و عرض میں
میل در میل ہے۔ آب و ہوا گرم ہے۔
کھجوروں اور گنے کی پیداوار کثرت سے
ہوتی ہے۔ میوہ جات و فواکہات کی پیداوار
یہاں بالکل نہیں ہوتی، البتہ ایک پھل
سیب کے برابر پیدا ہوتا ہے جسے یہاں
کے لوگ لیمونہ (لیمون یا نگی) کہتے ہیں

الجوهرة، ولهما فاكهة أخرى
تشبه الخوخ وتقارب به في الطعم

یہ بہت ہی زیادہ ترش ہوتا ہے۔ یہاں
ایک پھل اور ہوتا ہے جس کا مزہ شفتالو
کی طرح ہوتا ہے،

ومدينة المنصورة محدثة
بناها المنصور (من بني العباس)
في صدر دولته، فنسبت إليه
وبناها الملك الملقب بالمنصور
أربع مدن بأربعة طوالع و
قد رأى في علمه (في ذلك)
أنها لا تخرب أبداً (واحد
هذه البلاد الأربعة) بغداد
في العراق، وهذه المنصورة
في السند، والمصيصة على بحر
الشام والرافقة بأرض الجزيرة
والمنصورة مدينة كبيرة

منصورہ ایک نو آباد شہر ہے، جسے
منصور عباسی[1] نے اپنے ابتدائی زمانۂ خلافت
میں آباد کیا تھا، اور اسی کے نام سے
منسوب ہو گیا، اس نے چار طوالع میں
چار شہر آباد کئے، اور ان کے بارے میں
اسے یہ گمان تھا کہ یہ کبھی برباد نہ ہوں گے،
ان چاروں میں ایک بغداد عراق میں،
منصورہ سندھ میں، مصیصہ بحر شام
کے کنارے اور رافقہ جزیرہ میں ہے،
منصورہ کا رقبہ بھی بڑا ہے اور وہ

---

[1] ادریسی کا یہ بیان صحیح نہیں ہے، اس کو منصور و منصورہ کے نام کی وجہ سے دھوکہ ہوا، اوپر ذکر آ چکا ہے کہ اس کو فاتح سندھ محمد بن قاسم کے لڑکے عمرو نے والی سندھ حکم بن عوانہ کے حکم سے بنایا تھا۔ اور یہ فتح و نصرت کی خوشی میں آباد کیا گیا تھا، اس لئے اس کا نام منصورہ رکھا گیا۔

فيها بشر كثير وتجار مياسير
وأموال ماشية وزروع وحدائق
وبساتين وبناءها باللبن والآجر
والجص وهي فرجة المساكن
ولأهلها نزاهات وأيام وراحات
والتجار بها كثيرون والأسواق
قائمة والأرزاق دارة، و
زيهم ولباسهم عامتهم زي
العراقيين. وملوكهم يتشبهون
بملوك الهند في لباس القراطق
وإسبال الشعور.

آبادی بھی کثیر ہے، یہاں بڑے بڑے
مالدار تاجر ہیں، یہاں کی عام دولت
جانور کھیتی اور باغات ہیں، اُن کے مکانات
کچی اور پکی اینٹوں اور چونے کے بنے
ہوتے ہیں، شہر کشادہ ہے، اُن کے
باشندوں کے لئے بہت سی تفریح گاہیں
اور آرام کے اوقات ہیں، یہاں تاجر
کثرت سے ہیں، بازار بھی آباد اور
ضروریات زندگی کثرت سے ملتی ہیں، یہاں
عام لوگوں کی وضع قطع اور لباس عراقیوں
کی طرح ہوتا ہے، (یہ عربوں کے اثر
کی وجہ سے تھا) البتہ یہاں کے حکمران
ہندوستان کے راجاؤں کی طرح کرتے
پہنتے اور جٹائیں رکھتے ہیں،

ودراهمهم فضة ونحاس
ووزن الدرهم عندهم خمسة
دراهم، وربما جلبت إليهم
الدراهم الطاطرية فيتعاملون
بها.

ان کے سکے یعنی دراہم چاندی و تانبے
سے بنتے ہیں، اُن کے ایک درہم کا وزن
پانچ (عربی) دراہم کے برابر ہوتا ہے،
اور کبھی کبھی طاطری دراہم بھی
یہاں آجاتے ہیں، اور ان سے بھی خرید

فروخت اور لین دین کرتے ہیں،

ویصاد بهذه المدينة حوت كثير، واللحم بها رخيص والفواكه محمولة اليها وبها يسير فواكه، واسم المنصورة بالهندية بامیرمان،

یہاں مچھلیاں بہت آتی ہیں اور گوشت بھی بہت سستا ہے کچھ پھل یہاں بھی پیدا ہوتے ہیں، مگر زیادہ تر یہ باہر سے آتے ہیں،

ہندی زبان میں منصورہ کا نام بامیران ہے،

سندھ کے بعض اور شہروں کے نام یہ ہیں

وهي والديبل والنيرون وبانية وقالري واتري و سدوسان والجندرود، و السندرود والمنجابري وبسمد والملتان - كل هذه المدن

(۱) دیبل، (۲) نیرون، (۳) بانیہ (۴) قالری، (۵) اتری (۶) سدوسان (۷) چندور (۸) سندور (۹) منجابری (۱۰) بسمد (۱۱) ملتان، ان تمام شہروں کا شمار سندھ میں ہوتا ہے،

[illegible]

فاما بانية فهي مدينة صغيرة كثيرة النعم، خصبة الاسعار واهلها اخلاط ولهم نزاهة عيش وكثرة خصب على انفسهم واكثرهم مياسير،

بانیہ ایک چھوٹا سا شہر ہے ہر طرح کا سامان زیست کثرت سے اور ارزاں ملتا ہے، یہاں کے باشندے مختلف رنگ و نسل کے ہیں، ان کو ہر طرح کا فراغت عیش اور زرخیزی حاصل ہے، ان کی اکثریت دولتمند ہے

ومن هذه المدينة الى المنصورة، ثلث مراحل. او منها الى ماهل ست مراحل ومن الدبيل الى هذه المدينة مرحلتان.

بانیہ سے منصورہ کا فاصلہ چھتیس میل ہے، اور بانیہ سے ماہل ۷۲ میل ہے، اور دیبل سے بانیہ چوبیس میل ہے،

ومنها الى ماهل الى كنباية على البحر مفازة متصلة، لا عامر بها ولا انيس. وماؤها قليل، وليس لاحد بها سلوك لوحشة ارضها وبعد اقطارها.

بانیہ سے ماہل اور پھر ماہل سے کھنبایت تک سمندر کے کنارے صحرا کا ایک سلسلہ ہے، اس میں نہ کوئی آبادی ہے، اور نہ دور دور تک کسی انسان کا پتہ ہے، پانی کی شدید قلت ہے، اس کی وحشت کی اور راستہ کی دشوار گذاری کی وجہ سے کوئی شخص اس سے گذرنے کی ہمت نہیں کرتا۔

ومدينة ماهل بين الهند والسند،

ماہل شہر ماہل ہندوستان اور سندھ کے درمیان ہے،

وفي اطراف هذه المفازة قوم يسمون الميد[1]، والميد

میڈ قوم | اس صحرا کے کناروں پر میڈ قوم کے لوگ آباد ہیں، یہ خانہ بدوش قسم

---

[1] میڈ اور جاٹ سندھ میں دو قدیم قومیں ہیں، میڈ وحشت ناکی اور لوٹ مار میں مشہور تھے، اسی وجہ سے اپنی رہائش کے لئے انھوں نے صحرا کا قرب پسند کیا تھا۔

سرحالة ينتهون الى اطراف هذه
المفازة وتتصل مراعيهم و
جولانهم الى ماهل، وهم
قوم عددهم كثير وجمعهم
غزير ولهم ابل واغنام، و
قد ينتهون في اكثر الاوقات في
مسارحهم الى الرور على شط
نهر مهران، ومن بها زادوا
فوصلوا قرب حدود مكران،
والرور مدينة حسنة كثيرة
الناس جليلة كثيرة، الجمع
عامرة الاسواق نافقة التجارات
وهي حصينة عليها، سوران
ويمر النهر بها من جهة المغرب
واهلها في رفاهة وخصب عيش
وهي في قدرها تضاهي الملتان

کی قوم ہے، جو روزی اور چارے کی تلاش
میں صحرا کے اردگرد چکر لگاتی رہتی ہے، ان کی
چراگاہیں اور دوڑ ماہل تک رہتی ہے،
ان کی تعداد بہت ہے اور آپس میں بڑا
گہرا اتحاد ہے، یہ اونٹ اور بکریاں پالتے
ہیں، اکثر اُن کی تگ و دو رور تک ہو جاتی
ہے، جو دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے،
کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ مکران
کے حدود میں داخل ہو جاتے ہیں،
رور[1] بہت ہی خوبصورت اور آباد شہر ہے،
یہاں کثرت سے میلے ٹھیلے ہوتے رہتے
ہیں، بازار بھرا رہتا ہے، اور تجارت کی
ایک نفع بخش منڈی ہے، یہ شہر ایک قلعہ
ہے، جس کے اردگرد دو شہر پناہیں بنی
ہوئی ہیں، اُن کے مغربی حصہ سے دریائے
سندھ بہتا ہے، یہاں کے لوگ نہایت
خوشحال اور فارغ البال ہیں، یہ اپنی
شان و شکوہ میں ملتان کا مقابلہ کرتا ہے،

---

[1] ہندوؤں اور مسلمانوں کے ابتدائی زمانہ تک سندھ کا سب سے مشہور اور آباد شہر تھا، جو دریائے سندھ

اتری اور بسمد

ومن الرور الى بسمد ثلث مراحل وكذلك من الرور ايضا الى اترى اربع مراحل،

روڑ سے بسمد کا فاصلہ ۹۰ میل ہے، اور روڑ سے اتری ۱۲۰ میل ہے،

ويتصل بحد مدينة اترى مدينة قالرى وبينهما مرحلتان

اتری سے قریب ہی قالری ہے دونوں میں دو مرحلہ کا فاصلہ ہے،

قالری

ومدينة قالرى على شط نهر مهران السند فى غربيه وهى مدينة حسنة حصينة، محاسنها ا هرة وخيراتها وافرة ومتاجرها رابحة، وعلى قرب منها بجهة الغرب ينقسم نهر مهران قسمين، فيمر معظمه غربا حتى يصل ظهر المدينة المسماة بالمنصورة، وهى فى غربية

قالری دریائے سندھ کے مغربی حصہ پر واقع ہے، یہ شہر بڑا حسین، اور محفوظ ہے، اس کے محاسن عیاں اور اس کی سیر چشمیاں بے شمار ہیں، تجار کے لئے یہ بڑا نفع بخش مقام ہے، قالری کے قریب ہی مغرب جانب سے دریائے سندھ دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے، اس کا پہلا بڑا حصہ مغرب سے گذر کر منصورہ کی پشت سے گذرتا چلا جاتا ہے، منصورہ بالکل اس کے مغرب

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۴) کے رُخ بدل دینے کی وجہ سے برباد ہو گیا، اب یہ روڑ نئے نام سے دریائے سندھ کے کنارے ایک گاؤں رہ گیا ہے،

(تاریخ سندھ ص ۱۲)

ويتزل القسم الثاني مع الشمال
والكثير في جهة المغرب تحرسه
اخذاً في جهة الشمال ثم في
جهة الغرب الى حين تمس
بصاحبه اسفل المنصورة
على نحو اثني عشر ميلا

ہیں۔ اتنی ہے اور دوسرا حصہ شمال
مغرب کی طرف مڑ جاتا ہے، پھر یہاں
سے کچھ دور شمال کی طرف پھر مغرب کی
طرف اس کا رخ ہو جاتا ہے، ۱۲ میل
تک دونوں حصے الگ الگ رہنے کے
بعد پھر منصورہ کے قریب یہ دونوں
مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔

ومدينة قالرى مدينة
متنحية عن الطريق وقاصده
كثير لحسن معاملات اهلها و
منها الى المنصورة مرحلتان
يكون عدد اميالها اربعين ميلا
ومن قالرى الى مدينة شروسان
ثلث مراحل۔

قالری عام تجارتی راستے سے ہٹا ہوا ہے
یہاں کے باشندوں کے حسن معاملہ کی وجہ
سے بہت کثرت سے لوگ آتے رہتے ہیں
اور منصورہ سے قالری کا فاصلہ ایک
مرحلے یعنی تقریباً چالیس میل ہے۔

شروسان (یا سدوسان)

ومدينة شروسان حصينة
المقل اركثيرة لعيون الانهار
اسعادها رخيصة ونعمها
مركبة والاهلها [illegible]

قالری سے شروسان ۶۰ میل ہے
اپنی آبادی اور رقبے کے لحاظ سے عظمت بڑا
شہر ہے، کثرت سے ندیاں اور چشمے ہیں
ضروریات کی تمام چیزیں یہاں مل بھی

وتجارتهم حسنة والقاصد
إليهم كثير والبضائع عندهم
نافقة،

جاتی ہیں، اور ارزاں بھی، یہاں کے
باشندے کھاتے پیتے ہیں، ان کا تجارتی
کاروبار بھی اچھا ہے، یہاں باہر سے
زیادہ تاجر و سیاح لوگ آتے رہتے
ہیں، یہاں کی مصنوعات اور پیداوار
اچھی خاصی نفع بخش ہوتی ہے،

منجابری

ومنها الى مدينة منجابري
ثلث مراحل غربا، ومدينة
منجابري مدينة في وطاء من
الارض حسنة البناء بهيجة
الارجاء وفيها مزارع وبها
جنات، وشرب اهلها من
العيون والانهار، ومن هذه
المدينة الى مدينة فيروزن
ست مراحل وكذلك من
مدينة منجابري الى الديبل
مرحلتان. والطريق من
الديبل الى فيروزن على منجابري
وبين فيروزن ومنجابري

شروسان سے منجابری ۳۶ میل
مغرب میں ہے، منجابری کی سرزمین
بڑی ہموار اور زرخیز ہے، اس کی عمارتیں
خوبصورت اور اس کے اطراف دلفریب
بڑے خوش منظر ہیں، اس میں باغات
بھی ہیں، اور کھیتی باڑی بھی، یہاں
کے باشندے ندی یا چشمے کا پانی پیتے
ہیں، یہاں سے فیروز پور ۲۰۶ میل ہے
اسی طرح یہاں سے دیبل کا فاصلہ
میل ہے، اور دیبل سے فیروز پور کا راستہ
منجابری کے اوپری حصے سے جاتا ہے-

فیروز پور اور منجابری کے درمیان

مدينة تسمى الخور وهي مدينة
صغيرة عامرة،

فیزپور — واما مدينة فيربون فمدينة
عامرة بالناس والتجار واهلها
اصحاب اموال، وفيهم حسن
معاملة وسلامة واجتناب
الريب ورقة ذاتهم اعفاء نبلاً
ومدينة فيربون من بلاد مكران

شہر خور ہے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے
مگر آباد ہے،
فیز پور عام لوگوں اور تاجروں سے
آباد ہے، عام طور پر یہاں کے لوگ
دولت مند ہیں، ان میں سلامت روی
بھی ہے، اور خوش معاملگی بھی، یہ لوگ
اور شبہات سے دور رہتے ہیں، اور پاکبازی
اُن میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے، یوں
سیاسی حیثیت سے فیز پور کا شمار ہوتا
مکران میں ہوتا ہے،

مکران کے شہر وقصبات — ومن مدنها ايضاً
كيز وبدرك وراسك، وهي مدينة
الخروج، ومدينة بِه وبنل، و
قصر قند، واصقفة وفلفهره
ومشكي، والتيز، والبلين وهذه
كلها مدن من مكران، وهي
بلاد متصلة ونواح واسعة
عريضة والغالب عليها المفاوز
والقحط، والضيق،

مکران کے شہروں میں کیز، درک
راسک، اس کا شمار خروج کے شہروں میں
ہوتا ہے، بہ، قصر قند، اصقفہ، فلہرہ، مشکی
تیز، بلین، یہ تمام شہر وقصبات ہیں جو
مکران کے حدود میں ہیں، ایک دوسرے
سے قریب قریب ہیں، یہ خطہ نہایت وسیع
وعریض ہے، مگر اس کا بیشتر حصہ صحرا ہے
جس کی وجہ سے قحط اور تنگ دستی کا دور
دورہ رہتا ہے،

کیز[1]	واکبر مدن منها مدینة	مکران کا سب سے بڑا شہر کیز ہے یہ اپنی
	کیز، وهی تقارب الملتان فی	وسعت وآبادی کے اعتبار سے ملتان
	مقدارها، وبها نخل کثیر	کے برابر ہے، یہاں کھجور کی پیداوار کثرت
	ومزارع متصلة واسعار	سے ہوتی ہے اور دور تک زرخیز زمینوں
	موافقة وتجارات کثیرة،	کا سلسلہ چلا گیا ہے، اشیاء کی قیمت مناسب
		اور تجارت کی گرم بازاری ہے،
تیز[2]	ولقربها فی جهة المغرب	کیز سے قریب ہی پچھم جانب تیز ہے، یہ
	مدینة التیز والتیز علی البحر	سمندر کے کنارے آباد ہے، یہ چھوٹا مگر
	مدینة صغیرة مشهورة	آباد شہر ہے، یہاں ایرانی جہاز لنگر انداز
	عامرة تقصدها مراکب	ہوتے ہیں، اور یہاں عمان اور جزیرہ کیش
	فارس ویسافر الیها من مدینة	سے جو بحر فارس کے وسط میں واقع ہے
	عمان، ومن جزیرة کیش فی	لوگ سفر کرکے آتے ہیں، تیز سے کیز کا
	وسط بحر فارس الیها نحو	فاصلہ ۸۰ میل ہے، اور کیز سے فیربوز
	مجری وافر، ومن التیز الی کیز	دو بڑے مرحلے پر واقع ہے،
	نحو من خمس مراحل، ومن کیز	
	الی فیربوز مرحلتان کبیرتان	
	وبین مدینة کیز وارمابیل	کیز اور ارمن بیلہ (ارمابیل) کے درمیان
	اقلیمان متجاوران یسمّی احدهما	دو ملی ہوئی ریاستیں ہیں[3] جن میں سے ایک کا نام

---

۱ اس وقت یہ صوبہ مکران کا دارالسلطنت تھا، ۲ اس وقت مشہور بندرگاہ تھا، ۳ ادریسی نے لفظ اقلیم کبیر

الرّاهون والآخر كلوان، فامّا
كلوان فهي من مكران وتنضم
الى اعمالها، والاقليم الثاني
المسمى بالراهون من حدّ
المنصورة، وهذان الاقليمان
بهما زروع كثيرة ومكاسب
جليلة وثمارها قليلة وانما
عمدة اهلها على المواشي
من الابقار والاغنام،

راہون اور دوسرے کا نام کلوان ہے کلوان
مکران میں پڑتا ہے اور اس کا ایک پرگنہ ہے
اور راہون منصورہ کے حدود میں ہے ان دونوں
ریاستوں میں زراعت کی کثرت اور ذرائع
معاش کی بہتات ہے، البتہ یہاں پھل کم
پیدا ہوتے ہیں، یہاں کی بیشتر آبادی کا
دارحیات بکریوں اور گایوں کے اوپر ہے

ارمابیل

ومن اراد النهوض من
فيروزا الى ارض مكران، فطريقه
على كيز، ومن مدينة كيز الى
مدينة ارمابيل من مكران
مرحلتان،

جو شخص فیروز پور (پنج گور) سے مکران
جانا چاہے گا، اس کو راستہ میں کیز ملے گا
اور کیز سے ارمابیل ۲۴ میل ہے،

وهي مدينة على قدر فيروز
او نحوها وبها عمارات حدائق
ومتنزهات، واهلها مياسير

ارمابیل اپنی حیثیت میں فیروز پور کے
قریب قریب برابر ہے یہاں بھی عمارتیں
باغات اور تفریح گاہیں ہیں، یہاں کے

(بقیہ حاشیہ ص ۱۷۹) کیا ہے جس کا عام مفہوم ملک ہے مگر یہاں مراد قصبات اور ریاست کے ہیں، اور یاقوت کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ اقلیم کا لفظ ان تمام مفہومات میں بولا جاتا ہے،

قنبلی ومن مدینة ارمابیل الی مدینة قنبلی مرحلتان، و مدینة قنبلی تقابل ارمابیل فی القدر وحسن المبانی و کثرة العمارات واتساع الاحوال والمال، وبین قنبلی والبحر میل ونصف میل وارمابیل وقنبلی مکانهما بین الدیبل ومکران،

قنبلی ارمابیل سے قنبلی ۶۴ میل دور واقع ہے قنبلی بھی اپنی قدر و منزلت عمارتوں کی خوبصورتی، آبادی کی کثرت، خوشحالی اور دولت مندی کے اعتبار سے ارمابیل ہی کی طرح ہے، قنبلی اور سمندر کے درمیان محض ۱½ میل کا فاصلہ ہے اور قنبلی اور ارمابیل دونوں کا جائے وقوع دیبل اور مکران کے بیچ میں ہے۔

دُرک ومن مدینة فیربوز الی درک ثلث مراحل ودرک مدینة جلیلة کبیرة عامرة وبها تجارات کثیرة وبضائع نافقة واقالیم متصلة، و شرب اهلها من عیون و آبار، وفی جهة المغرب مائلا مع الجنوب جبل کبیر منیع ویسمی الجبل الملح (و انما سمی بذلک لان الکثر

پنج گور (فیربوز) سے درک ۳ مرحل پر درک بہت ہی شاندار عظیم اور آباد شہر ہے تجارت کی گرم بازاری ہے، مصنوعات اور سامان تجارت اچھے داموں پر فروخت ہو جاتے ہیں، آبادیاں ایک دوسرے سے ملی جلی ہیں، یہاں کے لوگ چشموں اور کنوؤں کا پانی پیتے ہیں، اس کے جنوب مغرب میں ایک بہت بڑا اور دشوار گذار پہاڑ ہے جس کو الجبل الملح "نمک کا پہاڑ" کہتے ہیں، اس کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے

میاہ ملحة. وبه عمارات وقری،

راسک | ومن درک الی راسک ثلاث مراحل. ومدينة راسک اهلها خوارج ولها اقليمان يدعی احدهما الخروج والثانی يدعی كيزكانان وبهذه المدينة واقاليمها قَصَب السكر كثير وَالفانيذ يَعمَل بِهَا كثيرا ويجهز به مِنهَا الی سائر الآفاق،

ملکان اور قصران | وقد يُعمَل بناحية ماسکان ايضًا سکر كثير وفانيذ وكذلك اقليم قصران يزرع به قصب السكر كثيرا فيعمل منه السكر وَالفانيذ كثيرًا شرقًا وغربًا

کر اس کا یعنی اس کے چشموں کا پانی زیادہ تر کھاری ہوتا ہے، اس کے دامن میں بہت سی عمارتیں اور دیہات ہیں۔

درک سے راسک تین منزل ہے، راسک کے باشندے خارجی ہیں، اس کے دو حصے ہیں، ایک کو خروج[1] اور دوسرے کو کیزکانان[2] یہاں اور اس کے ملحقہ اور متعلقہ علاقوں میں گنے کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے، اور زیادہ تر اس سے شکر اور مصری تیار کرکے ساری دنیا میں بھیجی جاتی ہے،

اسی طرح ملکان اور قصران کے علاقوں میں بھی گنا کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اور اس کی مصری بنا کر ساری دنیا میں بھیجی جاتی ہے، یہ دونوں مقامات طوران سے ملے ہوئے ہیں یہاں کی عام آبادی بھی خارجی المسلک

---

[1] دوسرے جغرافیہ نویسوں نے راسک کو ریاست خروج کا صدر مقام بتایا ہے، لیکن ادریسی نے اسے خروج اور کیزکانان دونوں کا صدر مقام بتایا ہے، ممکن ہو کہ ادریسی کے زمانہ میں سیاسی تبدیلی ہو گئی ہو، [2] کیزکانان کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ یہ موجودہ قلات ہے، عام عرب جغرافیہ نویسوں نے اسے صوبہ طوران کا دارالسلطنت بتایا

وقصران وماسكان بجا وسهان الطوبران وعامتها اهلها والغالب عليها الشراة،

اور اسی کی یہاں حکومت بھی ہے،

مشکی

ويتصل بنواحي مكران مدينة مشكي وهي عامرة بالناس وفي اهلها (منعة وشدة باس) وبها نخل وزروع وابل وتحمل من الفواكه الصردية،

مکران کے نواحی میں مشکی ہے، یہ شہر بھی آباد اور پُر رونق ہے، یہاں کے لوگ بڑے بہادر اور جنگ جو ہیں، یہاں کھجور، غلہ، اونٹ اور تمام سرد میوے پیدا ہوتے ہیں،

مکران کی زبان

ولسان اهل مكران فارسي ومكراني وبها يتكلمون ولباس عامتهم القراطق. ولباس التجار والجلة منهم القمص المكممة والاردية ويتعممون بالقطن والمناديل المصفحة بالذهب مثل زي تجار اهل العراق وفارس،

مکران کی زبان فارسی اور مکرانی دونوں ہے، یہاں کے لوگ عام بول چال میں ان دونوں زبانوں کا استعمال کرتے ہیں، عام لوگ یہاں بے آستین کے کرتے استعمال کرتے ہیں، لیکن تاجر اور متمول لوگ ڈھیلے آستین دار کرتے اور چادریں استعمال کرتے ہیں، سر پر کامدار لنگی یا رومال کا صافہ ہوتا ہے، اُن کا لباس اہلِ عراق اور اہلِ ایران سے ملتا جلتا

(بقیہ حاشیہ ص ۱۸۲) مگر ادریسی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ راسک کے ماتحت تھا،

ومن بلاد مکران مدینۃ قلفهرۃ واصقفه وبند وقصر قند وهذه البلاد کلها بلاد متقارب فی القدر وتشتبه احوال اهلها وبها تجارات وعمارات ومقاصد رائجة،

ہوتا ہے، (یہ ان دونوں ملکوں کی تہذیب کا اثر تھا،)

مکران کے شہروں میں قلفرہ (پنج گور) اصقفہ، بند، اور قصر قند وغیرہ ہیں یہ شہر اپنی عمارات، اور باشندوں کی معاشرتی خصوصیات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، ان تمام جگہوں میں تجارت کی گرم بازاری بھی ہے، اور عمارتیں بھی ہیں، اور نفع اندوزی کے مواقع بھی ہیں۔

ان کا فاصلہ

ومن قلفهرۃ الی راسک مرحلتان ومن قلفهرۃ الی اصقفه مرحلتان ومن اصقفه الی بند مرحلة غربا ومن اصقفه الی درک ثلاث مراحل. ومن بند الی قصر قند مرحلة. ومن قصر قند الی کیه أربع مراحل،

قلفرہ سے راسک بھی ۲۴ میل ہے، اور اصقفہ بھی ۲۴ میل ہے، اور اصقفہ سے بند مغرب جانب ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے، اور اصقفہ سے درک کا فاصلہ ۳۶ میل ہے، اور بند سے قصر قند ۱۲ میل ہے، اور قصر قند سے کیہ ۴۸ میل ہے،

منصورہ، طوران، اور قزدار کا فاصلہ

ومن

منصورہ سے طوران کا فاصلہ تقریباً

المنصورة الى مدينة طوران نحو خمس عشرة مرحلة. والطوران مدينة مجاورة للفهرج من كرمان،

۱۰۰ میل ہے اور طوران فہرج سے ملا ہوا ہے، جس کا شمار مکران کے شہروں میں ہوتا ہے

طوران[1] | وطوران واد، فيه مزارع وعمارات وقصبة تدعى طوران منسوبة الى الوادي. وهي مدينة حصينة لها فرج ومتنزهات وزراعات متصلة.

طوران ایک وادی ہے جہاں کھیتی باڑی ہوتی ہے اور عمارتیں بھی ہیں[2] اور قصبہ طوران کا یہ نام اس وادی کی نسبت سے ہے، یہاں بڑا محفوظ اور مضبوط شہر ہے، اس کی سرحدیں بھی بنی ہوئی ہیں، اور یہاں بہت سی تفریح گاہیں بھی ہیں، یہاں قابل زراعت زمین کا ایک لا بنی سلسلہ ہے،

---

[1] سندھ کا اطلاق یوں تو اس پورے علاقے پر ہوتا تھا جس کے ایک طرف بحر ہند، دوسری طرف کشمیر اور تیسری طرف ہندوستان یعنی پنجاب اور راجپوتانہ کا علاقہ ہے لیکن یہاں مختلف اوقات میں مختلف خود مختار ریاستیں بنتی اور ٹوٹتی رہیں، عرب مورخین جب سندھ اور ہند کا لفظ بولتے ہیں، تو سندھ سے ان کی مراد ہندوستان کے پورے جنوب مغرب کا علاقہ ہوتا ہے، ان میں جو خود مختار ریاستیں قائم ہوئیں ان کی تعداد کبھی چھ اور کبھی آٹھ رہی، جن میں طوران، مکران، مشکی، ملتان، خروج اور منصورہ وغیرہ کا شمار ہوتا ہے،

[2] کتاب میں بہت سی جگہوں پر وبہا عمارات کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں کی آبادی خانہ بدوش قسم کی نہیں ہے، بلکہ ان کے رہائشی مکانات ہیں،

قزدار[1] ومنها الى قزدار اربع مراحل وهي مدينة عامرة كبيرة صالحة القدر. بها اسواق وتجارات واحوال حسنة ولها اقاليم وقرى عامرة،

طوران سے قزدار کا فاصلہ ۸۰ میل ہے، یہ بھی بہت وسیع، پر عظمت اور آباد شہر ہے، یہاں بازار اور منڈیاں بھی ہیں، اور تجارت کی ہما ہمی بھی، معاشی حالت بھی بہتر ہے، اس کے ماتحت متعدد آباد دیہات، قصبات اور شہر ہیں،

کیزکانان

وبغربيها مدينة كيزكانان وبها ينزل والي الطويران، ومدينة كيزكانان متحضرة كثيرة الناس رخيصة الاسعار ولها بساتين وحدائق واعناب وفواكه، ولا نخل بها

قزدار کے بالکل مغرب میں کیزکانان ہے، یہاں طوران کے حاکم کے پڑاؤ اکثر پڑے رہتے ہیں، بڑا متمدن اور آباد شہر ہے، چیزیں بہت ارزاں ہیں، مختلف پھلوں کے باغات ہیں، میوے اور انگور بھی پیدا ہوتے ہیں، یہاں کھجور کی پیداوار نہیں ہوتی،

ومن مدينة الطويران الى مدينة مستنج في وسط المفازة

طوران سے مستنج ٹھیک بیچ صحرا میں ۳۶ میل پر واقع ہے، یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے

---

[1] قزدار ایک مدت تک ریاست طوران کا صدر مقام تھا، بعد میں اس نے ایک مستقل ریاست کی حیثیت اختیار کر لی، اور اس کا صدر مقام کیزکانان ہوگیا، اور طوران کا صدر مقام شہر طوران ہوگیا،

ثلث مراحل وهي مدينة صغيرة
قليلة الفواكه كثيرة نتاج الابل
والاغنام،

پھل کی پیداوار بہت کم ہوتی ہے، البتہ
اونٹ اور بکریوں کی بہتات ہے،

ملتان

ومنها الى مدينة الملتان
في آخر بلاد السند عشر مراحل
ومدينة الملتان مجاورة
لبلاد الهند (وهي مدينة
نحو المنصورة في الكبر وبعض
الناس يجعلها من بلاد الهند
وتسمى فرج بيت الذهب،

منصورہ سے ملتان جو سندھ کا آخری شہر
ہے، دس مرحلہ یعنی ۱۲۰ میل دور ہے،
ملتان بالکل ہندوستان کی سرحد پر واقع
ہے، ملتان اپنی وسعت میں قریب قریب
منصورہ کے برابر ہے، بعض لوگ اسے
سندھ کے بجائے ہندوستان کا علاقہ
کہتے ہیں، اس کو عام طور پر سونے کی
سرحد یا سونے کا دروازہ کہتے ہیں،

ملتان کا بت

وبها صنم يعظمه اهل الهند
ويحجون اليه من اقاصي
بلادهم ويتصدقون باموال
جمة وحلي كثير وطيب وشئ
يقصر الوصف عنه تعظيما له
واجلالا وله خدام وعباد
يأوون اليه وينفقون ويلبسون

یہاں ایک بہت بڑا بت ہے جس کی اہل سندھ
و ہند بڑی تعظیم کرتے ہیں، اور اس کی یاترا
کے لئے دور دور سے یاتری آتے ہیں اور
بڑی بڑی قیمتی چیزیں اس پر چڑھاتے
ہیں، مثلاً زیورات، عود اور بہت سی
قیمتی اشیا جن کا بیان ممکن نہیں ہے،
اس مندر کے پنڈتوں اور مجاوروں کا خرچ

من ماله المتصدق به عليه،
وسميت الملتان باسم الصنم

انہی چڑھاووں سے چلتا ہے،
اس بُت ہی کے نام پر اس مقام
کا نام ملتان پڑا ہے، (یعنی اس کی
اصلیت مول استھان ہے۔)

بت کی ہیئت

والصنم على صورة الانسان
متربع على كرسي من جص وآجر
وقد البس جميع جسده جلدا يشبه
السختيان احمر لا يبين من جسده شيء الا
عيناه فمنهم من [illegible]
بدنه من خشب ومنهم من
يدفع ذلك بقول عنه ويذكره
(غير انه لا يترك بدنه) مكشوفا
وعيناه جوهرتان، وعلى راسه
اكليل من ذهب، وهو والصنم
قد تربع وقد ذراعيه على
ركبتيه كانه يحسب اربعة
وهو مظهر عنه حديثا ،

یہ بت ٹھیک انسان کی صورت میں ایک
چوکور چونے اور پختہ اینٹوں کی بنی ہوئی
کرسی پر رکھی ہوئی ہے، اور اس کے
پورے جسم پر ایک سرخ چمڑا اس طرح
ڈال دیا گیا ہے کہ بجز دونوں آنکھوں کے
بت کا کوئی حصہ نظر نہیں آتا، بعض لوگ
کہتے ہیں کہ یہ بت لکڑی کا بنا ہوا ہے
اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ لکڑی سے
نہیں بلکہ کسی اور چیز سے بنایا گیا ہے؛
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی دونوں آنکھیں
جواہرات کی بنی ہوئی ہیں، اور اس کے
سر پر ایک مرصع تاج رکھا ہوا ہے۔

چار زانو بیٹھی ہالت میں بیٹھا دکھائی دیتا ہے، اس کے دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر دھرے ہوئے نظر آتے ہیں،

وبيت هذا الصنم في وسط الملتان وبأعمر سوق فيها وهي قبة عظيمة مزخرفة منمقة قد اتقن بنيانها وشيدت عمدها ولونت صنعها واوثقت ابوابها والصنم فيها،

اس کا مندر بالکل بیچ شہر و بازار کے سب سے [illegible] ہے، مندر کا قبہ بڑا ہی شاندار، مزین اور پرشکوہ ہے، اس کے اوپر نہایت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کا کام بنا ہوا ہے، اس کی بنیادیں نہایت ہی مضبوط اور ستون نہایت ہی پختہ اور عمدہ ہوتے ہیں، اس کے [illegible] جگہ نقش و نگار بنے ہوئے ہیں، اور دروازے بھی بڑے ٹھوس لگے ہوئے ہیں، اس مندر کے درمیان میں بت رکھا ہوا ہے،

وحول القبة بيوت مبنية يسكنها خدام هذا الصنم ومن يعكف عليه،

اس مندر کے چاروں طرف بہت سے مکانات بنے ہوئے ہیں، جن میں اس کے پجاری اور مندر میں رہا کرنے والے [illegible] رہتے ہیں،

وليس (با)لملتان [illegible] الهند

[illegible] ملتان [illegible]

والسند) قوم يعبدون الاوثان
الا هؤلاء الذين في هذا القصر
مع هذا الصنم وغير ذلك من
اهل الهند والسند. وانما
يحجون اليه تعظيماً له ولما
عاينوه من امره. وذلك ان
ملوك الهند المجاورون للملتان
اذا قصدوا اليها وارادوا اخربها
وانتزع هذا الصنم منها تبادر
خدامه فاخفوا الصنم و
اظهروا كسره واحراقه
فيرجع القاصدون اليها
عن خربها ولولا ذلك لخربت
الملتان فيقول المضلون
بهذا الصنم انه نصرة الله
في هذا المكان. فيعظمونه
تعظيماً كثيراً،

میں ان پنڈوں اور پجاریوں اور بعض
اور ہندیوں اور سندھیوں کے علاوہ
کوئی گروہ ایسا نہیں ہے، جو اس
بت کی پوجا کرے، البتہ بعض لوگ اس
کے بعض مشہور کردہ عجائبات کا مشاہدہ
کرنے اور اس کا چکر لگانے آتے ہیں
انہی عجائبات میں ایک یہ ہے کہ جب
ہندوستان کے راجے مہاراجے ملتان
پر حملہ کرنے اور اس کو تباہ و برباد کرنے
اور اس بت کو اٹھا لے جانے کی کوشش
کرتے ہیں تو مندر کے پجاری اسے چھپا
دیتے ہیں، اور پھر شور کرتے ہیں کہ اگر
اس پر حملہ کیا گیا تو ہم اس بت کو ٹکڑے
ٹکڑے کرکے جلا دیں گے، اس شور و
شغب سے ڈر کر حملہ آور واپس چلے
جاتے ہیں، اور حملہ سے باز رہتے ہیں،
اگر ایسا نہ کیا جاتا تو ملتان کب کا تباہ
ہو چکا ہوتا، پجاریوں نے لوگوں کو گمراہ
کرنے اور ان سے پیسہ اینٹھنے کے لئے

بھی مشہور کر رکھا ہے، کہ یہ بت جہاں رکھا ہوا ہے، وہ نصرت خداوندی کی خاص جگہ ہے، چنانچہ اس بنا پر عام لوگ اس کا غایت درجہ احترام کرتے ہیں،

ولا یعرف من صنع هذا الصنم ولا یجدون لصنعه اولا (وهو غریب)	یہ علم نہ ہوسکا کہ اس بت کا آذر کون ہے، اور یہ کس زمانہ میں بنا ہے،
والملتان مدینة كبیرة عامرة علیها حصن منیع ولها اربعة ابواب، وبخارجها خندق محفور، ونعمها كثیرة واسعارها رخیصة ولاهلها اموال طائلة،	ملتان بڑا شاندار وسیع اور آباد شہر ہے، یہاں ایک ناقابل فتح قلعہ ہے جس کے چار دروازے ہیں، اور چاروں طرف گہری خندقیں ہیں، یہاں ہر طرح کی ضروریات زندگی کثرت سے اور ارزاں ملتی ہیں، یہاں کے باشندے عام طور پر دولتمند ہیں،
وانما سمیت الملتان (فرج بیت الذهب) لان محمد بن یوسف اخا الحجاج، اصاب بها	ملتان کا نام سونے کی سرائے اس لئے پڑ گیا، کہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف[1] نے یہاں چالیس بہار سونا پایا تھا،

۱؎ یہ محمد بن قاسم فاتح سندھ کا دوسرا نام ہے، عام مورخین نے اس کے باپ کا نام قاسم لکھا ہے، اس لحاظ سے یہ حجاج کا چچازاد بھائی ہوا لیکن ادریسی کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حجاج کا چچازاد نہیں بلکہ سگا بھائی تھا،

اربعین بهار ذهبا والبهار	ایک بہار سونا ۳۳۳ من کا ہوتا ہے۔
ثلث مائة وثلثة وثلثون منا	تمام سونا ایک گھر میں ملا تھا، اس لئے
وكلها في بيت، فسميت بذلك	اس کا نام برج بیت الذہب پڑ گیا۔
فرج الذهب. (والفرج الثغر)	
وللملتان نهر صغير عليه	ملتان میں ایک چھوٹی سی ندی ہے
ارحاء ومزارع ويصب في	جس کے اوپر بہت سی پن چکیاں لگی ہوئی
نهر مهران السند.	ہیں اور اس سے بہت سے قابل
	زراعت کھیت ہیں، یہ ندی دریائے
	سندھ میں گرتی ہے۔
جندور | ومنها الى جندور	ملتان سے ۱½ میل کے فاصلہ پر
هي قصور مجتمعة ميل في	جندور ہے، جو محلات کا مجموعہ ہے۔
نصف. وجندور القصور محكمة	محلات نہایت ہی مضبوط اور عالیشان
البناء شاهقة عزوا وتحتها	ہیں، اور ان کے درمیان میٹھے پانی کے
	بہت سے سوتے ہیں۔
والوالي ينزلها في ايام الربيع	ملتان کا والی گرمی اور اپنی فرصت کا زمانہ
وفي ايام فرجه وحكى الحوقلي	یہیں بسر کرتا ہے، حوقل کا بیان ہے کہ

(بقیہ حاشیہ ص: ۱۹۱) لیکن عام مورخین ہی کا بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے، محمد بن قاسم نے اسے ۹۳ھ میں فتح کیا تھا۔

گلہ غالباً اس سے مراد ابن حوقل ہے۔

ان والی هذه المدینة کان على عهده یرکب من هذه القصور الى الملتان فی یوم کل جمعة على فیل له سیرة متوارثة عن آبائه،

اس کے عہد میں ملتان کا والی ہر جمعہ کو ہاتھی پر سوار ہو کر ملتان جایا کرتا ہے یہ والی اپنے آبا و اجداد کی خصوصیات حامل ہے،

والغالب على اهل الملتان انهم مسلمون والحکم فیها للاسلام. ورئیسهم مسلم

ملتان میں مسلمانوں کی غالب آبادی ہے اور اسلامی احکام جاری ہیں، اور حاکم[1] بھی مسلمان ہے،

وبجهة الجنوب من مدینة الملتان الى مدینة السندور ثلثة ایام. وهی مدینة عامرة جامعة للخیرات، مشهورة البرکات. وبها تجار وناس نظاف. ولباسهم الثیاب المحکمة وزیهم حسن معایشهم خصبة ویقال انها من بلاد الهند،

ملتان سے جنوب میں سندور ہے جس کی مسافت یہاں سے تین دن کی ہے، بڑا آباد اور خیر و برکت کے لئے مشہور شہر ہے، یہاں کے تاجر اور عام لوگ نہایت ہی صاف ستھرے رہتے ہیں اور ان کا لباس خارجیوں سے ملتا جلتا ہوتا ہے، اُن کی ظاہری ہیئت بڑی عمدہ اور معاشی اعتبار سے بڑے خوشحال ہیں، بعض لوگ اس کو (سندھ کے بجائے) ہندوستان کا حصہ بتاتے ہیں،

---

[1] ادریسی کے زمانہ میں سندھ میں سومرہ خاندان کی حکومت تھی،

وهي على ضفة نهر عذب
يمد نهر مهران ويفرغ فيه
قبل أن يتصل بسمند، وبعد
الملتان.

ومن مدينة الملتان الى
جهة الشمال برية متصلة بشرقي
بدھ قوم | ومنها ايضا الى حد المنصورة
قوم رحالة يسمون البدهة و
هم قبائل وبشر كثير متفرقون
متقبلون ما بين حد والطوران
ومكران والملتان ومدن المنصورة
وهم كالبادية من العرب لهم
أخصاص وآجام يأوون اليها
وبطائح مياه يعيشون فيها و
هي في غربي نهر مهران.

یہ شہر ایک میٹھے پانی والی ندی کے کنارے
آباد ہے، یہ ندی دریائے سندھ سے نکلی ہے
اور پھر ملتان سے آگے جاکر سمند سے پہلے اس
میں گر جاتی ہے،

ملتان کے شمال میں ایک سلسلۂ صحرا ہے
جو مشرقی توران تک چلا جاتا ہے،
ملتان اور منصورہ کے درمیان ایک
خانہ بدوش قوم آباد ہے، جو اپنے کو "بدھ"
کہتے ہیں، یہ متفرق قبائل اور کثیر اشخاص
ہیں، جو طوران، مکران، ملتان اور منصورہ
کے شہروں کے درمیان پھیلے ہوئے ہیں،
اور انہی کے درمیان اُن کی آمد و رفت
رہتی ہے، یہ بالکل بربری بدوؤں کے
مانند ہوتے ہیں، یہ نرکل وغیرہ کی بنی
ہوئی سرکیوں اور جھاڑیوں میں رہتے
ہیں، دریائے سندھ کے مغرب میں جو
پہاڑی علاقہ کی زرخیز اور پرآب وادی
ہے، اس پر اُن کی زندگی و معاش
کا مدار ہے،

ولهم ابل فارهة حسنة و
بها تنتج الفالج؛ وهي ابل يرغب
فيها اهل خراسان وغيرهم
من اهل فارس واشباهها
لنتاج البخت البلخية والنوق
السمرقندية، وذلك ان
هذه الجمال لها خلق حسن
ولكل بختي منها سنامان بخلاف
هذه الابل التي عندنا في
بلادنا.

بدھ علاقہ

ومن المنصورة الى اول
حدود البدهة ست مراحل
ومن آخر حدود البدهة الى
مدينة كيز نحو عشر مراحل (و
من اول البدهة الى التيز التي
بآخر مكران ست عشرة مرحلة،
والمدينة التي يلجأ اليها
اهل البدهة في بيعهم وشرائهم
وقضاء حوائجهم مدينة قندابيل

اُن کے پاس بڑے خوبصورت اور
سڈول جسم والے اونٹ ہوتے ہیں، اور
عموماً یہ دو کوہان والے بچے جنتے ہیں، اہل
خراسان اور اہل ایران یہاں کے اونٹوں
کو بلخ کے بختی اور سمرقند کی اونٹنیاں پیدا کرنے
کے لئے لیجانا بہت پسند کرتے ہیں، کیونکہ یہ بڑے
ہی حسین ہوتے ہیں، یہاں کے ہر بختی کے
دو کوہان ہوتے ہیں، برخلاف ان اونٹوں
کے جو ہمارے ملک (مغرب میں) میں پائے جاتے
ہیں، (یعنی ان کے ایک ہی کوہان ہوتا ہے)
منصورہ سے بدھ علاقہ ۱۲۰ میل ہے اور
بدھ علاقہ کی آخری سرحد سے کیز ۲۰۰ میل ہے
اور اس کے پہلے حصہ سے تیز جو مکران
کی آخری سرحد پر ہے ۳۲۰ میل ہے۔

یہ بدھ علاقہ کے باشندے خرید و فروخت
اور اپنی دوسری ضروریات قندابیل سے
پوری کرتے ہیں۔

بابل | و بین کیز کانان و قندابیل اقلیم یعرف بابل. وفیهم مسلمون وغیرهم من البد هة السند ذکرهم. ولهم غلات وزرع واحوال واسعة وکروم ومیثمرة وخصب ابل وغنم وبقر ومعز وانما سمی هذا الاقلیم بابل لانه تغلب علی هذه الناحیة رجل کان اسمه ابلا. وظهرت البرکة فیهم ایام مدته فسموا هذا الاقلیم بابل علی اسمه الی الآن.

ومن قندابیل الی المنصورة نحو عشرة مراحل.

کیزکانان اور قندابیل کے درمیان ایک چھوٹی سی مملکت بابل کی ہے اس میں مسلمان اور بدھ ریاست کے لوگ آباد ہیں یہاں غلہ پھل اور انگور وغیرہ پیدا ہوتے ہیں اور ہر طرح کی فارغ البالی ہے جانوروں میں اونٹ، بکریاں، گائے، بھیڑ بکرے وغیرہ پائے جاتے ہیں، اس کا نام بابل اس لئے پڑا کہ اس علاقہ پر جس شخص نے غلبہ حاصل کیا تھا، اس کا نام ابلا تھا، اس کے زمانۂ حکومت میں بڑی خیر و برکت رہی، اس لئے اب تک لوگ اسی نام سے اس علاقہ کو پکارتے ہیں،

قندابیل سے منصورہ ۱۲۰ میل ہے،

سندھ کے بعض شہر | ومن بلاد السند ایضاً مدینة خوکھلیا و کوشه و قدیرا۔ وهما مدینتان متقاربتان فی العظم وبهما عمارات و متاجر للبد هة،

سندھ کے شہروں میں خوکھلیا، کوشہ، قدیرا بھی ہیں، یہ دونوں آخری شہر اپنی وسعت اور عظمت میں برابر ہیں، یہاں عمارتیں بھی ہیں، اور یہ دونوں شہر بدھ مت والوں کی تجارتی منڈی بھی ہیں،

لہ دیکھو ص آئندہ۔

طوران کے شہر

ومن مدن الطوبران محیاک وکنیز کانان وسورة وقزداد وکشدان وماسورجان، وبین مدن الطوبران الی بلاد المنصورة .... مفاوز وبراد متصلة ومنها ایضًا فی جهة الشمال الی ناحیة سجستان مفاوز وعشار معطلة متصلة،

طوران کے شہروں میں محیاک، کنیز کانان، سورت، قزدار، کشدان، ماسورجان وغیرہ بھی ہیں، ریاست طوران اور ریاست منصورہ کے درمیان مسلسل صحرا اور بے آب وگیاہ میدان ہے، اور یہاں سے شمال میں سجستان کی جانب میں بھی ایک صحراہی،

ماسورجان

ومن نیتة ماسورجان مدینة کبیرة عامرة. بها تاجر ومکاسب ولها عمارات وقری کثیرة. وھی علی نھر الطوبران.

ماسورجان آباد اور بڑا شہر ہے، یہ تجارتی منڈی ہے اور یہاں دوسرے ذرائع معاش بھی ہیں، یہاں اچھی عمارتیں اور آس پاس بہت سے دیہات ہیں، یہ طوران ندی کے کنارے واقع ہے،

ومنها الی قصبة الطوبران

ماسورجان سے قصبہ طوران ۴۲

۱۔ حاشیہ ص ۱۹۶، سلہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے غلبہ کے بعد بھی سندھ کی بدھ مت نہ صرف یہ کہ باقی رہی، بلکہ یہاں اس کو ہر طرح کی آزادی تھی بعض متعصب مورخین کے اس بیان کی کہ ہندوستان سے بدھوں کو مسلمانوں نے نکالا، ان واقعات سے اس کی تردید ہوتی ہے،

اثنان واربعون ميلاً،

میل ہے،

ومن ماسورجان الى درك يامونه مائة واحد اربعون ميلاً

اور ماسورجان سے درک یامونہ کا فاصلہ ۱۴۱ میل ہے،

ومن درك يامونه الى فنجبور ويقال فيردوس ايضاً مائة ميل وخمسة وسبعون ميلاً،

درک یامونہ سے فنجبور جس کو فیردوس بھی کہتے ہیں، ۱۷۵ میل ہے،

فهذه جملة بلاد مكران والسند والطوبران،

یہ تمام مذکورۂ بالا شہر مکران، سندھ اور طوران کے ہیں،

طوران سے منصورہ

وكذلك من الطوبران الى المنصورة الف ميل وسبعون ميلاً،

طوران سے منصورہ کا فاصلہ ایک ہزار ستر میل ہے،

ہندوستان کا علاقہ

فاما اتصل بالسند من بلاد الهند فمدينة ماهل وكنباية وسوبارة وخابيرون وسندان وماسويا وصيمور،

صوبۂ سندھ سے ہندوستان کے جو شہر بالکل ملے ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں ماہل، کنبایت، سوپارہ، خابیرون، سندان، ماسویا، صیمور

ولها من الجزائر البحرية اوبكين وجزيرة الميد و

سندھ کے بحری جزیرے یہ ہیں جزیرۂ اوبکین، جزیرۂ مید، جزیرۂ کولم ملی

جزيرة كولم ملي وجزيرة سندان

ہندوستان کے دوسرے شہر وقصبات

ومدن الهند كثيرة: منها
ماهل وكنباية وسوبارة و
وأساول وجاول وسندان
وصيمور وجندور والسندور
وزوبلة في المفازة ولمطة و
اودغست وفهروارة ولهاور
وغيرها مما سناتي بذكره في
اماكنه - بعون الله تعالى،

فاما مدينة ماهل فقوم
يحسبونها من الهند وقوم
يجعلونها من السند وهي على
راس المفازة المتصلة بينها
وبين كنباية والديبل وبانية،
وهي مدينة جامعة عامرة
وهي على طريق الداخل من
السند الى بلاد الهند وبها
تجارات وحولها عمارات وهي

(ٹرانکور) جزیرۂ سندان،

ہندوستان کے مشہور شہر یہ ہیں ماہل
(قامل)، کنبایہ (کھنبایت) سوپارہ، اساول،
جناول، سندان، صیمور (چیمور) جندور،
سندور، زوبلہ، یہ صحرا کا شہر ہے، لمطہ،
اودغست، نہرواره، لہاور، (لاہور)
اُن کے علاوہ بعض اور شہروں کا ذکر
آگے آتا ہے،

ماہل کو کچھ لوگ ہندوستان اور
کچھ لوگ سندھ میں شمار کرتے ہیں، یہ
شہر اس صحرا کے کنارے آباد ہے، جو
کھنبایت، دیبل، اور بانیہ سے ملا
ہوا ہے،
یہ بڑا جامع اور آباد شہر ہے، یہ
اس راستہ پر واقع ہے، جو سندھ سے
ہندوستان جاتے ہوئے پڑتا ہے یہاں
مختلف تجارتیں ہیں اور اس کے اردگرد عمارتیں بنی ہیں

قليلة الفواكهة، كثيرة الكسب والمواشي. ومنها الى المنصورة تسع مراحل (على مدينة) بانيه.

یہاں میوے بہت کم پیدا ہوتے ہیں، البتہ محنت مزدوری والے ذرائع معاش اور جانوروں کی کثرت ہے، یہاں سے منصورہ بانیہ ہوتے ہوئے ۱۰۰ میل ہے، اور یہاں سے کھنبایت ۹۰ میل ہے،

كنبايت | ومن مامهل الى مدينة كنبايت خمس مراحل. ومدينة كنباية على ثلثة اميال من البحر وهي في ذاتها حسنة الشكل وبها الاقلاع والخطط. وبها جل بضائع وتجارات من كل الآفاق وتخرج منها الى كل الجهات،

اور کھنبایت سمندر سے صرف ۳ میل دور ہے کھنبایت نہایت ہی خوبصورت شہر ہے، یہاں متعدد قلعے اور خندقیں ہیں، یہاں ہر طرح کا سامان مل جاتا ہے، یہاں ساری دنیا سے اشیا تجارت کی درآمد اور برآمد ہوتی ہے،

وهي ايضا على خور تدخله المراكب وترسي به. وماءها كثير،

یہ ایک خلیج کے کنارے آباد ہے، یہاں تک جہاز چلے آتے ہیں، اس میں پانی بہت زیادہ ہے،

وعلى هذه المدينة حصن منيع بلته ولاة الهند عند ما تغلب عليها صاحب جزيرة كيس.

اس شہر میں ایک بہت ہی مضبوط اور ناقابل فتح قلعہ ہے، جسے ہندوستان کے راجاؤں نے اس وقت تعمیر کیا تھا جب اس پر جزیرۂ کیش کے راجہ نے قبضہ کر لیا تھا

ومن مدينة كنباية في البحر الى جزيرة اوكين بحرى يوم ونصف وكذلك من جزيرة اوكين الى جزيرة الديبل مجريان. وهي بلاد الهند ومنبت في ارضها الزروع والاثر. وفي جبالها تنبت القنا الهندية واهلها عباد بدود،

کنبایت سے جزیرہ اوکین جہاز کے ذریعہ ڈیڑھ منزل ہے، جزیرۂ اوکین سے جزیرۂ دیبل دو بحری منزل پر ہے، یہ ہندوستان کا پہلا شہر ہے، یہاں کی زمین قابل کاشت ہے، اور چاول کثرت سے پیدا ہوتا ہے، اور اس کے پہاڑوں میں ہندی قنا کثرت سے پیدا ہوتا ہے، یہاں کے باشندے بدھ کے پرستار ہیں،

ومنها الى جزيرة الميد ستة اميال واهلها لصوص،

یہاں سے جزیرہ مید صرف چھ میل پر واقع ہے، میڈ قوم کا پیشہ چوری اور ڈاکہ زنی ہے،

ومنها الى كولى ستة اميال

یہاں سے کولی چھ میل ہے،

کولی اور سوپارہ

ومن كولى على الساحل الى مدينة سوبارة نحو خمس مراحل وهي تبعد عن البحر نحو ميل و نصف. وهي مدينة متحضرة عامرة كثيرة الساكن. ولها

اور کولی سے سوپارہ ۹۰ میل کے لگ بھگ ہے، یہ سمندر سے ۱½ میل دور ہے، یہ بڑا متمدن اور آباد شہر ہے، یہاں کے لوگ تاجر اور آسودہ حال ہیں، سوپارہ بحر ہند کی ایک خلیج ہے، یہاں

تجارات ومرافق وهي فرضة من فرض
البحر الهندي وبها مصائد در
ومن مدينة سوبارة الى
مدينة سندان نحو خمس مراحل
بينها وبين البحر ميل ونصف
ميل. وهي مدينة متحضرة
الاهل. وسكانها اهل حذق
ونبالة. وهم تجار مياسير
يتجولون. وهي كبيرة القطر
والمسافر اليها كثير والخارج عنها
وعليها جزيرة تارة وهي صغيرة
وفيها قليل نارجيل وقسط،
ومن مدينة سندان الى (چیمور)
صيمور خمس مراحل. وصيمور
مدينة واسعة حسنة جليلة
المباني حسنة الجهات. وبها
نارجيل كثير وقنا. وجبالها
كثير من النبات العطر المحمول
الى سائر الآفاق.

شکار گاہیں بھی ہیں، اور موتی نکالنے کی
جگہیں بھی بنی ہوئی ہیں،
سوپارہ سے سندان دو میل ہے، یہ
بھی سمندر سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے
اس شہر میں لوگ بڑے متمدن، اور ہوشیار
اور صاحب عقل و ہوش ہوتے ہیں، یہ
تجارت پیشہ ہیں، جو ہمیشہ ادھر ادھر
آتے جاتے رہتے ہیں، بڑا شاندار شہر ہے
یہاں کثرت سے سیاح اور تاجر آتے
اور جاتے رہتے ہیں،
اس کے اوپر جزیرہ تارہ ہے، یہ بہت ہی چھوٹا سا
جزیرہ ہے، یہاں ناریل اور کٹ تھوڑا تھوڑا ۲
سندان سے چیمور ۰ میل ہے، یہ بھی بڑا
حسین اور وسیع شہر ہے، یہاں بڑی
شاندار عمارتیں ہیں، شہر کے اطراف بھی
بڑے خوبصورت ہیں، یہاں ناریل ا ۵
اور نیزہ کی لکڑی کثرت سے پیدا ہوتی
۴ یہاں کے پہاڑوں میں عطریات
کثرت سے پیدا ہوتی ہیں، جو ساری دنیا

تلی

وفی البحر (منها) علی خمسة
امیال جزیرة تسمی تلی ۔ و
ھی جزیرة کبیرة حسنة
البقاع، قلیلة الجبال، کثیرة
النبات ۔ وبجزیرة تلی ینبت
شجر الفلفل ولا یکون الا بھا
او بفندرینة، او بجربتن و
لا یوجد منه شئ الا بھذہ
البلاد الثلاثة ۔

یہاں سے پانچ میل کے فاصلہ پر
سمندر میں جزیرہ تلی ہے، یہ جزیرہ بہت
وسیع ہے، اس کے تمام حصے بڑے خوبصورت
اور عمارتیں شاندار ہیں، اس میں پہاڑ
بہت کم ہیں، اور بڑا زرخیز علاقہ ہے، اسی
جزیرہ میں سیاہ مرچ پیدا ہوتی ہے
سیاہ مرچ یا تو یہاں پیدا ہوتی ہے یا
پھر فندرینہ اور بجرپتن میں، ان تینوں
مقامات کے علاوہ اور کہیں اس کی
پیداوار نہیں ہوتی،

وھو نبات له ساق اشبه
شئ بساق شجرة العریش، و
ورقه کورق النبات اللبلاب
فیه طول ولا تشریف له ۔ و
له عناقید مثل عناقید الشبوقة
وکل عنقود منھا تکنه ورقة
من المطر ویجنی اذا بلغ ۔ و
الفلفل کله ابیض منه ھو ما کان
یجنی منه فی اول بلوغه و

اس پودے کا تنا بالکل انگور کے
مانند ہوتا ہے، اور اس کے پتے بیلدار
پودوں کے پتوں کی طرح ہوتے ہیں
اس میں لمبائی تو بہت ہوتی ہے لیکن
بلندی نہیں ہوتی، اور اس کے گچھے شیوفہ
کے گچھوں کی طرح ہوتے ہیں، اور ہر گچھے
کو اس کی پتیاں پانی وغیرہ سے محفوظ
رکھتی ہیں، اور جب یہ پک جاتی ہیں تو
توڑی جاتی ہیں اور سفید مرچ بھی اس سے

قبل ذلك .

پیدا ہوتی ہے، یہ قبل از وقت توڑنے کی وجہ سے سفید ہو جاتی ہے،

وحكى ابن خرداذبه : ان هذه العناقيد اذا كان المطر انحنت ورقاتها عليها واكنتها من المطر. فاذا ارتفع المطر ارتفع الورق عن العناقيد ثم تعاودها الا في حين المطر فان عاد المطر عادت الورق قد ... عليها. وهذا غريب،

ابن خرداذبہ کا بیان ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو اُس کے گچھے جھک جاتے ہیں اور پتیاں اُن کو بالکل ڈھک لیتی ہیں اور بارش کا اثر ان پر نہیں ہونے پاتا، جب بارش کھل جاتی ہے تو پتیاں پھر اوپر اٹھ جاتی ہیں اور گچھے اپنی اصلی حالت میں آجاتے ہیں، یہ بڑی عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے،

واماكنباية وسوبارة و سندان وصيمور فكلها من بلاد الهند،

کھنبایت، سوپارہ، سندان، چیمور وغیرہ ہندوستان کے شہر ہیں،

وصيمور بلدة من بلاد الملك المسمى بلهرا،

اور چیمور بلہرا کی سلطنت میں پڑتا ہے

وملكه عظيم وبلاده واسعة العمارات، كثيرة التجارات جامعة الخيرات، وجباياته وافرة و امواله مقتضرة . و بلاده

اُس کی سلطنت بہت ہی عظیم الشان اور اُس کے شہر و قصبات بڑے وسیع اور آباد ہیں، تجارت کی گرم بازاری بھی ہے اور تمام قسم کی خوبیاں موجود ہیں، حکومت کی

ايضا انواع وصنوف من افاويه العطر.

آمدنی بھی وافر ہے، اور دولت کی فراوانی ہے، یہاں مختلف قسم کی خوشبوئیں بھی ملتی ہیں۔

دلہرا کی حکومت

وتفسير بلهرا ملك الملوك وهذا الاسم متوارثة الملوك المتاخذة عن الملوك لما مضت وكذلك سائر الملوك بالهند اذا صار الملك لملك منهم تسمى باسم الملك الذي قبله واسماؤهم متوارثة بينهم لا ينتقلون عنها. وقد صار ذلك بينهم سيرة يتبعونها

دلہرا سے مہاراجہ کا ہم معنیٰ ہے اور یہ لقب وہاں کے ہر راجہ کا ہوتا ہے، جو قدیم زمانہ سے متوارث چلا آرہا ہے، اس طرح ہندوستان کے دوسرے راجاؤں کے نام بھی متوارثاً چلتے ہیں، ان کے یہاں یہی رواج ہے۔

ومن بلاد الهند المضمنة في هذا الجزء خابرون وساول وهما مدينتان عامرتان بالناس والتجار والفعلة واموالهم وافرة وصنعهم حسنة وبضاعاتهم نافقة.

ہندوستان کے اندرونی شہروں میں خابرون اور ساول ہے، یہ دونوں شہر بہت آباد اور پیشہ وروں اور تاجروں کی آماجگاہ ہیں، ان میں دولت کی بھی فراوانی ہے اور صنعت اور حرفت میں بھی ممتاز ہیں ان کا تیار کردہ سامان آسانی سے فروخت ہوجاتا ہے،

وقد وصل المسلمون الى اكثر هذه البلاد وتغلبوا على

ان میں سے اکثر شہروں میں اس وقت یعنی پانچویں صدی تک مسلمان آباد ہو

اطرافها فی هذا الوقت،

وسنذکر ما اتصل بهذه

البلاد من غیرها بحول الله

(وقوته. تم الجزء السابع

من الاقلیم الثانی والحمد لله

ویتلوه الجزء الثامن منه

ان شاء الله،

حکمران وغالب ہیں،

ان شہروں کے علاوہ دوسرے شہر

ملے ہوئے ہیں، ان کا ذکر آگے

کیا جاتا ہے،

الجزء الثامن من الاقليم الثانى

ان هذا الجزء الثامن (من الاقليم الثانى) تضمن فى حصته من البلاد الهندية، بلاداً ساحلية على بحر الهند،:

اس حصہ میں ہندوستان کے یہ ساحلی مقامات پڑتے ہیں

منها بروج وسندابور وتانه وفندرينة وجرتن وكلكيان وصنجى وكيكسار ولولوا وكنجه وسمندر،

بھروچ، سنداپور، تھانہ، فندرینہ، جرتن، کلکیان، صنجی، کیکسار، لولوا، کنجہ، سمندر،

ومن البلاد البرية، مدينة دولقة وجناول ونهروارة والقندهار وزويلة ولمطه واودغست وكل هذه على رأس المفازة. وكابل وخواش وخسك ومور يدمس وماديار وشبه ودوكلا و

ان بحری شہروں کے علاوہ خشکی کے حسب ذیل شہر آباد ہیں، دولقہ، جناول، نہرواڑہ، قندھار، زویلہ، لمطہ، اودغست یہ تمام شہر صحرا کے کنارے آباد ہیں۔ ان کے علاوہ کابل، خواش، خسک، موریدمس، مادیار، شبہ، دوکلا، متیبار، مانوہ، نیاست، اطراسا، کجہ،

[illegible]

ونیاست واطراسا ونجه و
قشمیر السفلی ومیدرة وکاهروت
وقشمیر العلیا والقنوج ودرستانة

زیریں کشمیر، میدرہ، کاہروت، اوپری کشمیر، قنوج، درستانہ وغیرہ ہیں،

جزیرے

وفی بحره من الجزائر الهندیة
جزیرة لی وجزیرة بلیق وترودی
بلنج وجزیرة المسخا وجزیرة
سندر، وها نحن لاوصافها
ذاکرون ولغرائب احوالها واصفون
بمن الله وقوته،

بحرِ ہند میں بہت سے ہندوستانی جزیرے ہیں، مثلاً (کیلم) جزیرۂ لی، جزیرۂ بلیق، جزیرۂ مسخا، جزیرۂ سمندر، ان میں ہر ایک کی تفصیل ہم بیان کرتے ہیں،

بھروچ

فاما مدینة بروج فانها
مدینة کبیرة جلیلة جمیلة
حسنة البناء بناءها بالاجر
والجص. ولاهلها همم عالیة
واحوال وافرة واموال ضامنة
وتجارات معروفة، وهم موقفون
علی الاغتراب والجول وکثرة
الاسفار. وهی فرضة من جاء
من الصین وفرضة لمن جاء
من السند ومنها الی صیمور

بھروچ نہایت وسیع، شاندار، خوبصورت، اور عمدہ عمارتوں والا شہر ہے، اس کے مکانات زیادہ تر چونے اور پکی اینٹوں کے بنے ہوئے ہیں، یہاں کے باشندے بڑے بلند ہمت، خوش حال اور تجارت میں مشہور ہیں، یہ ہمیشہ اپنے ملک سے باہر اور سیاحت پر رہتے ہیں، چین اور سندھ کی طرف سے جو جہاز آتے ہیں وہ یہاں ضرور لنگر انداز ہوتے ہیں، یہاں سے صیمور دو دن کا راستہ ہے،

نہرواره

ومن بروج الی مدینة نهرواره ثمانی مراحل فی برّ متصل لا جبل به . والسفر بینهما یکون علی العجل .

بھروچ سے نہرواره خشکی میں ۱۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے، اس کے درمیان میں کوئی پہاڑ نہیں ہے، ان دونوں شہروں کے درمیان سفر محض بیل گاڑیوں کے ذریعہ ہوتا ہے،

ولیست ببلاد نهرواره ولا ما جاورها من البلاد للمسافرین . سفر الا علی العجل یحملون علیها امتعتهم والبقر تجرها وتسیر بهم حیث شاؤا ولکل عجلة سائق وقائد،

اور نہرواره ہی کا نہیں بلکہ اس کے پاس کے تمام مقامات کا سفر محض گاڑیوں ہی کے ذریعہ ممکن ہے، انہی گاڑیوں پر مسافر اپنا سامان بھی رکھتے ہیں، ان گاڑیوں کو بیل کھینچتے ہیں، ہر گاڑی کے ساتھ ایک گاڑی بان اور ایک آدمی دوسرے [illegible]

وبین بروج ونهرواره مدینتان : اسم احدهما جاول واسم الثانیة دولقة ، وهما متقاربتان فی القدر ، وبین الواحدة والاخری اشق من مرحلة .

بھروچ اور نہرواره کے درمیان دو شہر جاول اور دولقہ ہیں اور اپنی وسعت کی حیثیت میں ایک دوسرے کے برابر ہیں، ان دونوں کے درمیان ایک دشوار گذار مرحلہ کا فاصلہ ہے،

ومدینة دولقة علی نهر

دولقہ اس ندی کے کنارے [illegible]

يتصل الى البحر ويكون خورًا و على غربيه مدينة بروج وترى بروص،

جو سمندر سے بالکل قریب ہے، اور یہ نشیبی علاقہ ہے، اس کے مغرب میں بھروچ ہے،

وجاول ودولقة فى اسفل جبل معترض من جهة شمالها يسمى جبل اوندرن. وترابه ابيض الى الصفرة. وتنبت فيه العنا وقليل نارجيل،

جاول اور دولقہ اس پہاڑ کے دامن میں واقع ہیں جو ان کے شمال میں پھیلا ہوا ہے، اس پہاڑ کا نام اوندرن ہے، اس کی مٹی زردی مائل سفید ہے، یہاں نیزے کی لکڑی اور کسی قدر ناریل کی پیداوار ہوتی ہے،

وبالقرب من مدينة جاول مدينة اساول،

جاول سے قریب ہی اساول ہے،

وكل هذه الثلاثة بلاد تشبه بعضها بعضًا فى الصفات والقدر واحوال اهلها واشتباه زيهم. ولكل واحدة منها تجارات ومقاصد ارباح ممكنة، فاما مدينة نهرواره فملكها ملك عظيم يسمى بلهرا. وله جيوش وفيلة. وعبادته صنم البد،

یہ تینوں شہر اپنی حیثیت، وسعت، صفات اور باشندوں کی معاشرت اور لباس میں ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہیں، ان میں سے ہر ایک میں تجارتیں بھی ہوتی ہیں، اور معاشی فوائد کے ذرائع بھی، خاص طور پر نہرواره، وہ بلہرا نامی ایک عظیم بادشاہ کی مملکت میں ہے، اس کے پاس پیدل فوج اور جنگی ہاتھی موجود ہیں،

وهو يحمل تاج الذهب على رأسه
ويلبس الحلل المنسوجة من
الذهب ويركب الخيل في سائر
الأيام۔
وقد يركب في كل جمعة مرة
ويركب حوله نحو مائة امرأة
ولا يمشي معه احد سواهن
وقد لبسن القراطق المذهبة
وتحلين باحسن الحلية ويحملن
الأساور من الذهب والفضة
في ايديهن وارجلهن اسبلن
شعورهن على اردافهن وهن
يتلاعبن ويرقصن والملك
يقدمهن . واما جملة وزرائه
وعظماء رجاله فلا يركبون
معه الا اذا خرج محاربا لمن
قام عليه او لمن اهتضم شيئا
من عمالاته او الى من قصد
بلاده من الملوك المجاورين له

اور یہ مہاتما بدھ کا پرستار ہے، یہ سونے
کا تاج اور سونے کے تار کے بنے ہوئے قیمتی
کپڑے زیب تن کئے رہتا ہے، اور ہر موسم
میں گھوڑے کی سواری کرتا ہے،
اس کا معمول ہے کہ ہر جمعہ کو سوار ہو کر
باہر تفریح کے لئے نکلتا ہے، اس وقت
تقریباً سو عورتیں اس کے ساتھ ہوتی
ہیں، اُن کے علاوہ کوئی دوسرا اس کے
ساتھ نہیں ہوتا، یہ تمام عورتیں سنہری ساڑی
اور بہترین قسم کے زیور پہن کر نکلتی ہیں،
خاص طور پر ان کے ہاتھ اور پیروں میں سونے
اور چاندی کے کنگن اور کڑے ہوتے ہیں
اور ان کے بال بالکل کھلے ہوئے ہوتے
ہیں، وہ سب چلنے میں خوب کلیل اور رقص
کرتی ہیں، اور بادشاہ ان کا پیش رو
ہوتا ہے، وزراء اور عمائد سلطنت اس
کے ساتھ اسی وقت ہوتے ہیں جب وہ
کسی دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلتا ہے یا
جب اُس کے سلطنت کا کوئی حصہ کوئی

وله من الفيلة كثير وهي عمدة حربه،

دبالیتا ہے، یا جب پڑوسی راجاؤں میں سے کوئی اُس کے ملک پر حملہ آور ہوتا ہے اُس کے پاس ہاتھیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے، یہی ہاتھی اس کی اصلی جنگی قوت ہیں،

وهذا الملک متوارث الذات والاسم لا ينتقل عنهم وبلهرا تفسيره ملک الملوک كما قدمنا

یہ سلطنت ایک خاندان اور ایک ہی نام کے راجاؤں کے لئے مخصوص ہے، اور جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے، بلہرا کے معنی مہاراجہ اور شہنشاہ کے ہوتے ہیں،

ومدينة نهروارة نصلها كثير من تجار المسلمين وبها تجولهم. وللمسافرين بها اكرام من ملكها وضبط لما بايديهم،

نہروارہ میں کثرت سے مسلمان تاجر آتے رہتے ہیں، اور اس کے مختلف حصوں میں اُن کی آمد و رفت رہتی ہے، حکومت کی طرف سے مسافروں کا بڑا اعزاز و اکرام ہوتا ہے، اور اُن کے مال و متاع کی حفاظت کی جاتی ہے،

وبسط العدل في اهل الهند طبيعة هؤلاء لا يعولون على شيء سواه. ولفضل عدلهم و حفظ عقودهم وحسن سيرهم

عدل و انصاف ہندوستان کے لوگوں کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے، اس کے علاوہ وہ کسی چیز پر بھروسہ نہیں کرتے، اپنی عدل پسندی اور عہد و پیمان کی پابندی کا

ذكروا انهم وجملة اهل تلك البلاد في خير . وكثرة القاصد اليهم وبلادهم عامرة واحوالهم راجحة وادعة ،

اور حسن سیرت میں وہ ممتاز ہیں، مجموعی حیثیت سے اس ملک کے لوگ اچھے اور بھلے ہوتے ہیں، اسی وجہ سے کثرت سے باہر کے لوگ یہاں آتے ہیں، اس کے شہر آباد اور ان کی حالت قابلِ اطمینان ہے،

ومن انقيادهم للحق واتباعهم له وكراهتهم للباطل ان الرجل يكون له عند احد منهم حق فيلقاه حيث ما لقيه فيخط له خطًا في الارض كالحلقة ويدخلها الطالب في تلك الحلقة فيدخلها المطلوب طائعا من ذاته ولا يخرج منها الا بانصاف عنه واذا ما لزمه او يعفو عنه الذي له الحق فيخرج عن الحلقة

ہندوستانی عوام عام طور پر نیکی و سچائی کے سامنے منقاد و فرمانبردار ہوتے ہیں، وہاں یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ جب کسی آدمی کا کوئی حق کسی کے ذمہ چاہئے تو وہ اس شخص کو جہاں پاتا ہے پکڑ لیتا ہے اور ایک دائرہ کھینچ کر اس میں اسے لیکر بیٹھ جاتا ہے، اور جب تک اس کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے، وہ اس کو لئے بیٹھا رہتا ہے، اب یا تو وہ حقدار کا حق ادا کر دیتا ہے، یا حقدار اسے معاف کر دیتا ہے، دونوں صورتوں میں سے جب کوئی صورت ہو جاتی ہے، تو وہ اس حلقہ سے باہر نکل آتا ہے،

وطعام اهل نهرواره الارز والحمص والباقلي واللوبيا

نہرواڑہ کے باشندوں کی خوراک چاول، باقلا، لوبیا، (ترکاری) مسور

والعدس والماش والسمك والحيوانات التي تموت موتاً طبيعياً ولا يذبحون طائراً ولا حيواناً، لا كبيراً ولا صغيراً. واما البقر فانها محرمة عليهم البتة فاذا ماتت دفنت. وهذا الفطم في البقر خاصة دون سائر البهائم اذا ضعفت البقر عن الخدمة والنقص رفعت عن التعب وامر بالنظر اليها وبالعلف من غير ان تستغل ظهورها الى ان تموت،

ماش، مچھلی، اور مردار جانور وغیرہ ہیں، یہ لوگ نہ تو کسی پرندے کو ذبح کرتے ہیں، اور نہ چھوٹے بڑے کسی چوپائے کو ذبح کرتے ہیں، (یعنی وہ اسی طرح) مر کر کھا جاتے ہیں) البتہ گائے بیل کا کھانا اُن کے یہاں حرام ہے، جب وہ مرتے ہیں، تو اُن کو یہ دفن کر دیتے ہیں، یہ بات صرف گائے بیل کے لئے مخصوص ہے، گائے بیل جب کمزور یا بے کار ہو جاتے ہیں تو اُن سے کوئی کام نہیں لیتے، اور بغیر کچھ کام لئے ہوئے بھی اُن کو کھلاتے پلاتے رہتے ہیں،

واهل الهند يحرقون موتاهم ولا قبور لهم.

عام ہندوستانی اپنے مردوں کو جلاتے ہیں، اور قبروں میں دفن نہیں کرتے،

واهل الهند لا يحزنون كثيراً ولا يقولون بالهموم جملة.

عام طور پر ہندوستانی غمگین نہیں ہوتے، اور رنج و غم کی باتیں تو وہ بالکل ہی نہیں کرتے،

وجملة البلاد الهندية

ہندوستان کے وہ شہر جو سندھ

المجاورة للسند الذين قد مازجهم المسلمون يدفنون موتاهم في بيوتهم بالليل دستًا ويسوون التراب عليهم ولا يكون ميتا ولا يحزنون عليه كثيراً (كما قدمناه)

سے متصل ہیں، ان میں مسلمانوں کی بھی ملی جلی آبادی ہے، یہاں کے تمام مسلمان اپنے مردوں کو رات میں چھپا کر گھر کے اندر دفن کرتے ہیں، اور پھر قبر کو مٹی سے برابر کر دیتے ہیں، یہ نہ تو مردوں پر روتے دھوتے ہیں، اور نہ غم کا بہت زیادہ اظہار کرتے ہیں

والزنا في جميع بلاد بلهرا مباح الا في المزوجات،

بلہرا کی حکومت میں شادی شدہ عورتوں کے علاوہ اور تمام عورتوں سے زنا مباح سمجھا جاتا ہے،

والرجل ان ارتضى نكاح بنته او اخته او خالته او عمته مالم تكن مزوجات فعل ذلك والاخ يفعل باخته مثل ذلك

اگر کوئی آدمی اپنی لڑکی، بہن، پھوپھی، خالہ کو شادی سے پہلے اپنے نکاح پر راضی کرلے، تو وہ اس سے شادی کر سکتا ہے، اس سے صرف منکوحہ عورتیں مستثنیٰ ہیں،

ويقابل مدينة بروج الساحلية في البحر جزيرة ملى وفيها الفلفل كثيرا،

بھروچ کے بالکل مقابل سمندر کے دوسرے ساحل پر جزیرہ (کولم) ملی ہے، جہاں سیاہ مرچ کثرت سے پیدا ہوتی ہے،

ومنها الى جزيرة سندان
مجريان.

اور یہاں جزیرہ سندان دو منزل پر ہے،

ومن هذه الجزيرة الى
جزيرة بلبق يومان. وهي جزيرة
عامرة كبيرة. بها نارجيل كثير
وموز وارز وبها تفترق الطرق
الى جزائر الهند. ومن هذه
الجزيرة الى اللجة العظمى مسيرة
يومين. ومن هذه الجزيرة
ايضا الى جزيرة سرنديب مجرى
ونحو اكثر.

اور سندان سے جزیرہ بلبق دو دن کا
راستہ ہے، یہ جزیرہ بڑا آباد اور
وسیع ہے، یہاں ناریل، کیلے، اور
چاول کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، بلبق سے
ہندوستان کے جزیروں کے متفرق
راستے ہیں، اسی جزیرہ سے بڑے سمندر تک دو دن
کا راستہ ہے، اور اس جزیرہ سے
سرندیپ ایک منزل سے کچھ زیادہ ہے،

ومن مدينة بروج على
الساحل الى مدينة سندابور
اربع مراحل. ومدينة سندابور
على خور كبير ترسي به المراكب
وهي مدينة تجارات وبها
عمارات ومقاصد وارزاق.

بھروچ سے ساحل سنداپور کی مسافت
۴ میل ہے، یہ سنداپور ایک ایسے بڑے
دہانے پر واقع ہے، جہاں جہاز لنگر انداز
ہوتے ہیں، یہ تجارتی شہر ہے، جہاں عمارتیں
بھی ہیں، اور معاش کے ذرائع و وسائل
بھی موجود ہیں،

ومنها الى مدينة تانة
على الساحل اربعة ايام ومدينة

یہاں سے تھانہ (بمبئی) کی مسافت
چار دن کی ہے، تھانہ (بمبئی) ایک شاندار

تانه . مدينة جليلة على ضفة خور كبير، تدخله المراكب والسفن وتحط به الا دحال

شہر ہے جو ایک بڑی آبنائے کے کنارے پر آباد ہے، یہاں کثرت سے جہاز اور کشتیاں سامان تجارت لے کر آتی، اور سامان اُتار کر لنگر انداز ہوتی ہیں،

وبجبالها وارضها تنبت القنا والطباشير يحتن فيها من اصول القنا ومنها يحمل الى سائر البلاد من المشارق والمغارب

تھانہ کے قریبی پہاڑوں اور وادیوں میں بانس پیدا ہوتے ہیں، اور اُس کی جڑ سے بنس لوچن (طباشیر) تیار کیا جاتا ہے، اور یہاں سے تمام دنیا میں مشرق سے مغرب تک برآمد کیا جاتا ہے

والطباشير يغش بعظام الفيل المحرقة . والصافي منه ما كان من اصول هذا القصب الهندي الشركي كما ذكرناه.

طباشیر میں ہاتھی کی کشتہ کی ہوئی ہڈیوں کی آمیزش بھی کرتے ہیں، لیکن خالص طباشیر اسی ہندی بانس کی جڑ سے بنائی جاتی ہے،

ومن تانه الى مدينة فندرينة، على الساحل اربع مراحل . ومدينة فندرينه على خور ماء، ياتي من ناحية منيبار . وتحط به مراكب البحر من جزائر الهند ومراكب السند

تھانہ سے فندرینہ اس وادی کے دہانے پر واقع ہے، جو ملیبار کی طرف سے آتی ہے اور یہاں ہندوستان اور سندھ دونوں جگہوں کے جہاز آکر ٹھہرتے ہیں، اس کے باشندے مالدار اور بازار آباد ہیں، یہ تجارت کی منڈی بھی ہے، اور ذرائع معاش

ایضًا. ولاھلھا اموال یاسرۃ واسواق عامرۃ ومتاجر ومکاسب،

بھی موجود ہیں،

۲ وبشمال ھذہ المدینۃ وعلیھا جبل کبیر، سامی العلو کثیر الشجر، عامر بالقری والمواشی. وتنبت فی حوافیہ القاقلۃ، ومنھا تحمل الی سائر اقطار الارض،

اس کے شمال میں ایک بڑا بلند سرسبز اور آباد سلسلۂ پہاڑ ہے، اس کے دامن میں قاقلہ پیدا ہوتا ہو جو ساری دنیا میں سپلائی ہوتا ہے

۳ ونبات القاقلۃ تکون اشبہ الاشیاء بنبات الشھلج ولھا مزاود، فیھا بزرھا،

اور قاقلہ کا درخت شہدانج کے درخت سے بہت مشابہ ہوتا ہے،...

۴ ومن مدینۃ فندرینۃ الی مدینۃ جربتن خمس مراحل. وھی مدینۃ عامرۃ علی خور صغیر وھی بلاد ارز کثیر وحبوب کثیرۃ ویذکر ان منھا میرۃ سرندیب وینبت بجبالھا شجر الفلفل کثیرًا

فندرینہ سے جرپٹن ۰ میل ہے، یہ ایک چھوٹی سی ابنائے کے کنارے پر آباد شہر ہے یہاں چاول اور دوسرے غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں، اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہیں سے سرندیپ کے لئے رسد مہیا ہوتی ہے اس کے پہاڑوں میں سیاہ مرچ کے پودے کثرت سے ہوتے ہیں،

ومن جربتن الى صنجى و كيكسار مسيرة يومين وهما مدينتان على البحر، عامرتان متقاربتان وفيهما الارز وحبوب كثيرة ،

جربتن سے صنجی اور کیکسار دو دن کا راستہ ہے، یہ دونوں شہر ساحل سمندر پر ایک دوسرے سے بالکل قریب قریب واقع ہیں، اور بہت ہی آباد ہیں، یہاں بھی دھان اور دوسرے غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں،

ومنها الى كلكيان يوم.

یہاں سے کلکیان ایک دن کا راستہ ہے،

ومن كلكيان الى اللولوا و كنجه مسيرة يومين وفيهما ارز وحنطة وينبت بارضهما البقم كثيرا. ونبات البقم شبيه بنبات الدفلى وبها نارجيل وفاكهة كثيرة.

کلکیان سے لولوا اور کنجہ دو دن کا راستہ ہے، ان دونوں جگہوں میں بھی دھان اور گیہوں پیدا ہوتا ہے. یہاں کی سرزمین بقم کی پیداوار کے لئے بڑی موزوں ہے، بقم کا پودا دفلی کے مشابہ ہوتا ہے، یہاں ناریل اور میوے بھی کثرت سے پیدا ہوتے ہیں

ومن كنجه الى مدينة سمندر ثلثون ميلا وهى مدينة واسعة المتاجر كثيرة المنافع. لاهلها بضائع واموال كثيرة ولا قلاع منها والحطب بها كثير

اور کنجہ سے شہر سمندر کا راستہ تیس میل ہے، یہ تجارت کی بہت بڑی منڈی اور کثیر المنفعت جگہ ہے، یہاں کے باشندے خوش حال اور ساز وسامان سے بھرپور ہیں، یہاں مسافر

من اعمال القنوج . وهو ملك تلك	کی آمد و رفت دونوں کثرت سے ہوتی ہے
البلاد ،	یہ قنوج کی سلطنت میں شامل ہے ،
وهي ايضا على خور يصل اليها	یہ ایک آبنائے کے دہانے پر واقع ہے جس کا
من مدينة قشمير ،	سلسلہ کشمیر سے ہے ،
وفي هذه المدينة حبوب	یہاں دھان اور غلے اور کسی حد تک
وارز كثير وحنطة ممكنة . و	گیہوں کی پیداوار ہوتی ہے یہاں ۵۰ دن کی بحری
يحمل اليها العود من مسيرة خمسة	مسافت طے کر کے کارموت[۱] سے عود
عشر يوما في ماء عذب من بلاد	یہاں آتی ہے ، کارموت میں بھی عمدہ خوشبو
كارموت . وهناك منابت عود	والی عود کی اچھی پیداوار ہوتی ہے ، اور
جيد طيب في بجورة ويجلب	یہ قامرون آسام کے پہاڑوں سے بھی یہاں
هناك من جبال قامرون .	آتی ہے ،
ولهذه المدينة جزيرة كبيرة	اس شہر کا ایک بہت بڑا
تسامتها . وبينهما مجرى ساعة	جزیرہ . . . . ہے ، ان دونوں کے درمیان
وهذه الجزيرة عامرة بالناس	ایک گھنٹہ کا راستہ ہے ، یہ جزیرہ آباد بھی
والتجار من كل الآفاق . ومنها	ہے ، اور یہاں ساری دنیا کے تاجر موجود
الى جزيرة سرنديب اربعة مجاز	ہیں ، یہاں سے لنکا کا راستہ چار منزل ہے
وبالشمال من مدينة سمند	سمندر کے شمال میں زیریں کشمیر کا حصہ
مدينة قشمير الداخلة وبينهما	ہے ، اور ان کے درمیان کا فاصلہ ۱۱۲
سبع مراحل . ومدينة قشمير	میل ہے ، کشمیر کی ریاست ہندوستانی

[۱] اس جگہ کا ذکر ادریسی کے علاوہ اور کسی نے نہیں کیا ہے ،

مدينة مشهورة بين بلاد
الهند فى طاعة الملك لقنوج
روكن الك من قشمير الى كادموق
اربع مراحل.

ومن مدينة قشمير الداخله
الى القنوج نحو سبع مراحل. و
هى مدينة كبيرة حسنة كثيرة
التجارات. وبها يسمى الملك
بقنوج،

وهى على نهر كبير يمد نهر
مسلى بالهند (ونهر مسلى ذكره
صاحب كتاب العجائب. فقال:
هو النهر المسمى نهر الطيب. و
مخرجه من جبال قامرون و
يمر بركن مدينة اسنانذ ثم
يمر حتى ينتهى الى سفح جبل لونيا
و يمر من تحته الى ركن مدينة
ككليان ويصب فى البحر. و
ينبت بضفتى هذا النهر انواع

راجہ قنوج کی اطاعت شعاری کے لئے
مشہور ہے کشمیر سے کارموت کا فاصلہ
۴۶ میل ہے،

کشمیر سے قنوج کا فاصلہ
۱۱۲ میل ہے، قنوج بہت ہی وسیع آبادی
تجارت کی بہت بڑی منڈی ہے، اس
نام سے یہ ریاست ریاست قنوج کہلاتی
ہے،

قنوج ایک بڑے دریا کے کنارے
پر واقع ہے، جو ہندوستان کے دریائے
مسلا سے نکلتا ہے، نہر مسلا کا ذکر
کتاب العجائب کے مصنف نے ان الفاظ
میں کیا ہے، اس دریا کو خوشبو کا دریا کہا
جاتا ہے، اور یہ آسام کے پہاڑوں سے
نکلتا ہے، اور اسانذ کے کنارے سے
گذرتا ہوا لونیا کے پہاڑ کی جڑ تک چلا[۱]
جاتا ہے، اور پھر اس کے نیچے نیچے کلیان
کے کنارے تک پہنچ کر سمندر میں گر جاتا ہے،

[۱] غالباً اس سے برہم پترا مراد ہے،

من الطيب وبذلك سمي،

اس دریا کے دونوں کناروں پر مختلف قسم کی خوشبوئیں پیدا ہوتی ہیں، اسی وجہ سے اس کو نہر الطیب بھی کہتے ہیں،

ومن مدينة رسنا تل الى مدينة قشمير الخارجة اربع مراحل. وقشمير مدينة من مدن الهند المشهورة،

رسانند سے اوپری کشمیر کا علاقہ ۹۴ میل پر واقع ہے، اور کشمیر ہندوستان کے مشہور شہروں میں ہے،

واهلها يحاربون الكافر ترك. وربما بلغت مضرة الترك الخرلخية اليها.

یہاں کے باشندے ترک کافروں سے برابر جنگ کرتے رہتے ہیں، اور کبھی کبھی خولخیہ ترکوں کے نقصان کا اثر کشمیر تک پہنچتا ہے،

ومن مدن القنوج مدينة اطراشا. وبينها وبين مدينة قشمير الخارجة ست مراحل وهي مدينة على نهر جنجس الهند وهي حسنة كثيرة المباني والمياه وهي ثغر من ثغور القنوج، متاخم كابل الى ارض لهاور،

ریاست قنوج کے شہروں میں ایک شہر اطراسا بھی ہے، اس شہر اور بیرونی کشمیر کا فاصلہ ۹۰ میل ہے، یہ شہر گنگا کے کنارے آباد ہے، بڑا خوبصورت شہر ہے، یہاں مکانات اور پانی کی کثرت ہے، یہ ریاست قنوج کی اس سرحد پر واقع ہے، جو کابل سے لاہور تک پھیلی ہوئی ہے،

وهذا الملك القنوج (كثير
الرجال والفيلة، عظيم المملكة
شامخ الملك وليس في ملوك
الهند البرية ملك عنده من
الفيلة ما عنده منها. وله
همة عالية وعنده عدد
واسلحة واموال وسطوته
مهابة على من يليه،

قنوج کے بادشاہ کے پاس پیدل فوج اور
ہاتھی کثرت سے ہیں، اس کی سلطنت بڑی
عظیم الشان اور شاندار ہے، ہندوستان
میں خشکی کے بادشاہوں سے کسی بادشاہ
کے پاس اتنے ہاتھی نہیں ہیں، جتنے اس
کے پاس ہیں، یہ بڑا عالی ہمت بھی ہے اور
اس کے پاس سامان اسلحہ اور دولت کی
فراوانی بھی ہے، اس لئے آس پاس کے
تمام سلاطین پر اس کا رعب داب ہے،

ومن مدينة اطراسا
الى مدينة نياست خمس مراحل
وهي على نهر جنجس الهند. و
هي مدينة عامرة كثيرة سكانها
بها. وبها حنطة وارز وحبوب
كثيرة.

اطراسا سے نیاست کا فاصلہ ۵ میل
ہے، یہ شہر بھی دریائے گنگا کے کنارے واقع
ہے، اس کی آبادی بہت بڑی ہے، یہاں
گیہوں چاول اور دوسرے غلے کثرت
سے پیدا ہوتے ہیں،

ومنها الى مدينة ماديار على
ضفة جنجس، سبع مراحل
ومدينة ماديار واسعة العمارات
كثيرة القرى والديار. وبها

گنگا کے کنارے ہی پر نیاست سے ۱۱۲
میل دور ماديار (غالباً مڑوار ہے) کی
آبادی ہے جہاں بڑی وسیع عمارتیں اور
کثرت سے دیہات اور مکانات ہیں، یہ

تجارات واهلها اصحاب اموال	تجارتی جگہ ہے یہاں کے باشندے بڑے دولتمند
طائلة ،	ہیں،
ومنها الى مدينة نهرواره	مادیار سے نہرواره ۱۱۲ میل پر ہے، نہرواره
سبع مراحل . ونهرواره في	دریائے گنگا کے مغربی حصے پر واقع ہے اس
غربي نهر جنجس . وقد سبق ذكرها	کا ذکر اوپر آچکا ہے،
مالوه — ومن اديار المذكورة الى	مادیار سے مالوہ کی ریاست ۸۰ میل ہے
مدينة مالوه خمس مراحل .	مالوہ بڑا ہی حسین اور خوبصورت شہر ہے جہاں
ومالوه مدينة حسنة . كثيرة	کثرت سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں اس
الوارد والصادر ولها قرى و	کے ماتحت بھی بہت سے دیہات، عمارتیں
عمالات .	اور بستے ہیں،
ومن مدنها مدينتا ددة	اس ریاست کے مشہور شہروں میں
وتتة .	ددہ اور ٹھٹھہ ہیں،
وبين مالوه وددة اربع	مالوہ اور ددہ کے درمیان ۶۴ میل کا
مراحل . وبين ددة وتتة	فاصلہ ہے، اور ددہ سے ٹھٹھہ کا فاصلہ
مرحلتان .	۳۲ میل ہے،
ولهاور ارض هذه البلاد	اور لاہور بھی انہی علاقوں میں شمار
المذكورة .	ہوتا ہے،
موردیس — وكذلك من موردیس	اسی طرح موردیس سے ددہ کی
الى ددة ثلث مراحل ولمدينة	مسافت ۴۸ میل ہے، موردیس ایک

موردیس حصینة الحصن عامرة الاهل . بها تجار وجیوش ، تحرس ثغر کابل وهی فی حضیض جبل عظیم صعب الصعود الی اعلاه . و تنبت به قنا کثیرة وخیزران

آباد اور محفوظ قلعہ بند شہر ہے، یہاں تاجروں کی بھی کثرت ہے، اور کابل کی سرحد کی حفاظت کے لئے یہاں فوجیں بھی رہتی ہیں یہ ایک بڑے عظیم الشان اور ناقابل گذر پہاڑ کے نشیبی دامن میں واقع ہے، اس پہاڑ میں بانس اور بید کثرت سے پیدا ہوتے ہیں،

قندهار

ومن مدینة موردیس الی مدینة القندهار ثمانی مراحل . وهی فی بعض الجبل الذی قدمنا ذکره والطریق بینهما مع ذیله ،

موردیس سے قندھار کا فاصلہ ۱۲۰ میل ہے، یہ اوپر ذکر کئے ہوئے بعض پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے، اور اُن کے درمیان راستہ کی تفصیل کا ذکر بھی آچکا ہے،

ومدینة القندهار کبیرة القطر کثیرة الخلق . وهم قوم یمتازون بلحاهم عن غیرهم . وذلک انهم یترکون لحاهم تطول حتی یصل (الاکثر) من لحاهم الی الرکب ودونها وهی عراض کثیرة الشعر . ووجوههم

قندھار اپنے رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے بہت بڑا ہے، یہاں کے باشندے اپنی داڑھیوں کی وجہ سے دوسرے ہندوستانیوں میں ممتاز ہوتے ہیں، وہ اپنی داڑھیاں بالکل کاٹتے نہیں جس کی وجہ سے بعض قندھاریوں کی داڑھیاں طول میں گر اور گھٹنے تک پہنچ جاتی ہیں،

مدورة. والمثل يضرب بهم بكبر لحاهم وطولها. وزيهم زي الاتراك وعندهم وفي بلادهم حنطة وارز وحبوب واغنام وابقار.

اسی طرح عرض میں بھی اچھی خاصی ہوتی ہیں اُن کے چہرے گول ہوتے ہیں، اُن کی داڑھیوں کی لمبائی ضرب المثل بن گئی اُن کا لباس ترکوں کے مشابہ ہوتا ہے، ان اطراف میں گیہوں، دھان، دوسرے غلے بکریاں اور گائیں پیدا ہوتی ہیں

وهم يأكلون الاغنام الميتة ولا يأكلون البقر البتة كما قد ذكرنا من قبل هذا،

یہ مردہ بکری کھا جاتے ہیں لیکن گائے قطعی نہیں کھاتے،

ومن مدينة القندهار الى مدينة نهر وارة خمس مراحل بسير العجل. واهل القندهار يحاربون ملك كابل.

قندھار سے نہروارہ بیل گاڑی کی رفتار سے پانچ منزل (تقریباً ۵۰ میل) ہے، قندھاری کابلیوں سے برابر جنگ کرتے رہتے ہیں،

کابل اور ہند

وكابل من مدن الهند المجاورة لبلاد طخارستان وهي مدينة جليلة المقدار حسنة البنية. وجبالها عود جيد وبها النارجيل والاهليلج الكابلي منسوب

کابل ہندوستان کے اس حصہ کے شہروں میں ہے، جو طخارستان سے ملا ہوا ہے کابل بہت بڑا اور عمارتوں کے اعتبار سے خوبصورت شہر ہے، اس کے پہاڑوں میں عمدہ قسم کی عود ہوتی ہے ناریل اور وہ ہلیلہ جو

اليها. وينبت في جبالها ويزرع
بأباطحها بصل الزعفران. ويرتفع
منه بها الكثير ويتجهز به منها
الى ما جاورها من البلاد. وهي
من غرر البلاد واحسنها هواء
وبها حصن موصوف بالتحصين
ولا يوجد الصعود اليه الا من
طريق واحد. وفيها مسلمون
كثيرون. ولها ربض فيه الكفار
من اليهود،

کابل بلیلہ کے نام سے موسوم ہے، یہیں
پیدا ہوتا ہے، اس کے پہاڑوں، اور ان کے
دامن اور وادیوں میں زعفران بھی پیدا
ہوتی ہے، اور یہاں سے تمام پڑوسی ملکوں
میں اس کی برآمد ہوتی ہے، یہ اپنی آب وہوا
وغیرہ کے لحاظ سے عجوبۂ روزگار شہر ہے،
یہاں ایک بہت ہی عالیشان و مضبوط قلعہ ہے
جس پر چڑھنے کا ایک ہی راستہ ہے، اس
میں کثرت سے مسلمان ہیں، اس کے پاس
یہودیوں کی ایک شہر پناہ بھی ہے۔

(ولا يتم لملك من ملوك
الشاهية) عقد بيعة الا بمدينة
كابل ويعقد بها عليه شروط
قديمة تتم بها البيعة. والقصد
اليها من الآفاق القريبة والبعيدة

یہاں کے بادشاہ کی بادشاہت اس
وقت تک قابل تسلیم نہیں ہوتی، جب تک
کہ کابل کے لوگ اس کی بیعت نہ کرلیں،
اور اس کی بیعت کی قدیم زمانہ سے کچھ مخصوص
شرطیں ہیں، یہاں قریب اور دور دراز کے
مسافر آتے رہتے ہیں،

ويزرع بسواد ارض كابل كلها
نيلج الذي لا يوجد نظيره في سائر
البلاد المحيطة بها مغلة كثيرة و

کابل کے زرخیز حصہ میں زیادہ تر نیلج
کی کاشت ہوتی ہے، اتنا کثیر اور خوشبودار
نیلج دنیا کے کسی خطہ میں پیدا نہیں ہوتا،

مليئاً. ويحمل منها الى كل الآفاق ويعرف بها.	اور یہاں سے ساری دنیا میں بھیجا جاتا ہے
ويخرج ايضاً من مدينة كابل بثياب تصنع من القطن حسان؛ تحمل الى الصين و تخرج الى بلاد خراسان وقد يسافر بها الى السند واعمالها ويتصرف بها كثيراً،	کابل سے عمدہ سوتی کپڑوں کی بھی برآمد ہوتی ہے، یہ چین، خراسان میں کثرت سے اور سندھ کے علاقہ میں کچھ کم برآمد ہوتا ہے، یہاں اُن کا استعمال بہت ہوتا ہے،
وفي جبال كابل معادن حديد مشهورة كثيرة النفع وحديدها قاطع حسن.	کابل کے پہاڑوں میں لوہے کی مشہور کانیں ہیں، جہاں عمدہ اور کارآمد لوہا پیدا ہوتا ہے، اس لوہے کی کاٹ بہت عمدہ ہوتی ہے،
ولكابل بلاد كثيرة منها ارزكان وخواش وخيار، و لها قلاع وقرى وعمارات متصلة.	کابل کے ماتحت بہت سے شہر ہیں مثلاً (۱) ارزکان (۲) خواش (۳) خیبر یہاں بہت سے قلعے اور ملی جلی بستیاں ہیں،
ومن مدينة كابل الى خواش اربع مراحل.	کابل سے خواش کا فاصلہ ۶۴ میل ہے،
ومن خواش الى حسك	اور خواش سے حسک ۔ ۔ میل ہے

خمس مراحل ومن خسک
الی کابل ثلث مراحل .

اور خسک سے کابل ۴۸ میل ہے ،

وهذه البلاد متساوية
المقادير وبها متاجر متصرفات

یہ تمام شہر قریب ایک ہی
حیثیت کے ہیں ، اور اُن میں ہر ایک جگہ
تجارتی منڈی اور مال کی کھپت ہوتی ہے

ومن مدينة کابل الی
مدينة لمطة اربع مراحل
ومدينة لمطة وزويلة هما علی
طرف المفازة المتصلة بين
الملتان وبلاد سجستان ،

کابل سے لمطہ ۶۴ میل ہے ، لمطہ اور
زویلہ ، یہ دونوں اس صحرا کے کنارے
پر واقع ہیں جو ملتان اور سجستان سے متصل ہے

ولمطة وزويلة بلدان
قدرهما قدر متوسط . وبهما
جمل من الناس من السندية
وبعض اهل الهند وقليل من
اهل سجستان ، وبهما مزارع
حنطة وارز وقليل فواكه . و
شرب اهل هذه البلاد
من عيون وانهار صغار وجباب
وآبار . ويعمل بها ثياب قطن

یہ دونوں شہر متوسط درجہ کے
ہیں .... یہاں زیادہ تر
سندھی اور کچھ ہندوستانی اور ایک قلیل
تعداد میں سجستانی آباد ہیں ، گیہوں ،
چاول ، کچھ میوے اور پھل یہاں کی
تمام پیداوار ہے ، یہاں کے لوگ
چشمے دریا ، گڑھے اور چھوٹے کنوؤں سے
پانی پیتے ہیں ، یہاں بہترین قسم کے سوتی
کپڑے تیار ہوتے ہیں ، اور تمام ملحقہ

حلوة، يحمل بها منها الى ما
جاورها من البلاد،

ومن البلاد التي بشرقي
الملتان، مدينة اودغست و
منها الى القندهار اربع مراحل
ومن اودغست ايضًا الى
الملتان اربع مراحل . و
باودغست . ينبت شي من
القنا . واهلها قليلوا التجارات
والتصرف في الاسعار. لكن
اهلها مياسير، لهم اموال
كثيرة .

ومن مدينة اودغست
الى مدينة زدويله عشر مراحل.

ومن مدينة زدويله الى
لمطة ثلث مراحل،

ومن مدينة اودغست
الى مدينة السند ودثلث مراحل

فهذه جملة صفات البلاد

ملکوں میں جاتے ہیں،

ملتان کے مشرق میں اس ریاست
کے جو شہر واقع ہیں، ان میں ایک اودغست
ہے، یہاں سے قندھار ۴۰ میل ہے،
اسی طرح ملتان بھی یہاں سے ۹۴
میل ہے، یہاں بانس کی پیداوار
ہوتی ہے، یہاں کے لوگ تجارت
اور کاروبار میں کم شریک ہوتے
ہیں لیکن خوش حال اور دولت مند
ہیں،

اودغست سے زدویلہ کا فاصلہ
۱۰۰ میل ہے،

اور زدویلہ اور لمطہ کا فاصلہ ۴۴
میل ہے،

اور اودغست سے سندور کا فاصلہ
بھی ۴۴ میل ہے،

اس حصہ میں جتنے شہر اور ریاستیں

التي تضمنها هذا الجزء. وأمّا بحره ايضًا. فقد ذكرنا ما قبله من الجزائر ممّا فيه كفاية وقصد معنى.

واقع ہیں، ان کی اجمالی تفصیل بیان کر دی گئی ہے، اس حصہ کے سمندر اور جزیرہ کا ذکر اوپر آچکا ہے،

لنکا

واما جزيرة سرنديب التي سبق لنا ذكرها في الاقليم الاول، فان الخارج منها اذا اراد ذلك قصد اقرب بريها. وهو ارض مدينة جرتبن. وبينهما اقل من نصف مجرى.

لنکا جس کا ذکر اوپر اقلیم اول میں آچکا ہے، یہاں سے جب کوئی شخص خشکی کا قریب راستہ اختیار کرنا چاہے گا، تو اسے جرتبن ملے گا، ان دونوں کے درمیان نصف منزل سے بھی کم کا فاصلہ ہے،

فان اخذ المشرق بتاريب فانما تقع تصفيتة الى مدينة كيكسار. ويصل آخر جبل الامري. وهذا الجبل هو جبل عال، كثيرًا العلو جدًا، يخرج عن البحر في جهة الشرق ويجون البحر عليه جونًا كبيرًا. ومن طرف هذا الجون الى جزيرة سرنديب، نحو من

اسی جگہ جبل آمری پڑتا ہے، یہ پہاڑ غیر معمولی بلند اور سمندر کے مشرق میں واقع ہے، دریا اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے، اس جزیرہ نما پہاڑ سے جزیرۂ لنکا کے لئے چار راستے ہیں، اس پہاڑ کی پیداوار کی کل کائنات بقم ہے بقم یہاں سے ساری دنیا میں جاتی ہے، یہ پہاڑ بہت ہی مشہور ہے اور بقم کی جڑ سانپ کے کاٹنے میں اگر

أربعة مجار. وجميع نبات هذا
الجبل انّما هو نبات البقر. ومنه
يتجمّز به ويخرج الى سائر الاقطار
وهذا الجبل جبل مشهور وعروق
البقر تنفع من نهش الحيات بلا
تاخير كما قد مناذكره فيما سبق

فوری طور پر دے دی جائے تو فائدہ
کرتی ہے، اوپر اس کا ذکر آچکا ہے،

ابن ابی اصیبعہ

(متوفی ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء)

ابن ابی اصیبعہ کا اصل نام احمد بن قاسم، کنیت ابو العباس لقب موفق الدین اور وطن دمشق تھا اس کے اجداد میں ابو اصیبعہ نامی ایک شخص گذرا ہے، اسی لئے وہ ابن ابی اصیبعہ کے نام سے معروف ہے وہ اپنے زمانہ کا مشہور طبیب اور معالج تھا۔ طبابت اس کا خاندانی فن اور پیشہ تھا چنانچہ اس کا دادا سلطان صلاح الدین کا طبیب اور باپ بھی ایک حاذق اور نامی طبیب اور علاج چشم کے لئے مشہور تھا ابن ابی اصیبعہ نے شروع میں اپنے باپ سے فنِ طب کی تحصیل کی، اور قاہرہ میں اس کی تکمیل کی، وہ سلطنتِ ایوبی میں بعض عہدوں پر بھی فائز رہا، اور عیون الانباء فی طبقات الاطباء کے نام سے اس نے دو جلدوں میں دنیا کی تمام متمدن قوموں کے مشہور طبیبوں کی سوانح عمری لکھی، ہر دوسری جلد کے ایک باب میں ہندوستان کے اطباء کے حالات اور ان کے طبی کارناموں کا ذکر کیا ہے، یہ کتاب جرمن عالم مولر (Muller) کے اہتمام میں کونگسبرج سے ۱۸۸۴ء میں اور مصر سے ۱۸۸۱ء میں شائع ہوئی ہے، ابن ابی اصیبعہ عز الدین ایدمر کی دعوت پر صرخد گیا، اور وہیں ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء میں اس کی وفات ہوئی۔

عیون الانباء فی طبقات الاطباء

جلد دوم

فی طبقات الاطباء الذین
کانوا من الهند (کنکه الهندی)
حکیم بارع من متقدمی حکماء
الهند واکابرهم وله نظر فی صناعة
الطب وقوی الادویة وطبائع
المولدات وخواص الموجودات
وکان من اعلم الناس بهیئة
العالم وترکیب الافلاک وحرکات
النجوم (ص ۳۲)

وقال ابو معشر جعفر بن محمد
بن عمر البلخی فی کتاب الالوف ان
کنکه هو المقدم فی علم النجوم
عند جمیع العلماء من الهند فی

ہندوستان کے وید اور طبیب،

اگلے زمانہ میں کنکہ ہندی، ہندوستان
کا نامی مشہور، باکمال اور ماہر فلسفی تھا،
وہ طب میں درک رکھتا تھا، دواؤں
کی تاثیر، مخلوقات کے مزاج وطبائع
اور موجودات کے خواص وافعال میں بھی
مہارت رکھتا تھا، اور علم ہیئت، ترکیب
افلاک اور نجوم کی حرکتوں کا بڑا واقف کار
تھا،

ابو معشر جعفر بن محمد نے کتاب الالوف
میں بیان کیا ہے، کہ کنکہ گذشتہ زمانہ میں
ہندوستان کے تمام پنڈتوں اور عالموں
کے نزدیک جوتش میں سب سے زیادہ فائق

سالف الدهر (وكنكه) من
الكتب كتاب النموذار في الاعمار، كتاب
اسرار المواليد، كتاب القرانات
الكبير كتاب القرانات الصغير كتاب
في الطب وهو يجري مجرى كناش
كتاب في التوهم كتاب في احداث
العالم والدور في القران،

(ص ۳۲)

سمجھا جاتا تھا، اس کی تصنیفات میں
کتاب النموذار فی الاعمار (عمروں کے
بیان میں) کتاب اسرار الموالید،
(پیدائشوں کے بھید میں) کتاب القرانات
الکبیر، کتاب القرانات الصغیر (بڑے
اور چھوٹے قران یا لگن) کی کتاب جو
فن طب میں ایک دستور العمل کی
حیثیت رکھتی ہے، کتاب فی التوہم
(توہم (مسمریزم) کے بیان میں) اور
کتاب فی احداث العالم والدور فی
القران (دنیا کے واقعات اور ستاروں
کے لگن میں چکر کے متعلق) ہیں،

صنجهل، كان من علماء الهند
وفضلائهم المبرزين بعلم
الطب والنجوم ولصنجهل من الكتب
كتاب المواليد الكبير،

(صفحہ ۳۲)

(صنجہل) یہ بھی ہندوستان کے پنڈتوں
اور مشہور ویدوں میں تھا، نجوم اور طب
میں مہارت رکھتا تھا، اس کی
کتابوں میں کتاب المواليد الکبیر (پیدائشوں
کی بڑی کتاب) ہے،

وكان من بعد صنجهل
الهندي جماعة في بلاد الهند

صنجہل کے بعد ہندوستان میں طبیبوں
اور ویدوں کی ایک جماعت گذری ہے

لهم تصانيف معروفة في
صناعة الطب وفي غيرها من
العلوم مثل باكهر، راحه، صكه
داهر، انكر، زنكل، جبهر
اندي، جاري، كل هؤلاء
اصحاب تصانيف وهم من
حكماء الهند واطبائهم و
لهم الاحكام الموضوعة في
علم النجوم۔

طب اور دوسرے علوم میں اُن کی مشہور
کتابیں ہیں(له) جیسے باکہر، راحہ، صکہ، داہر
انکر، زنکل، جبہر، اندی، جاری
یہ سب کے سب صاحب تصنیفات اور
ہندوستان کے طبیبوں اور دانشوروں
میں تھے، نجوم اور جوتش کے متعلق اُن کے
مرتب قاعدے اور متعین اصول و احکام ہیں

والهند تشتغل بمؤلفات
هؤلاء فيما بينهم ويتعبدون بها
ويتناقلونها وقد نقل كثير
منها الى اللغة العربية ووجدت
الرازي ايضا قد نقل في كتابه
الحاوي وفي غيره عن كتب جماعة

تمام ہندوستانی اُن کی تصنیفات
کے ساتھ اعتناء کرتے، اور ان کی اقتدا
کرتے، اور انھیں دوسری زبانوں میں
منتقل کرتے ہیں، چنانچہ اکثر کتابیں عربی
میں ترجمہ ہو چکی ہیں، میں نے رازی کو
دیکھا ہے کہ وہ حاوی وغیرہ تصنیفات

له ان میں سے اکثر کتابوں کا پہلے مصنفین کے یہاں ذکر ہو چکا ہے لیکن چونکہ کچھ نہ کچھ نئی چیزیں اور معلومات ہر ایک کے یہاں مل جاتی ہیں، اور پھر یہ دکھانا بھی مقصود ہے، کہ عربوں کو ہندوستان کے علم و فن سے کتنی زیادہ واقفیت تھی، اس لئے علم و فن کے متعلق ہر ایک کے معلومات بلا کم و کاست نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، (ض)

من الهند مثل كتاب شرك الهندي
وَهذا الكتاب فسّره عبد الله
بن علي من الفارسي الى العربي لانه اولا
نقل من الهندي الى الفارسي و
عن كتاب سسرد وفيه علامات
الادواء ومعرفة علاجها و
ادويتها وَهُوَ عشر مقالات امر
يحيي بن خالد بتفسيره وكتاب
بدان في علامات اربعمائة و
اربعة ادواء ومعرفتها بغير
علاج وكتاب سندهشان و
تفسيره كتاب صورة النجح و
كتاب فيما اختلف فيه الهند و
الروم في الحار والبارد وقوى
الادوية وتفصيل السنة وكتاب
تفسير اسماء العقار باسماء عشرة
وكتاب اسانكر الجامع وكتاب علاجات
الحبالى للهند وكتاب مختصر في
العقاقير للهند وكتاب نوفشل

میں ہندوستان کے لوگوں کی کتابوں کا
حوالہ دیتے ہیں، مثلاً شرک (چرک) ہندی
کی کتاب جس کا عبد اللہ بن علی نے فارسی
سے عربی میں ترجمہ کیا ہے اس سے پہلے وہ
سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہو چکی تھی،
سسرد کی کتاب جس میں بیماریوں کی علامتوں
اور ان کے علاج اور دوا کی تفصیل ہے،
اور وہ دس بابوں میں ہے یحییٰ بن خالد کے
حکم سے ترجمہ کی گئی تھی، بدان کی کتاب جس
میں ۴۰۴ بیماریوں کی علامتوں اور پہچان
کا محض ذکر ہے، علاج کا کوئی بیان نہیں
سندھشان کی کتاب جس کے معنی صورت
کا بیان ہیں، ایک اور کتاب جس میں دواؤں
کے سرد و گرم ہونے، ان کی قوت اور سال
کے موسموں کی تقسیم میں ہندوستانی اور
یونانی طبیبوں کے اختلاف کا ذکر ہے،
ایک کتاب جس میں جڑی بوٹیوں کے ناموں
کی تشریح ہے اور ایک جڑی بوٹی کے
دس دس ناموں کا ذکر ہے، اسانکر

فیه مائة دواء وكتاب روسی
الهندية فی علاجات النساء و
كتاب السكر للهند وكتاب رای
الهندی فی اجناس الحيات وسمومها
وكتاب التوهم فی الامراض و
العلل لابی قبيل الهندی،

(استانگر) کی کتاب جامع اور حاملہ عورتوں
کے علاج کے بیان میں ہندوستان کی ایک
مختصر کتاب جڑی بوٹیوں کے متعلق نوقشل
کی کتاب میں ایک سو بیماریوں کا ذکر ہے،
ایک ہندوستانی عورت روسا کی کتاب
خاص عورتوں کے علاج کے متعلق تھی،
ہندوستانی نباتات کے متعلق ایک کتاب
رای ہندی کی کتاب میں سانپوں کی
قسموں اور اُن کے زہروں کا بیان تھا،
اور ابو قبیل کی ایک کتاب میں بیماریوں
کے وہم اور اسباب کا ذکر تھا، (ان
سب کتابوں کا رازی نے حوالہ دیا ہے
اور وہ عربی میں ترجمہ ہو چکی ہیں،

(ومن المشهورين ايضاً من اطباء
الهند شاناق) وكانت له معالجات
وتجارب كثيرة فی صناعة الطب
وتفنن فی العلوم وفی الحكمة وكان
بارعاً فی علوم النجوم حسن الكلام
متقدماً عند ملوك الهند ومن

(ہندوستان کے مشہور اور نامی طبیبوں
میں شاناق بھی ہے) وہ علم طب کا کافی
تجربہ رکھتا تھا، معالجات اور مختلف
علوم اور حکمت و فلسفہ میں مشہور تھا جوتش
کا ماہر تھا، اس کی بحثیں بہت عمدہ ہوتی
تھیں، یہ ہندوستانی راجاؤں کے یہاں

كلاوشاناق قال فى كتابه الذى
سماه منتحل الجوهر :- يا ايها
الوالى اتق عثرات الزمان و
اخش تسلط الايام ولوعة
غلبة الدهر واعلم ان للاعمال
جزاء فاتق عواقب الدهر الايام
فان لها غدرات فكن منها على
حذر والاقدار مغيبات فاستعد
لها والزمان منقلب فاحذر
دولته لئيم الكرة فخف سطوته
سريع الغرة فلا تامن دولته
واعلم ان من لم يداو نفسه
من سقام الاثام فى ايام حياته
فما ابعده من الشفاء فى دار
الادواء لها ومن اذل حواسه
واستعبدها فما تقدم من خير
لنفسه ابان فضله واظهر
حواسه وهى خمس فاذا لم يضبط
حواسه مع قلتها وذلتها صعب

ضبط ذلك ومن لم يضبط نفسه وهي واحد كان لم يضبط

مقرب تھا، وہ اپنی کتاب منتحل الجوہر میں لکھتا
ہے،.......... اے بادشاہ
زمانہ کی ٹھوکروں سے بچئے، حوادث دہر
کے تسلط واقتدار سے خائف رہیے اعمال
کے نتائج اور انجام ہوتے ہیں، اس لئے
حوادث زمانہ کے انجام سے ڈرتے رہئے،
کیونکہ زمانہ اور اس کے حادثات بڑے
بے وفا اور پیمان شکن ہوتے ہیں، اس لئے
ان سے چوکنا رہیئے، تقدیر و مآل کا معاملہ
پوشیدہ ہوتا ہے، اس کے لئے مستعد رہیئے
زمانہ بدلتا رہتا ہے، اسکی لئیم گردش و
انقلاب سے بچئے، اور اس کی پرفریب سطوت
سے ڈرتے رہیئے، اس کے انقلاب سے بے
خوف نہ ہوجئے، یقین رکھیے، کہ جو شخص اپنی
زندگی میں اپنے نفس کو گناہوں کی بیماریوں
سے نہ بچا سکے، اس کو جس مقام پر دوا نہ ہو
وہاں کیسے صحت نصیب ہوسکتی ہے، لیکن جو
اپنے حواس کو پہلے قابو میں کرلے، اور نیکی
اور بھلائی کے لئے اپنا انھیں غلام بنالے،

عليه ضبط الاعوان مع كثرتهم و
وخشونة جانبهم فكانت عامة
الرعية في اقاصي البلاد واطراف
المملكة ابعد من الضبط.

اس کا فضل و شرف ظاہر و باہر ہے "
جو اپنے ایک نفس کو قابو میں نہ کر سکے، وہ اپنے
پانچوں حواس کو کس طرح قابو میں کر سکتا
ہے اور اگر وہ اپنے ان چند اور کمزور حواس
کو قابو میں نہیں لا سکا تو اس کے لئے بہت
سے سخت اور درشت طبع اعوان کو قابو
میں لانا انتہائی دشوار ہے، اور اطراف
و جوانب اور پورے ملک میں پھیلی ہوئی
اس کی رعایا اور بھی بے لگام ہو جائے گی"

(ولشاناق) من الكتب كتاب السموم
خمس مقالات فسره من اللسان
الهندي الى اللسان الفارسي منكه
الهندي وكان المتولي لنقله بالخط
الفارسي رجل يعرف بابي حاتم
البلخي فسره ليحيى بن خالد بن برمك
ثم نقل للمامون على يد العباس
بن سعيد الجوهري مولاه وكان
المتولي قراءته على المامون كتاب
البيطرة كتاب في علم النجوم، كتاب

شاناق کی کتابوں میں کتاب السموم
(زہروں کی کتاب) پانچ بابوں میں ہے،
منکہ ہندی نے اس کا ہندی سے فارسی
میں ترجمہ کیا، ترجمہ کی فارسی خط میں نقل
کی خدمت ابو حاتم بلخی نام کے ایک آدمی
کے سپرد تھی، منکہ نے یحییٰ بن خالد برمکی
کے لئے یہ ترجمہ کیا تھا، پھر خلیفہ مامون
کے لئے اسے دوبارہ ان کے غلام عباس
بن سعید جوہری نے نقل کیا، کتاب البیطر
(چوپایوں کے علاج کی کتاب)، کتاب

منتحل الجوهر والفه لبعض
ملوک زمانه وکان یقال لذلک
الملک ابن قمانص الهندی۔

(ص ۳۳)

(جودر) حکیم فاضل من
حکماء الهند وعلمائهم متمیز
فی ایامه وله نظر فی الطب و
تصانیف فی العلوم الحکمیة و
له من الکتب کتاب الموالید وهو
قد نقل الی العربی،

(ص ۳۲)

(منکه الهندی) کان عالما
لصناعة الطب حسن المعالجة
لطیف التدبیر فیلسوفا من جملة
المشار الیهم فی علوم الهند
متقنا للغة الهند ولغة الفرس
وهو الذی نقل کتاب شاناق
الهندی فی السموم من اللغة

فی علم النجوم اور کتاب منتحل الجوہر بھی
شاناق کی تصنیفات ہیں، اس آخری
کتاب کو اس نے اپنے زمانہ کے ایک
راجہ ابن قمانص ہندی کے لئے مرتب
کیا تھا،

(جودر) یہ ہندوستان کے فاضل
حکما اور اپنے زمانہ کے ممتاز علما (پنڈتوں)
میں تھا، طب پر اس کی اچھی نظر تھی، علوم
حکمت پر بھی اس کی تصنیفات ہیں،
اس کی کتابوں میں ایک کا نام کتاب الموالید
(پیدائشوں کی کتاب) ہے، جو عربی میں
بھی ترجمہ ہو چکی ہے۔

(منکہ ہندی) طب اور علاج کا ماہر،
صاحب رائے و تدبیر، فلسفی و دانا، ہندوستانی
علوم و فنون میں قابل اعتماد
اور ہندی اور فارسی زبانوں کا ماہر تھا
اسی نے زہروں کے متعلق شاناق ہندی
کی کتاب ہندی سے فارسی میں ترجمہ
کی، یہ ہارون رشید کا ہم عصر اور اسی

الهندية الى الفارسي وكان
في ايام الرشيد هرون وسافر
من الهند الى العراق في ايامه و
اجتمع به وداواه ووجدت
في بعض الكتب ان منكه الهندي
كان في جملة اسحق بن سليمان
بن علي الهاشمي وكان ينقل
من اللغة الهندية الى الفارسية
والعربية، (ص ۳۳)

زمانہ میں ہندوستان سے عراق آیا، اور
اس کے دربار میں باریاب ہوا، اور اس
کا علاج کیا، میں نے بعض کتابوں میں
دیکھا ہے، کہ منکہ ہندی اسحاق بن سلیمان
بن علی ہاشمی کے اصحاب میں تھا، اور ہندی
سے فارسی اور عربی زبانوں میں کتابوں کا
ترجمہ کرتا تھا،

ونقلت من كتاب اخبار
الخلفاء والبرامكة ان
الرشيد اعتل علة صعبة
فعالجه الاطباء فلم يجد من
من علته افاقة فقال له ابو
عمر الاعجمي بالهند طبيب يقال
له منكه وهو احد عبادهم و
فلاسفتهم فلو بعث اليه
امير المومنين فلعل الله ان يهب
له الشفاء على يده قال فوجه

میں نے اخبار الخلفاء والبرامکہ
کتاب میں یہ واقعہ دیکھا ہے، کہ ایک
دفعہ خلیفہ ہارون رشید سخت بیمار ہوا
(بغداد کے) تمام اطباء کا علاج ہوا
لیکن مرض میں افاقہ نہ ہوا تو ابو عمر عجمی
نے بتایا کہ ہندوستان میں منکہ نامی ایک
طبیب ہے جو مشہور پنڈت اور فلسفی بھی
ہے، اگر امیر المومنین اسے بلا بھیجیں تو شاید
اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر شفا بخشیں، چنانچہ
خلیفہ رشید نے اسے بلانے کے لئے ایک شخص کو

الرشيد من حمله ووصله
بصلة تعينه على سفره فقدم
وعالج الرشيد فبرأ من علته
بعلاجه فاجرى عليه رزقا
واسعا واموالا كثيرة قال
فبينا منكه مارا فى الخلد اذا هو
برجل من المائنين قد بسط
كساءه والقى عليه عقاقير
كثيرة وقام يصف دواء عنده
معجونا فقال فى صفته هذا
دواء للحمى الدائمة وحمى الغب
وحمى الربع ولوجع الظهر و
الركبتين والخام والبواسير و
والرياح ووجع المفاصل ووجع
العينين ولوجع البطن والصداع
والشقيقة ولتقطير البول و
الفالج والارتعاش ولم يدع
علة فى البدن الا ذكر ان
ذلك الدواء شفاؤها (٢٣)

سفر خرچ دے کر بھیجا، اور اس نے آکر
علاج کیا، اور اس کے علاج سے شفا
ہوئی، اس کے صلہ میں خلیفہ نے سے
انعام واکرام سے مالا مال کر دیا، کہا
جاتا ہے کہ منکہ (ایک مرتبہ) کہیں سے
گذرتا تھا کہ ایک مکار اور مجہول شخص
کو دیکھا کہ وہ چادر پر کچھ جڑی بوٹیاں
رکھے ہوئے ایک معجون کی خوبیاں اور
خصوصیت بیان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ روزانہ
آنے والے، ایک دن ناغہ کے ساتھ آنے
والے اور چوتھے دن آنے والے بخار،
کمر اور گھٹنوں کے درد، بدگوشت،
بواسیر، ریاح، گٹھیا، آشوب چشم، پیٹ
کے درد، سر اور کنپٹی کے درد، سلسل البول،
فالج اور رعشہ، غرض جسم کی تمام بیماریوں
کے لئے شفا بخش ہے،

فقال منكه لترجمانه ما يقول
هذا فترجم له ما سمع فتبسم
منكه وقال على كل حال ملك
العرب جاهل وذلك ارى ان
كان الا مدعى ما قال هذا
فلم حملوني من بلدي وقطعني
عن اهلي وتكلف التلف من
مؤنتي وهو يجد هذا انصب
حينه وبازائه وان كان الا
ليس كما يقول هذا فلم لا
يقتله فان الشريعة قد اباحت
هذا ومن اشبهه لانه ان
قتل ما هي الا نفس تحيا بفنائها
انفس خلق كثير وان ترك د
هذا المجوس قتل في كل يوم نفسا
وبالحرى ان يقتل اثنين وثلاثة
واربعة في كل يوم وهذا
فساد في الدين وهن في
المملكة۔

منکہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ یہ کیا کہہ
رہا ہے، ترجمان نے اس کا جب ترجمہ کر دیا
تو اُس کو سنکر منکہ مسکرا کر کہنے لگا کہ واقعہ
جو کچھ ہو، عرب کے بادشاہ کی نادانی
کا ثبوت ہے، اس لئے کہ اگر وہ صحیح کہہ رہا
ہے تو خلیفہ نے مجھے میرے وطن سے بلا کر
اعزہ واقربا سے کیوں جدا کیا، اور
تکلیف ومشقت اور سفر کے مصارف
کیوں برداشت کئے، جب کہ ایسا شخص
اس کے سامنے ہی موجود تھا، اور اگر وہ
غلط کہہ رہا ہے تو وہ اسے قتل کیوں نہیں
کر ڈالتا، قانون اور شریعت کی رو سے
اس قسم کے لوگوں کو قتل کرنا مباح اور
جائز ہے۔ اگر یہ شخص قتل کر دیا جاتا ہے
تو یہ صرف ایک ایسے آدمی کا قتل ہوگا،
جس سے ایک مخلوق کو زندگی اور حیات
حاصل ہو گی، اور اگر اسے آزاد چھوڑ دیا
گیا، اور وہ اپنے جہل کا اسی طرح اعلان
کرتا رہا تو روزانہ لوگوں کی جان لے گا اور

انداذاً ہر روز دو دو، تین تین یا چار چار
آدمیوں کو مار ڈالنے لگا، اور اس کی وجہ
سے دین میں خرابی اور حکومت میں کمزوری
پیدا ہو گی،

(صالح بن بهلة الهندی)

متميز من علماء الهند و
كان خبيراً بالمعالجات التي لهم
وله قوة و انذارات في تقدمة
المعرفة وكان بالعراق في ايام
الرشيد هارون قال ابو الحسن
يوسف بن ابراهيم الحاسب
المعروف بابن الداية حدثني
احمد بن رشيد الكاتب مولى
سلام الابرش ان مولاه حدثه
انّ الموائد قد مدت بين يدى
الرشيد في بعض الايام وجبرئيل
بن بختيشوع غائب فقال لي احمد
قال لي ابو سلمة يعني مولاه

(صالح بن بہلہ ہندی)

یہ بھی ہندوستان کا ممتاز ترین پنڈت اور
وہاں کے طریقۂ علاج کا بڑا ماہر تھا،
ہارون رشید کے زمانۂ خلافت میں عراق آیا
تھا، ابوالحسن یوسف بن ابراہیم الحاسب
کا جو ابن دایہ کے نام سے مشہور ہیں، بیان
ہے کہ ان سے احمد بن رشید کاتب نے اپنے
آقا سلام ابرش کے حوالہ سے بیان کیا کہ
ایک دن ہارون رشید کے سامنے دسترخوان
لگا ہوا تھا، اور جبرئیل[1] بن بختیشوع خلاف
معمول موجود نہ تھا، احمد کا بیان ہے کہ
انھیں جبرئیل کو تلاش کرنے کا حکم دیا کہ
وہ حسب معمول کھانے کے وقت حاضر ہو
میں نے ہر جگہ اس کو تلاش کیا، وہ جہاں

طبقات الاطباء ج ۲ ص ۳۳

---

[1] جبرئیل بن بختیشوع دربار خلافت کا مشہور و معتمد یونانی عیسائی طبیب تھا، (ش)

فامرني امير المومنين بطلب
جبرئيل بهزه كله على عادته
في ذلك فلما ادع منزلا من منازل
الولد، ومن كان يدخل اليه
جبرئيل من الحرم الا طلبته
فيه ولم اقع له على اثر فاعلمت
امير المومنين بذلك فطفق
يلعنه ويقذفه اذ دخل عليه
جبرئيل والرشيد على تلك الحال
من قذفه ولعنه فقال له لو
اشتغل امير المومنين بالبكاءً
على ابن عمه ابراهيم بن صالح
و ترك ما هو فيه من
تناولي باسب كان اشبه فسأله
عن خبر ابراهيم فاعلمه انه خلفه
وبه رمق ينقضي بآخره وقت
صلاة العتمة فاشتد جزع
الرشيد لما اخبره به واقبل
على البكاء وامر برفع الموائد

کہیں نہ ملا تو امیر المومنین کو اس کی اطلاع
کردی، وہ سخت برہم ہوئے، اور اس کی
غیر حاضری، پر برا بھلا کہنے لگے، اتنے میں
جبرئیل آگیا، رشید کی برہمی کا سلسلہ جاری
تھا، جبرئیل نے سن کر عرض کیا، کہ اگر امیر المومنین
مجھے برا بھلا کہنے کے بجائے اپنے چچازاد بھائی
ابراہیم بن صالح کے حال پر آنسو بہائیں
تو یہ زیادہ مناسب ہوگا، (یہ سن کر خلیفہ
کو پریشانی ہوئی) اس نے ابراہیم کا حال
دریافت کیا، جبرئیل نے بتایا، کہ اس نے
جب انھیں چھوڑا تھا وہ قریب مرگ تھے،
اور صرف ذرا سی رمق باقی رہ گئی تھی،
شاید ہی نماز عشا تک زندہ رہیں،
یہ سن کر ہارون سخت گھبرایا، اور رونے
دھونے لگا، اور دسترخوان بڑھوا دیا،
اور اس قدر بے چین اور بے قرار ہوا
کہ حاضرین کو اس پر رحم آگیا،

فرفعت وكثر ذلك منه حتى حمله
مما نزل به جميع من حضر
فقال جعفر بن يحيى يا امير المؤمنين
ان طب جبرئيل طب رومي
وصالح بن بهلة الهندي في
العلم بطريقة اهل الهند في
الطب مثل جبرئيل في العلم
بمقالات الروم فان رأى
امير المؤمنين ان يامر باحضاره
وتوجيهه الى ابراهيم بن صالح
لنفهم عنه ما يقول مثل ما فهمنا
عن جبرئيل فعل فامر الرشيد
جعفرا باحضاره وتوجيهه و
المصير به اليه ورده بعد
منصرفه من عنده ففعل
ذلك جعفر ومضى صالح الى
ابراهيم حتى عاينه وجس عرقه
وصار الى جعفر وسأله عما عنده
من العلم فقال لست اخبر بالخبر

جعفر بن یحیی نے آگے بڑھ کر کہا کہ امیر المومنین
جبرئیل کا علاج یونانی ہے، اور صالح
ابن بہلہ ہندی طبیب ہے، اسے ہندستانیوں
کے علم طب سے اسی طرح واقفیت ہے،
جس طرح جبرئیل کو یونانیوں کے علم سے،
اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں
اور اجازت دیں تو اسے حاضر کیا جائے
اور ابراہیم بن صالح کو دیکھنے کے لئے بھیجا
جائے تاکہ جبرئیل کی طرح اس کے معائنہ
کا بھی نتیجہ معلوم ہو جائے، خلیفہ نے
اجازت دیدی اور جعفر کو حکم دیا کہ
صالح بن بہلہ ابراہیم کے پاس لیجایا جائے
اور اس کا معائنہ کرانے کے بعد میرے
پاس واپس لائے، جعفر نے اس حکم کی
تعمیل کی، اور صالح نے ابراہیم کے
پاس جاکر اس کا معائنہ کیا نبض دیکھی
پھر جعفر کے پاس آیا، جعفر نے جب اسکی

غير امير المومنين فاستعمل
جعفر مجهوده لصالح ان يخبره
بجملة من الخبر فلم يجبه الى
ذلك،

ودخل جعفر على الرشيد
فاخبره بجحود صالح وامتناعه
من اخباره بما عاين فامر باحضار
صالح فدخل ثم قال يا امير المومنين
انت الامام وعاقد ولاية القضاء
للحكام وما حكمت به لم يجز
لحاكم فسخه وانا اشهدک يا
امير المومنين واشهد على نفسي
من حضرک ان ابراهيم بن
صالح ان توفي في هذه الليلة
او في هذه العلة ان كل مملوک
لصالح بن بهلة احرار لوجه
الله وكل دابة حبيس في سبيل
الله وكل مال له فصدقة على
المساكين وكل امرأة له فطالق

رائے پوچھی تو اس نے کہا کہ وہ مریض
کا حال صرف امیر المومنین سے بیان
کرے گا، جعفر نے بڑی کوشش کی لیکن
اس نے کچھ نہ بتایا۔

جعفر نے رشید کے پاس جا کر کہا کہ صالح
نے اپنی تشخیص بتانے سے انکار کیا ہے
اور خود آ رہا ہے۔ چنانچہ رشید نے صالح
کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس نے حاضر
ہو کر عرض کیا کہ امیر المومنین آپ خلیفہ
اور امام ہیں، حاکموں کو فیصلہ کرنے کا اختیار
دیتے ہیں کسی حاکم کو بھی آپ کے فیصلے کے
منسوخ اور فسخ کرنے کا اختیار نہیں
ہیں آپ کو تمام حاضرین کو گواہ بنا کر
عرض کرتا ہوں کہ اگر ابراہیم آج شب
میں یا اس بیماری کی وجہ سے مر جائیں
تو میرے تمام لونڈی غلام خدا کے لئے
آزاد۔ تمام جانور اس کی راہ میں وقف
اور تمام مال و دولت مسکینوں کیلئے
صدقہ اور میری ساری بیویوں پر تین

ثلاثاً بتاتاً فقال له الرشید حلفت
ویحک یا صالح علیٰ غیب فقال صالح
کلا یا امیر المومنین انما الغیب ما لا
علم لاحد به ولا دلیل له علیہ
ولم اقل ما قلت الا بعلم واضح
ودلائل بینة ،

طلاقیں رشید نے کہا تعجب ہو کہ تم غیب کے متعلق
اس طرح قسم کھا رہے ہو، صالح نے کہا :
امیر المومنین! ہرگز نہیں، اس کا غیب سے
کوئی تعلق نہیں، غیب تو اس چیز کو کہتے ہیں
جس کا آدمی کو کوئی علم نہو، اور نہ اس کی
کوئی دلیل اس کے پاس ہو اور میں نے
جو کچھ عرض کیا ہے وہ علم کی روشنی
میں اور واضح دلائل سے عرض کیا ہے ،

قال احمد بن رشید قال
لی ابو سلمة فسری عن الرشید
ما کان یجد وطعم واحضر له
الشراب فشرب ولما کان وقت
صلاة العتمة ورد کتاب صاحب
البرید بمدینة السلام یخبر بوفاة
ابراهیم بن صالح علی الرشید
فاسترجع واقبل علی جعفر بن یحییٰ
باللوم فی ارشادہ ایاہ الی صالح
بن بهلة واقبل یلعن الهند و
طبهم ویقول وا سوءتاہ من الله

احمد (راوی) کا بیان ہے کہ یہ سُن کر
ہارون کا غم زائل ہو گیا اس نے کھانا
کھایا، اور نبیذ پی لیکن عشاء کے وقت
بغداد سے خط آیا کہ ابراہیم بن صالح
کا انتقال ہو گیا، یہ سُن کر ہارون نے
انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، اور جعفر کو
لعنت ملامت کرنے لگا کہ اُس نے
بلا وجہ صالح بن بہلہ کے علاج کا مشورہ
دیا تھا، اور ہندوستان اور اس کی طب
پر لعنت بھیجی، اور کہا افسوس میرا چچیرا
بھائی تو موت کے تلخ گھونٹ پی رہا ہے

يكون ابن عمي يجرع غصص الموت	اور میں نبیذ پی رہا ہوں؟ اس کے بعد اس نے
وانا اشرب النبيذ ثم برطل من	ایک رطل نبیذ منگائی اس میں پانی ملا کر
نبيذ فمزج النبيذ بالماء والقى	کچھ نمک ڈالا، اور اُسے پی کر قے کرنا
فيه شيئا من ملح واخذ فيشرب	شروع کردی، اور اس کے پیٹ میں جو
ويتقيأ حتى قذف ما كان في جوفه	کچھ تھا سب گر گیا، پھر نہایت بے قراری
من طعامه[1] ... الى دار ابراهيم	کی حالت میں ابراہیم کے گھر آیا، خادموں
فقصد خدمها الرشيد الى رواق	نے جلدی سے ابراہیم کی نشست گاہ کے
على مجالس لابراهيم على يمين الرواق	سائبان میں پہنچایا، سائبان میں دائیں
ويساره فراشان بكراسيهما و	بائیں فرش بچھے ہوئے تھے، جن پر کرسیاں
متكئا تهما ... ندهما وفيما	گاؤ تکیے مسندیں اور گدے وغیرہ لگے ہوئے
بين الفراشين نمارق فاتكا الرشيد	تھے، مگر ہارون رشید تلوار پر ٹیک لگا کر
على سيفه ووقف وقال لا يحسن	کھڑا ہو گیا، اور کہنے لگا کہ احباب اعزہ
الجلوس في المصيبة بالاحبة	کے غم میں فرش پر بیٹھنا مناسب نہیں ہے
من الاهل على اكثر من البسط	سارے فرش اور تکیے اٹھا دو، خادموں
ارفعوا هذه الفرش والنمارق	نے حکم کی تعمیل کی، اس کے بعد ہارون
ففعل ذلك الفراشون وجلس الرشيد	خالی فرش پر بیٹھ گیا، اس وقت عباس

[1] ہمارے پیش نظر جو نسخہ تھا۔ وہ ذرا شکستہ حالت میں تھا، اس لئے یہاں عبارت چھوڑ دی گئی ہے مگر قیاس اور قرینہ سے ترجمہ میں مفہوم ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

على البساط فصارت سنة لبني
العبّاس من ذلك اليوم ولم تكن قبله
ووقف صالح بن بهلة بين
يدي الرشيد فلم ينا طقه أحد
الى ان سطعت روائح المجامر
فصاح عند ذلك صالح الله
الله يا امير المؤمنين ان تحكم
على بطلان زوجتي فتنزعها
وتزوجها غيري وانا رب الفرج
المستحق له وينكحها من لا يحل
له والله الله ان تخرجني من
نعمتي ولكم يلزمني حنث والله
الله ان تدفن ابن عمك حيا
فوالله يا امير المؤمنين ما مات
فاطلق لي الدخول عليه النظر
اليه وهتف بهذا القول مرات
فاذن له بالدخول على ابراهيم
وحده، (ص ۲۵)
قال احمد، قال لي ابو سلمة

(ص ۲۴، ۲۵)

پہلے اس کا رواج ہو گیا، اس سے پہلے یہ
رواج نہ تھا،
صالح بن بہلہ بھی وہیں ہارون کے
سامنے کھڑا تھا، مگر کسی کو یارائے کلام
نہ تھا، جب انگیٹھیوں سے بخورات
کی خوشبو پھیلی، اس وقت صالح بے اختیار
اللہ اللہ چلانے لگا اور کہا کہ امیر المومنین
اگر آپ نے میری بیوی کی طلاق کا حکم صادر
کر دیا اور ان کو مجھ سے جدا کر کے دوسرے
کی زوجیت میں دیدیں گے حالانکہ میں ان کا
آپ مستحق ہوں، اور میرے علاوہ کسی سے ان کا
نکاح جائز نہیں ہے، بخدا مجھ سے میری
نعمتیں نہ چھینئے، اور نہ مجھے حانث (قسم توڑنے
والا) بنائیے۔ امیر المومنین، برائے خدا اپنے
بھائی کو زندہ دفن کیجئے، واللہ وہ زندہ
ہیں، مجھے اُن کے پاس جا کر دیکھنے کی اجازت
دیجئے، اور کئی مرتبہ پکار پکار کر یہ بات دہرائی
بالآخر ان کو تنہا ابراہیم کے پاس جانے کی اجازت
راوی کہتا ہے کہ ہم نے بدن کو تھیلی سے

صحیح ۵

فاقبلنا نسمع صوت ضرب يدٍ
بكف ثم انقطع عنا ذلك الصوت
ثم سمعنا تكبيرًا فخرج الينا صالح
وهو يكبر ثم قال قوموا يا امير المومنين
حتى اريك عجبا فدخل اليه الرشيد
وانا ومسرور الكبير وابو سليم
معه فاخرج صالح ابرة كانت
معه فادخلها بين ظفر ابهام
يده اليسرى ولحمه فجذب ابراهيم
بن صالح يده وردها الى بدنه
فقال صالح يا امير المومنين
هل يحس الميت بالوجع فقال
الرشيد لا فقال له صالح لو شئت
ان يكلم امير المومنين الساعة
لكلمه فقال له الرشيد فانا
اسئلك ان تفعل ذلك فقال
يا امير المومنين اخاف ان عالجته
وافاق وهو في كفن فيه رائحة
الحنوط ان ينصدع قلبه فيموت

[illegible]

ٹھوکنے کی آواز سنی، پھر وہ آواز ختم ہو گئی
اس کے بعد تکبیر کی آواز سنی اتنے میں صالح مسرور
اور تکبیر کہتا ہوا واپس آیا، اور کہنے لگا،
امیر المومنین تشریف لے چلیں میں ایک
عجیب تماشا دکھاؤں گا، چنانچہ خلیفہ میں
مسرور اور ابو سلیم سب اس کے ساتھ ابراہیم
کے پاس گئے، صالح نے ایک سوئی نکالی اور
ابراہیم کے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن
اور گوشت کے درمیان میں چبھو دی ابراہیم
نے ہاتھ کھینچ کر اپنے جسم کے پاس کر لیا،
صالح نے عرض کیا، امیر المومنین! کیا
کوئی مردہ بھی درد و کرب محسوس کر سکتا
ہے، ؟ خلیفہ نے کہا نہیں، صالح نے کہا
کہ اگر آپ فرمائیں تو ابراہیم ابھی بات
کر سکتے ہیں، خلیفہ نے کہا امیر المومنین
مجھے خوف ہے کہ اگر ایسا کیا گیا اور وہ
ہوش میں آگئے تو اپنے کو اس کفن اور
خوشبوؤں میں دیکھ کر واقعی نہ مر جائیں
تو پھر اُن کے زندہ کرنے کی کوئی تدبیر نہ

موتاً حقيقتاً فلا يكون لي في احيائه
حيلة ولكن يا امير المومنين تامر
بتجريده من الكفن ورده الى
المغتسل واعادة الغسل عليه
حتى تزول رائحة الحنوط عنه ثم
يلبس مثل ثيابه التي كان يلبسها
في حال صحته وعلته ويطيب بمثل
ذلك الطيب ويحول الى فراش
من فرشه التي كان يجلس وينام
عليها حتى اعالجه بحضرة امير المومنين
فانه يكلم من ساعة، قال احمد
قال ابو سلمه فوكلني الرشيد
بالعمل بما حده صالح ففعلت ذلك
ثم صار الرشيد وانا معه ومسرور
وابو سليم وصالح الى الموضع الذي
فيه ابراهيم ودعا صالح بن بهله
بكندس ومنفخة من الخزانة
ونفخ من الكندس في انفه
فمكث مقدار سدس ساعة

ہو سکے گی، اس لئے پہلے آپ کفن اتروا دیجئے
اور دوبارہ غسل کرا دیجئے تاکہ حنوط کی خوشبو
زائل ہو جائے، اور وہ کپڑے پہنا دیئے
جائیں جو وہ معمولاً صحت اور بیماری کی حالت
میں پہنا کرتے تھے، اور اسی طرح کی خوشبو
بھی لگا دی جائے، اور اس خوابگاہ میں
ان کو لے جایا جائے، جہاں وہ سوتے اور
بیٹھتے تھے، اور اس کے بعد میں کوشش کرونگا
کہ وہ امیر المومنین کے سامنے بولنے لگیں"
ابو سلمہ راوی کا بیان ہے کہ امیر المومنین
نے مجھے یہ سارے کام کرنے کا حکم دیا،
جب میں یہ کام کر چکا تو ہم سب صالح کے
ساتھ وہاں گئے جہاں ابراہیم موجود تھا، اور
صالح نے نسوار اور دھونکنی خزانہ سے منگوائی
تھوڑی ہی دیر تک اسکو نسوار سنگھائی تھی
کہ اس کے بدن میں حرکت پیدا ہوئی، اور وہ
چھینکتا ہوا رشید کے سامنے بیٹھ گیا اور اس کے
ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ رشید نے اس کا ماجرا
پوچھا اس نے بتایا کہ آج ایسی نیند آگئی کہ

ثم اضطرب بدنه وعطس
وجلس قدام الرشيد وقبل
يده وسأله عن قصته فذكر انه
كان نائما نوما لا يذكر انه نام مثله
قط طيبا الا انه رای فی منامه
كلبا قد اهوى اليه فتوقاه بيده
فعض ابهام يده اليسرى عضة
انتبه وهو يحس وجعها واراه
ابهامه التی كان صالح ادخل
فيها الابرة وعاش ابراهيم
بعد ذلك دهرا ثم تزوج العباسة
بنت المهدی وولی مصر فلسطين
وتوفی بمصر وقبره بها،

(ص٣٥)

نہیں پڑتا کبھی ایسی خوشگوار نیند آئی ہو
اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کتا اسکی
طرف بڑھ رہا ہے، اس سے بچنے کے لئے ہاتھ
اٹھایا، تو اُس نے بائیں انگوٹھے میں کاٹ لیا
جس سے بیدار ہوگیا، اور ابھی تک اس تکلیف
کا احساس ہے، پھر اس نے اپنا وہ انگوٹھا
دکھایا، جس میں صالح نے سوئی چبھوئی تھی
اس کے بعد ابراہیم ایک زمانہ تک زندہ رہا
اور اُس نے مہدی کی بیٹی عباسہ سے شادی
کی اور مصر و فلسطین کا گورنر ہوا، اور وہیں اسکا
انتقال ہوا، اور وہیں اس کی قبر ہے،

ابن بطوطہ

(متوفی ۷۷۹ھ مطابق ۱۳۷۷ء)

ابن بطوطہ یہ آٹھویں صدی کا مشہور سیاح ہے۔ اس کا اصلی نام محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بن یوسف کنیت ابو عبد اللہ لقب شرف الدین اور ابن بطوطہ کے نام سے مشہور ہے۔ ۷۰۳ھ ہجری میں طنجہ (مراکش) وبربر میں پیدا اور ۷۷۹ھ ہجری میں انتقال کیا۔ ۷۲۵ھ ہجری میں حج و زیارت کعبہ سے مشرف ہوا، اور اس کے بعد اسے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کا شوق ہوا، اور سلطان محمد تغلق کے عہد میں ہندوستان آیا، اور یہاں کے چپہ چپہ کو دیکھا، ۲ سال تک دہلی میں عہدۂ قضا پر بھی فائز رہا۔ اس نے دنیا کے متعدد ممالک کی سیر و سیاحت کی ہے، اور اپنی سیاحت و مشاہدہ کا پورا حال اپنی ڈائری تحفۃ النظار فی غرائب الامصار وعجائب الاسفار میں جو رحلۃ ابن بطوطہ (سفرنامۂ ابن بطوطہ) کے نام سے مشہور ہے، بیان کیا ہے،

ہندوستان کے جغرافیائی، تمدنی، معاشرتی، اور مذہبی حالات کے علاوہ یہاں کی قوموں جماعتوں، اور حیوانات و نباتات کے متعلق اس قدر وضاحت اور تفصیل سے اُس نے لکھا ہے کہ اس کی مدد سے اس عہد کے ہندوستان کی ایک مکمل تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے، اور چونکہ ابن بطوطہ

کے مشاہدات عینی ہیں، اس لئے زیادہ تر وہ معتبر اور مستند ہیں، اس کتاب میں اس کے مفید اور دلچسپ اور اہم انتخابات نقل کئے جا رہے ہیں،

ابن بطوطہ کے سفرنامہ کی شہرت اور اہمیت کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کئی بار یورپ اور عرب ممالک سے شائع ہو چکا ہے، اور مختلف مغربی اور مشرقی زبانوں کے علاوہ اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے،

رحلہ ابن بطوطہ

جلد دوم

ولما كان بتاريخ الغرة من
شهر الله المحرم مفتتح عام اربعة
وثلاثين وسبعمائة وصلنا
الى وادى السند المعروف بنج
اب ومعنى ذلك المياه الخمسة
وهذا الوادى من اعظم اودية
الدنيا وهو يفيض فى اوان الحر...
وهذا الوادى هو اول عمالة السلطان
المعظم محمد شاه ملك الهند
والسند ولما وصلنا الى هذا
النهر جاء الينا اصحاب الاخبار
الموكلون بذلك وكتبوا بخبرنا
الى قطب الملك امير مدينة

۷۳۴ھ کی ۱ محرم الحرام کی پہلی تاریخ
تھی کہ ہم دریائے سندھ پر پہونچے یہ دریا
دنیا کے بہت بڑے دریاؤں میں شمار کیا
جاتا ہے، گرمی کے موسم میں اس میں طغیانی
آتی ہے،

یہاں سے سلطان محمد شاہ تغلق
بادشاہ ہند وسندھ کی عملداری شروع
ہوتی ہے جب ہم اس دریا پر پہونچے
تو بادشاہ کے اخبار نویس ہمارے پاس
آئے، اور ہمارے آنے کی خبر انھوں نے
قطب الملک حاکم ملتان کے پاس بھیجا

یہ امیر بادشاہ کی طرف سے ان دنوں میں [illegible]

ملتان وكان امير امراء السند	کا بخشی تھا،.......
على هذا العهد مملوك للسلطان	
يسمى سرتيز وهو عرض الممالك	
وبين يديه تعرض عساكر السلطان (ص ۲)	
....	
وكان في حين قدومنا مدينة	جب ہم سندھ میں پہونچے تو امیر شہر
سيوستان من السند ....(ص ۲۰)	سیوستان سندھ میں مقیم تھا.......
واذا كتب المخبرون الى	جو اخبار نویس سندھ سے بادشاہ کو
السلطان من بلاد السند يصل	کوئی خبر دیتے ہیں، وہ اُس کے پاس
الكتاب اليه في خمسة ايام بسبب	ڈاک کے ذریعہ سے پانچ دن میں
البريد، (ص ۲)	پہونچتی ہے،
والبريد ببلاد الهند صنفان	ہندوستان میں ڈاک دو قسم کی
فاما بريد الخيل فيسمونه الولاق	ہوتی ہے، ایک گھوڑے کی اُسے وہ اولاق
(اولاق) وهو خيل تكون للسلطان	کہتے ہیں، ہر چار میل کے بعد گھوڑا بدلتا
في كل مسافة اربعة اميال و	ہے، یہ گھوڑے بادشاہ کی طرف سے رہتے
اما بريد الرجالة فيكون في مسافة	ہیں (دوسری قسم پیادوں کی ہے،)
الميل الواحد منه ثلاث رتب	ان کا یہ انتظام ہوکر ایک میل میں تین چوکیاں
ويسمونها الداوة والداوة	ہرکاروں کی ہوتی ہیں، اس چوکی کو داوہ
هي ثلث ميل والميل عندهم	کہتے ہیں، جو تہائی میل کے برابر ہوتا ہے،

يسمى الكروة و ترتيب ذلك
ان يكون فى كل ثلث ميل قرية
معمورة و يكون بخارجها ثلاث
قباب يقعد فيها الرجال مستعدين
للحركة قد شدوا اوساطهم
عند كل واحد منهم ....
.... مقرعة مقدار
ذراعين باعلاها جلاجل نحاس
فاذا خرج البريد من المدينة
اخذ الكتاب باعلى يده والمقرعة
ذات الجلاجل باليد الاخرى
وخرج يشتد بمنتهى جهده
فاذا سمع الرجال الذين
بالقباب صوت الجلاجل تأهبوا
له فاذا وصلهم اخذ احدهم
الكتاب من يده و مر باقصى
جهده و هو يحرك المقرعة
حتى يصل الى الداوة الاخرى
ولا يزالون كذلك حتى يصل

اور میل کو کروہ کہا جاتا ہے، ہر تہائی میل
کے فاصلہ پر ایک گاؤں آباد ہوتا ہے،
گاؤں کے باہر تین برجیاں بنی ہوتی ہیں
ہر ایک میں ہرکارے کمر کسے بیٹھے رہتے
ہیں، ہر ایک ہرکارے کے پاس ایک
چھڑی دو گز لمبی ہوتی ہے، جس کے
سرے پر تانبے کے گھنگرو بندھے ہوئے
ہوتے ہیں، جب شہر سے ڈاک چلتی ہے
تو وہ ایک ہاتھ پر لفافہ رکھ لیتا ہے،
اور دوسرے میں چھڑی اور تمام طاقت
خرچ کرکے دوڑتا ہے، دوسرا ہرکارہ
اس کے گھنگروؤں کی آواز سن کر تیار
ہو بیٹھتا ہے، اور لفافہ لے کر فوراً دوڑ
پڑتا ہے، اس طرح جہاں کہیں خط پہنچانا
ہوتا ہے، پہنچا دیتے ہیں، یہ ڈاک گھوڑوں
کی ڈاک سے بھی جلدی جاتی ہے ۔.....

....

الكتاب الى حيث يراد منه وهذا
البريد اسرع من بريد الخيل
(ص ٢-٣)

واذا كتب المخبرون الى
السلطان بخبر من يصل الى بلاده
استوعبوا الكتاب وامعنوا
في ذلك وعرفوه انه ورد رجل
صورته كذا ولباسه كذا و
كتبوا عدد اصحابه وغلمانه
وخدامه ودوابه وترتيب
حاله في حركته وسكونه وجميع
تصرفاته لا يغادرون من
ذلك كله شيئاً. فاذا وصل
الوارد الى مدينة ملتان وهي
قاعدة بلاد السند اقام بها
حتى ينفذ امر السلطان بقدومه
وما يجري له من الضيافة وانما
يكرم الانسان هنالك بقدر ما
يظهر من افعاله وتصرفاته

اور اخبار نویس ہر مسافر کا حال
تفصیل وار لکھتے ہیں کہ اس کی صورت
ایسی ہے، لباس ایسا ہے، خادم اور
ہمراہی اور جانور اس کے ساتھ اس قدر
ہیں، اس کے حرکات اور سکنات اس
قسم کے ہیں، الغرض کوئی بات باقی
نہیں چھوڑتے، جب کوئی مسافر شہر
ملتان پہنچتا ہے جو ملک سندھ کا دار الحکومت
ہے، تو جب تک کہ بادشاہ کی طرف سے
حکم روانگی نہ آ جائے اور اس کی ضیافت کا
انتظام نہ ہو جائے، اور اس کی مقدار مقرر
نہ ہو جائے اس کو وہاں ٹھہرنا پڑتا ہے
ہر مسافر کی آؤ بھگت اس کے ساز و
سامان اور حرکات و سکنات کے مطابق
ہوتی ہے، کیونکہ اس وقت تک اس کے
حسب و نسب کی خبر تحقیقی نہیں ہو سکتی

وهمته اذ لا يعرف هنالك ما
حسبه ولا آباؤه ومن عادة
ملك الهند السلطان ابي المجاهد
محمد شاه اكرام الغرباء ومحبتهم
وتخصيصهم بالولايات والمراتب
الرفيعة ومعظم خواصه وحجابه
ووزرائه وقضاته واصهاره
غرباء ونفذ امره بان يسمى الغرباء
في بلاده بالاعزة، ....

بادشاہ ہند محمد شاہ تغلق پردیسیوں
کی تعظیم و تکریم بدرجۂ غایت کرتا ہے
اور ان سے محبت رکھتا ہے، اور بڑے
بڑے عہدے ان کو دیتا ہے، اس کے
بڑے بڑے خواص اور حاجب اور وزیر
اور قاضی اور داماد غیر ملک کے باشندے
ہیں، اس کا حکم ہے کہ پردیسی کو ہمیشہ
عزیز کے نام سے پکارا کریں، ....

وسرنا من نهر السند يومين
ووصلنا الى مدينة جناني مدينة
كبيرة حسنة على ساحل نهر السند
لها اسواق مليحة وسكانها طائفة
يقال لهم السامرة استوطنوها
قديما واستقر بها اسلافهم حين
فتحها على ايام الحجاج بن يوسف
حسبما اثبت المورخون في فتح السند
واخبرني الشيخ الامام العالم العامل
الزاهد العابد ركن الدين ابن

ہم دو منزل چلے تھے کہ جنانی کا شہر آیا،
یہ شہر وسیع اور خوبصورت ہے، دریائے
سندھ کے کنارے واقع ہے، اس کا بازار
بہت خوشنما ہے، اس شہر میں سامرہ
کی قوم کے آدمی آباد ہیں، اور قدیم زمانہ سے
آباد چلے آتے ہیں، مورخ کہتے ہیں کہ جب
حجاج بن یوسف کے وقت میں سندھ فتح
ہوا تو اس قوم کے بزرگ اس شہر میں بستے
تھے، شیخ رکن الدین بن شیخ شمس الدین
بن شیخ بہاء الحق ذکریا قریشی (ملتانی)

الشیخ الفقیہ الصالح شمس الدین
بن الشیخ الامام العابد الزاهد
بهاء الدین زکریاء القرشی وهو
احد الثلاثة الذین اخبرنی الشیخ
الولی الصالح برهان الدین الاعرج
بمدینة الاسکندریة انی سالقاهم
فی رحلتی فلقیتهم والحمد لله انّ
جده الاعلی کان یسمی محمد
بن قاسم القرشی وشهد فتح السند
فی العسکر الذی بعثه لذلک الحجاج
بن یوسف ایام امارته علی العراق
واقام بها وتکاثرت ذریته و
هٰؤلاء الطائفة المعروفون
بالسامرة لا یأکلون مع احد
ولا ینظر الیهم احد حین یاکلون
ولا یصاهرون احدا من غیرهم

مجھ سے ذکر کرتے تھے کہ ان کے جد اعلیٰ محمد
بن قاسم قریشی فاتح سندھ کے اس لشکر
میں تھے جو حجاج نے عراق سے بھیجا تھا۔
اسی ملک میں رہ گئے تھے، اور پھر اُن کی اولاد
بڑھ گئی، یہ شیخ رکن الدین وہی ہیں جن کی
بابت مجھے شیخ برہان الدین اعرج نے شہر
اسکندریہ میں کہا تھا کہ تو ان سے ملے گا،
سامرہ قوم کے لوگ کسی کے ساتھ نہیں کھاتے
اور جب وہ کھاتے ہیں، تو کوئی ان کی طرف
دیکھنے نہیں پاتا، اور نہ اپنی قوم کے سوا کسی
کے ساتھ رشتہ کرتے ہیں، اس زمانے میں
ان کا سردار ایک شخص ونار نامی تھا اس
کا حال میں آگے چل کر بیان کروں گا

---

[1] ابن بطوطہ کی روایت کے مطابق اُن کے جد اعلیٰ ہندوستان میں محمد بن قاسم ثقفی کے لشکر کے ساتھ ۹۳ھ میں آئے تھے، لیکن یہ درست نہیں، فرشتہ نے لکھا ہے کہ شیخ بہاء الدین کے دادا کمال الدین قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم میں آئے اور وہاں سے ملتان آئے۔

ولا يضاهيها احد وكان
لهم في هذا العهد امير يسمى ناد
وسند كرخبره، (ص ۲۰۵)
سافرت مع علاء الملك
خمسة ايام ووصلنا الى موضع
ولايته وهو مدينة لاهري مدينة
حسنة على ساحل البحر الكبير و
بها يصب نهر السند في البحر فيلتقي
بها بحران ولها مرسى عظيم يأتي
اليه اهل اليمن واهل فارس
وغيرهم وبذلك عظمت جبايتها
وكثرت اموالها، اخبرني الامير
علاء الملك المذكور ان مجبى هذه
المدينة ستون لكا في السنة
...... وللامير من ذلك نصف
(نيم) ده يك ومعناه نصف العشر
وعلى ذلك يعطي السلطان البلاد

میں بھی علاء الملک کے ساتھ پانچ
روز رہا، پانچویں دن ہم لاہری[1] کے شہر میں
پہونچے، یہ شہر بہت خوبصورت سمندر کے
کنارے واقع ہے، اس کے پاس دریائے
سندھ سمندر میں جاگرتا ہے، یہ شہر بڑا
بندرگاہ ہے یمن اور فارس کے جانثر
اور تاجر بہت آتے ہیں، اور اس لئے یہ
شہر نہایت مالدار ہے، اور اس کا محاصل
بھی زیادہ ہے، علاء الملک مجھ سے کہتے تھے
کہ اس بندر کا محاصل ساٹھ لاکھ دینار
ہے ۔۔۔۔۔۔
اور امیر علاء الملک کو اس میں سے بیسواں
ملتا ہے یعنی عشر کا نصف، اور اسی
شرح پر بادشاہ اپنے کارداروں کو علاقے

[1] ہنٹر صاحب نے اپنے گزیٹیر میں اس کا نام لاہوری بندر لکھا ہے، اب محض ایک گاؤں اور کراچی کے ضلع میں واقع ہے۔ (ض)

لماله یاخذ ون منها الا نفسهم	سپرد کیا کرتا تھا،
نصف العشر، (ص۸)	
ورکبت یوماً مع علاء الملک	ایک روز میں امیر علاء الملک کے ساتھ
فانتهینا الی بسیط من الارض علی	سیر کرنے گیا، شہر سے سات میل کے فاصلہ پر
مسافة سبعة امیال منها یعرف	ایک میدان ہے جس کو تارنہ کہتے ہیں، وہاں
بتارنا فرأیت هنالک مالا یحصره	بے شمار آدمیوں اور حیوانات کی سنگین مورتیں
العد من الحجارة علی مثل صورة	ثابت اور ٹوٹی پھوٹی پڑی ہوئی ہیں، اور غلہ
الآدمیین والبهائم وقد تغیر کثیر	اور گیہوں اور چنا اور مسری وغیرہ پتھرائے
منها ودثرت اشکاله فیبقی منه	ہوئے پڑے ہیں فصیل اور مکانات کی دیواروں
صورة رأس او رجل سواهما ومن	کے سامان موجود ہیں، کھنڈرات میں کھدے
الحجارة ایضا علی صور الحبوب من	ہوئے پتھر کا ایک گھر ہے، اس کے وسط
البر والحمص والفول والعدس وهنالک	....
آثار سور وجدرات دار	.... میں ایک چبوترہ
ثم رأینا رسم دار فیها	ہے جو ایک ہی پتھر کا بنا ہوا ہے، اس پر
....	ایک آدمی کا بت ہے، اس آدمی کا سر ذرا
.... بیت من حجارة منحوتة	لمبا ہے، اور منہ ایک طرف پھرا ہوا ہے، دونوں
وفی وسطه دکانة حجارة منحوتة	ہاتھ کمر سے کسے ہوئے ہیں، اس جگہ نہایت
کانها حجر واحد علیها صورة آدمی	بودار پانی تھا، بہت سی دیواروں
الا ان راسه طویلة و فمه فی	پر ہندی زبان اور خط کے کتبے ہیں، امیر

جانب من وجهه ويده الى خلف
ظهره كالمكتوف وهنالك مياه
شديد النتن وكتابة على بعض
الجدرات بالهندى واخبرنى
علاء الملك ان اهل تاريخ
يزعمون ان هذا الموضع كانت
فيه مدينة عظيمة اكثر اهلها
الفساد فمسخوا حجارة وان ملكهم
هو الذى على الدكانة فى الدار التى
ذكرناها وهى الى الآن تسمى
دار الملك وان الكتابة التى
فى بعض الحيطان هنالك بالهندى
هى تاريخ اهلاك المدينة و
كان ذلك منذ الف سنة
او نحوها (ص ٠-٩)

علاء الملک ذکر کرتے تھے، کہ اس ملک کے
تاریخ دان گمان کرتے ہیں، کہ یہ شہر مسخ
ہو گیا تھا، اور چبوترہ پر جو بُت ہے، وہ
اس کا بادشاہ تھا، چنانچہ اب بھی اس
گھر کو راجہ کا محل کہتے ہیں، دیواروں کے
کتبوں سے یہ پتہ چلتا ہے، کہ یہ بربادی
تقریباً ایک ہزار سال گذرے ہوئی تھی

وانصرفت عنه الى مدينة

لاہوری سے میں بھکر[1] گیا، یہ شہر بھی خوبصورت ہے؛

[1] اس زمانہ میں بھکر فقط اس قلعہ کو کہتے ہیں، جو دریائے سندھ کے بیچ میں روڑھی اور سکھر کے درمیان واقع ہے، یہ محض قلعہ ہے اور ہمیشہ سے قلعہ ہوگا، بھکر کا شہر اس وقت اغلباً وہ ہوگا جس کو اب سکھر کہتے ہیں، جہاں میر محمد معصوم بھکری صاحبِ تاریخ معصومی کا مقبرہ واقع ہے، ابن بطوطہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ

بكار وهي مدينة حسنة يشقها خليج
من نهر السند وفي وسط ذلك
الخليج زاوية حسنة فيها الطعام
للوارد والصادر عمّرها كشلو
خان ايام ولايته على بلاد السند
وسيقع ذكره ولقيت بهذه المدينة
الفقيه الامام صدر الدين الحنفي
ولقيت بها قاضيها المسمى بابي
حنيفة ولقيت بها الشيخ العابد
الزاهد شمس الدين محمد الشيرازي
وهو من المعمّرين ذكر لي ان سنّه
(٦) عشرين ومائة

دریاے سندھ کی ایک شاخ اس کے بیچ
میں سے گذرتی ہے، اور اس شاخ کے
وسط میں ایک خانقاہ ہے، وہاں مسافروں
کو کھانا ملتا ہے، اس خانقاہ کو کشلو خاں
نے جس کا ذکر آگے بھی آوے گا، اپنے ایام
حکومت میں تعمیر کیا تھا، اس شہر میں میری
ملاقات امام عبد اللہ حنفی اور قاضی شہر
ابو حنیفہ اور شمس الدین محمد شیرازی سے ہوئی،
شیخ شمس الدین کی عمر ان کے بیان کے مطابق
اس وقت ایک سو بیس برس تھی،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶۵)

اس نے بکھر اور قلعہ بکھر کو ایک شہر مراد لیا ہے، کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ دریاے سندھ کی ایک شاخ شہر میں سے گذرتی ہے، کشلو خاں کی بنائی ہوئی خانقاہ شاید وہ ہوگی، جس کو اب خواجہ خضر کی خانقاہ کہتے ہیں، اور جو قلعہ کے متصل شمال میں واقع ہے، لیکن دریا میں علیحدہ ایک چھوٹے سے جزیرہ پر واقع ہے،

ثمّ سافرت من مدینة بکّار	بکار سے چل کر ہم اوچھ[1] کے شہر میں پہونچے
فوصلت الی مدینة اوجه وهی	یہ شہر دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے
مدینة کبیرة علی نهر السند لها	اور بڑا شہر ہے، بازار بہت عمدہ ہیں اور
اسواق حسنة وعمارة جیدة	عمارتیں مضبوط ہیں، ان دنوں میں اس
وکان الامیر بها اذ ذاک الملک	شہر کا حاکم سید جلال الدّین کیجی تھا جو شجاعت
الفاضل الشریف جلال الدّین	اور کرم میں مشہور تھا، اور اسی شہر میں گھوڑے
الکیجی احد الشجعان الکرماء وبهذه	سے گرنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا، اس
المدینة توفی بعد سقطة	امیر کے ساتھ میری دوستی ہو گئی، اور
سقطها عن فرسه ونشأت	اُس کے ساتھ اکثر صحبت ہوتی تھی، دہلی
بینی وبین هذا الملک الشریف	میں بھی ہم دونوں ملے، اور جب کہ بادشاہ
جلال الدّین مودة وتاکدت	دولت آباد کی طرف تشریف لے گئے، اور مجھے
بیننا الصحبة والمحبة و	وہیں مقیم رہنے کا حکم دیا (اور جلال الدّین
اجتمعنا بحضرة دهلی فلما	بھی اس کے ساتھ گیا، اور وہ) مجھے اجازت
سافر السلطان الی دولت آباد	دے گیا کہ اگر مجھے ضرورت ہو تو اس کے
وامرنی بالاقامة بالحضرة	گاؤں کا محاصل وصول کر کے خرچ کر لیا
قال لی جلال الدین انک	کروں، چنانچہ میں نے پانچ ہزار دینار کے

[1] اب یہ شہر بہاول پور کی ریاست میں دریائے پنجند کے کنارے پر واقع ہے، ملتان سے ۷۰ میل پر، پہلے زمانہ میں دریائے سندھ اور پنجاب کے پانچوں دریا اوچھ کے پاس ملتے تھے، اب چالیس میل نیچے مٹھن کوٹ کے قریب ملتے ہیں، کننگھم صاحب کی رائے میں یہ شہر اسکندر اعظم نے آباد کیا تھا، ناصر الدین قباچہ کے وقت میں یہ شہر سندھ کا

تحتاج الى نفقة كبيرة والسلطان
.... تطول غيبته فخذ
قريتي واستغلها حتى اعود ففعلت
ذلك واستغللت منها نحو خمسة
آلاف دينار جزاه الله احسن
جزائه ولقيت بمدينة اوجه
الشيخ العابد الزاهد الشريف
قطب الدين حيدر العلوي و
البسنى الخرقة وهو من كبار
الصالحين ولم يزل الثوب
الذي البسنيه معي الى ان سلبني
كفار الهنود في البحر، (ص ۹)

قریب اس میں سے خرچ کیا، اس شہر
میں میں نے سید جلال الدین حیدری علوی
کی زیارت کی اور انھوں نے مجھے اپنا خرقہ
عنایت کیا، یہ شیخ بزرگانِ صالحین میں
سے تھے، اور یہ خرقہ میرے پاس اس وقت
تک رہا جب مجھے ہندو ڈاکوؤں نے سمندر
میں لوٹ لیا، اور اس وقت یہ خرقہ بھی
جاتا رہا،

ثم سافرت من اوجه
الى مدينة ملتان وهي قاعدة
بلاد السند ومسكن اميرامرائه

اوچہ سے چل کر میں ملتان پہنچا، یہ شہر ملک
سندھ کا دارالخلافہ ہے، اور وہاں کا
امیر الامرا بھی اسی شہر میں رہتا ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۲۶۷) دارالخلافہ تھا، سادات بخاری اور گیلانی اس شہر میں رہتے تھے، سید جلال بخاری اور مخدوم جہانیاں کے مزار اس شہر میں ہیں لیکن کسی مزار کی عمارت قابل تعریف نہیں، ابن بطوطہ جب اوچہ پہنچا تھا، تو سید جلال المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی عمر ۲ سال تھی، اُن کے دادا سید جلال بخاری بہت دن پہلے فوت ہو چکے تھے،

وفي الطريق اليها على مسافة عشرة
اميال منها الوادي المعروف بجناو
آباد وبه يبحث عن امتعة المجتازين
اشد البحث وتفتش رحالهم و
كانت عادتهم في حين وصولنا
اليها ان يأخذوا الربع من كل
ما يجلبه التجار ويأخذوا على
كل فرس سبعة دنانير
ثم بعد وصولنا للهند بسنتين
رفع السلطان تلك المغارم
وامر ان لا يؤخذ من الناس
الا الزكاة والعشر لما بايع الخليفة
ابي العباس العباسي ولما اخذنا
في الاجازة على هذا الوادي فتشت
الرحال عظم علي تفتيش رحلي
لانه لم يكن فيه طائل وكان
يظهر في اعين الناس كبيراً
فكنت اكره ان يطلع عليه و
من لطف الله تعالى ان وصل

[illegible]

شہر میں پہونچنے سے پہلے دس میل ورے
خسر آباد نامی ایک دریا پر سے عبور کرنا پڑتا
ہے، اس جگہ پار جانے والوں کے احوال
کی تحقیقات ہوتی ہے اور ان کے اسباب
کی تلاشی ہوتی ہے، اس زمانے میں اس
جگہ ہر ایک تاجر سے ایک چوتھائی مال
بطور محصول کے لے لیا کرتے تھے، اور
ہر گھوڑے پر سات دینار محصول لگتا تھا،
میرے ہندوستان پہونچنے کے دو برس بعد
بادشاہ نے یہ کل محاصل معاف کر دیئے
تھے، اور جب خلیفہ عباسی سے بیعت
کی تو سوا عشر اور زکاۃ یعنی چالیسواں
حصہ کے اور کوئی محصول باقی نہ رکھا تھا،
مجھے تلاشی کی بہت فکر تھی کیونکہ میرا اسباب
دیکھنے میں تو بہت معلوم ہوتا تھا، اور اندر
کچھ بھی نہیں تھا، مجھے خوف تھا کہ کہیں
سارا بھرم نہ کھل جائے، لیکن قطب الملک
نے ملتان سے ایک فوج کے افسر کو بھیج
دیا تھا، اور اسے ہدایت کر دی تھی کہ

[illegible]

احد کبار الاجناد من جهة
قطب الملک صاحب ملتان
فامران لا یعرض لی بحث و
لا تفتیش فکان ذالك
فحمدت الله علی ما هیأه لی
من لطائفه وبتنا تلك اللیلة
علی شاطئ الوادی وقدم علینا
فی صبیحتها ملك البرید واسمه
دهقان وهو سمرقندی
الاصل وهو الذی یکتب
للسلطان باخبار تلك المدینة
وعمالتها وما یحدث بها و
من یصل الیها فتعرفت به و
دخلت فی صحبته الی امیر
الملتان۔ (ص ۹-۱۰)

میری تلاشی کوئی شخص نہ لے، چنانچہ ایسا
ہی ہوا، میں نے خداوند تعالیٰ کا شکر کیا،
اس رات ہم دریا کے کنارے ٹھہر گئے،
اور علی الصباح میرے پاس دہقان
سمرقندی جو ڈاک کا افسر اور بادشاہ
کا اخبار نویس تھا، آیا، میں نے اُس
سے ملاقات کی، اور اُس کے ہمراہ حاکم
ملتان کے پاس گیا،

وامیر الملتان هو قطب
الملک من کبار الامراء و
فضلائهم ولما دخلت الیه
قام الی وصافحنی واجلسنی الی

ملتان کا حاکم ان دنوں قطب الملک
تھا، یہ شخص بڑا امیر اور فاضل تھا، جب
میں اس کے پاس گیا تو میری تعظیم کے
لئے اٹھا اور مصافحہ کر کے مجھے اپنے برابر جگہ دی،

جانبه واهديت له مملوكا و
فرسا و شيئا من الزبيب و
اللوز وهو من اعظم ما
يهدى اليهم لانه ليس
ببلادهم وانما يجلب من
خراسان، (ص ۱۰)

میں نے ایک غلام اور ایک گھوڑا اور کشمش
اور بادام بطور تحفہ کے پیش کئے، کشمش اور
بادام ان کے ملک میں نہیں ہوتے، اور
تحفے کے طور پر دیئے جاتے ہیں، اُن کی
درآمد خراسان سے ہوتی ہے،

واخرج الحاجب وصاحبه
الذى بعث معه ما يحتاج اليه
فى ضيافة قوام الدين واستصحبوا
من ملتان نحو عشرين طباخا و
كان الحاجب يتقدم ليلا الى
كل منزل فيجهز الطعام و
سواه فما يصل خداوند
زاده حتى يكون الطعام متيسرا
وينزل كل واحد ممن ذكرنا
هم من الوفود على حدة بمضاربه
واصحابه وربما حضروا الطعام
الذى يصنع لخداوند زاده و
لم احضره انا الا مرة واحدة

حاجب اور اس کے ساتھیوں نے
خداوندزادہ قوام الدین کی ضیافت
کا انتظام ملتان سے کرلیا، اور بیس باورچی
ساتھ لئے، یہ حاجب ایک منزل آگے چلتا
تھا اور منزل پر پہونچنے سے پہلے خداوند
زادہ کیلئے انتظام کھانے کا کرچھوڑتا تھا،
جس قدر اشخاص کا میں نے ذکر کیا وہ
علحدہ علحدہ خیموں میں ٹھہرتے تھے،
لیکن کھانا خداوندزادہ کے ساتھ
دسترخوان پر کھاتے تھے، میں فقط
ایک دفعہ اُن کے ساتھ کھانے میں
شریک ہوا تھا، اس ترتیب کھانا
لاتے تھے کہ پہلے روٹیاں لاتے جو نہایت

وترتيب ذلك الطعام انهم
يجعلون الخبز وخبز هو الرقاق
وهو شبه الجراديق ويقطعون
اللحم المشوي قطعا كبارا
بحيث تكون الشاة اربع قطع
او ستا ويجعلون امام كل رجل
قطعة ويجعلون اقراصا مصنوعة
بالسمن . . . .
. . . ويجعلون في وسطها
الحلواء الصابونية ويغطون
كل قرص منها برغيف حلواء
يسمونه الخشتي ومعناه الآجري
مصنوع من الدقيق والسكر
والسمن ثم يجعلون اللحم المطبوخ
بالسمن والبصل والزنجبيل
الأخضر في صحاف صينية ثم
يجعلون شيئا يسمونه سموسك
وهو لحم مهروس مطبوخ باللوز
والجوز والفستق والبصل و

پتلی چپاتیاں ہوتی ہیں، بکری کو بھون
لیتے ہیں، اور اس کے چار یا چھ ٹکڑے
کر کے ایک ایک آدمی کے سامنے رکھتے
جاتے ہیں، پھر گھی میں تلی ہوئی روٹیاں
لاتے ہیں جن کے جوف میں حلوا صابونیہ
بھرا ہوا ہوتا ہے، اور ہر ایک ٹکیا کے
اوپر ایک میٹھی روٹی رکھتے تھے، جس کو
خشتی کہتے ہیں، اور اس کو آٹے اور شکر
اور گھی سے بناتے ہیں، پھر ایک چیز لاتے
ہیں جس کو سموسہ کہتے ہیں، اور وہ قیمہ
کیا ہوا گوشت ہوتا ہے، اس میں بادام
اور جائفل اور پستہ اور پیاز اور گرم
مصالحہ ڈال کر پتلی چپاتیوں میں لپیٹ
دیتے ہیں، اور پھر گھی میں تل لیتے ہیں
ہر ایک شخص کے سامنے چار یا پانچ سموسہ
رکھتے ہیں، پھر چاول گھی میں پکے ہوئے
لاتے ہیں، اور اس کے اوپر مرغ ہوتا
ہے، پھر لقیمات القاضی لاتے ہیں، اس
کو ہاشمی بھی کہتے ہیں، پھر قاہریہ لاتے ہیں،

الا بازير موضوع في جوف رقاقة
مقلوة بالسمن يضعون امام
كل انسان خمس قطع من ذلك
او اربعا ثم يجعلون الارز المطبوخ
بالسمن وعليه الدجاج ثم يجعلون
لقيمات القاضي ويسمونها الهاشمي
ثم يجعلون القاهرية ويقف
الحاجب على السماط قبل الاكل
ويخدم الى الجهة التي فيها
السلطان ويخدم جميع من
حضر لخدمته والخدمة عندهم حط
الرأس نحو الركوع فاذا فعلوا
ذلك جلسوا للاكل ويؤتى
باقداح الذهب والفضة و
الزجاج مملوءة بماء النبات
وهو الجلاب محلولا في الماء
ويسمون ذلك الشربة و
يشربونه قبل الطعام ثم
يقول الحاجب بسم الله فعند

حاجب کھانا شروع کرنے سے پہلے دسترخوان
پر کھڑا ہو جاتا ہے، اور وہ اور سب حاضرین
بادشاہ کی تعظیم کرتے ہیں، اور تعظیم اُن کے
ملک میں یہ ہے کہ سر کو رکوع کی طرح
نیچے جھکاتے ہیں جب یہ کر چکتے ہیں، تو
دسترخوان پر بیٹھتے ہیں، اور کھانا شروع
کرنے سے پہلے چاندی اور سونے اور
کانچ کے پیالوں میں مصری اور گلاب
کا شربت پیتے ہیں جب شربت پی
چکتے ہیں، تو حاجب بسم اللہ کہتا ہے،
اس وقت سب کھانا شروع کرتے ہیں
کھانا ختم ہونے پر فقاع کے پیالے چلتے
ہیں، اور جب فقاع پی چکتے ہیں، تو پان
سپاری آتا ہے جب پان، چھالیہ لے
چکتے ہیں تو حاجب بسم اللہ کہتا ہے،
سب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور جیسا
کھانے سے پہلے تعظیم کی تھی، اسی طرح
پھر کرتے ہیں، اور پھر دسترخوان سے
اٹھ کر چلے جاتے ہیں،

ذلك يشرعون في الاكل فاذا
اكلوا اتوا باكواز الفقاع فاذا
شربوه اتوا بالتنبول والفوفل
فاذا اخذوا التنبول والفوفل
قال الحاجب باسم الله فيقولون
ويخدمون مثل خدمتهم
اولا وينصرفون،

(ص ١١-و١٢)

وهذه الشكي والبركي هو خير
فاكهة ببلاد الهند.

(ص ١٣)

شکی و برکی (کٹہل) ہندوستان
کے نہایت عمدہ میووں میں سے
ہے،

ومنها التيندو وهو ثمر شجر
الآبنوس وحباته في قدر
حبات المشمش ولونها شديد
الحلاوة، (ص-١٣)

ایک پھل تیندو ہے، تیندو آبنوس
کے درخت کا پھل ہے، اس کا پھل
خوبانی کے برابر ہوتا ہے، اور رنگ بھی
ویسا ہی ہوتا ہے، شیریں بہت ہوتا ہے،

ومنها الجمون واشجارها عادية
ويشبه ثمرة الزيتون وهو
اسود اللون ونواه واحدة
كالزيتون ومنها النارنج الحلو

جامن کا درخت بھی ہوتا ہے، یہ درخت
بہت بڑا ہوتا ہے، اس کا پھل زیتون
کے پھل کے مشابہ ہوتا ہے لیکن رنگ
میں سیاہی مائل ہوتا ہے، اور زیتون

وهو عندهم كثير واما النارنج
الحامض فعزيز الوجود ومنه
صنف ثالث يكون بين الحلو
والحامض وثمره على قدر
الليم وهو طيب جدا و
كنت يعجبني اكله، (ص ۱۳)
ومنه المهوا واشجاره
عادية واوراقه كاوراق
الجوز الا ان فيها حمرة وصفرة
وثمره مثل الاجاص الصغير
شديد الحلاوة وفي اعلى كل
حبة منه حبة صغيرة بمقدار
حبة العنب مجوفة وطعمها
كطعم العنب الا ان الاكثار
من اكلها يحدث في الراس
صداعا ومن العجب ان هذه
الحبوب اذا يبست في الشمس
كان … حبها كطعم التين
وكنت آكلها عوضا من التين

کی طرح اس کے اندر ایک گٹھلی ہوتی ہے۔
شیریں نارنج اس ملک میں بکثرت ہوتا ہے
لیکن ترش نارنج بہت کم ہوتا ہے ایک
قسم کا شیریں ترش بھی ہوتا ہے، وہ
مجھے بہت خوش ذائقہ معلوم ہوتا تھا
اور میں اس کو بہت چاہ کر کھایا کرتا تھا
ہندوستانی درختوں میں مہوہ بھی ہے
اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے، پتے
اخروٹ کے پتوں کے مشابہ ہوتے ہیں
لیکن سرخی و زردی مائل اس کا پھل بھی
چھوٹے آلو بخارے کے مانند ہوتا ہے اور
نہایت شیریں ہوتا ہے اور ہر ایک دانہ
کے منہ پر ایک اور چھوٹا دانہ ہوتا ہے جو
کشمش کے مشابہ ہوتا ہے اور بیچ میں
سے خالی ہوتا ہے اور اس کا ذائقہ
انگور کے مانند ہوتا ہے لیکن زیادہ کھانے
سے سر میں درد ہو جاتا ہے، خشک کیا
ہوا مزہ میں انجیر کے مانند ہوتا ہے، اور
میں انجیر کے بجائے اس کو کھایا کرتا تھا

اذ لا يوجد ببلاد الهند وهم
يسمون هذه الحبة الانكور
والعنب بارض الهند عزيز
جدا ولا يكون بها الا في مواضع
بعضها دهلي وبلاد اُخر و
يثمر مرتين ونوى هذا الثمر
يعصرون منه الزيت ويستصبحون
به، (ص ۱۳)

انجیر اس ملک میں نہیں ہوتا ہے، یہاں
اس کو انگور کہتے ہیں، انگور ہندوستان
میں بہت کم ہوتا ہے، دہلی میں اور بعض
اور جگہ بھی ہوتا ہے، اور دو کے سال
میں دو دفعہ پھل لگتا ہے، اس کی گٹھلی کا
تیل نکالتے ہیں، اور چراغوں میں جلاتے
ہیں،

ومن فواكههم فاكهة يسمونها
كسيرا يحفرون عليها الارض و
هي شديدة الحلاوة تشبه
القسطل وببلاد الهند من
فواكه بلادنا الرمان ويثمر مرتين
في السنة ورأيته ببلاد جزائر
ذيبة المهل لا ينقطع له ثمر
وهم يسمونه انار، (ص ۱۳)

ایک پھل کسیرا (کسیرو) ہے، اس کو
زمین سے کھود کر نکالتے ہیں، قسطل کے مشابہ
ہوتا ہے، اور نہایت شیریں ہوتا ہے، ہمارے
ملک کے پھلوں میں سے انار ہندوستان
میں بھی ہوتا ہے، اور سال میں دو دفعہ
پھل دیتا ہے، جزیرہ ذیبۃ المہل (جزائر
مالدیپ) میں میں نے دیکھا کہ انار بارہ مہینے پھل
دیتا ہے،

ومن هذه الحبوب الخريفية

خریف کے غلوں میں غلہ ہائے مندرجہ

---

۵ ابن بطوطہ نے میوے کے پھل اور پھول میں امتیاز نہیں کیا، اس لئے اس نے بعض باتیں خلاف واقعہ
تحریر کر دی ہیں،

عند هم الكندرو هو نوع من
الدخن وهذا الكندرو هو اكثر
الحبوب عندهم ومنها الغال
وربما نبت هذا الشاماخ من
غير زراعة وطعام الصالحين
واهل الورع والفقراء المساكين
يخرجون لجمع ما نبت منه من
غير زراعة فيمسك احدهم
قصعة كبيرة بيساره وتكون
بيمناه مقرعة يضرب بها الزرع
فيسقط في القصعة فيجمعون منه
ما يقتاتون به جميع السنة وحب
هذا الشاماخ صغير جدا واذا
جمع جعل في الشمس ثم يدق في
مهاريس الخشب فيطير قشره
ويبقى لبه ابيض ويصنعون
منها عصيدة ويطبخونها بحليب
الجواميس وهي اطيب من خبزه

ذیل بھی ہوتے ہیں، کندرو چینہ، شاماخ
(یعنی سانوک) جو چینے سے چھوٹا ہوتا ہے
اکثر عابد، زاہد اور فقراء و مساکین اسے
کھاتے ہیں، خودرو بھی ہوتا ہے، ایک ہاتھ
میں چھاج لے لیتے ہیں، دوسرے ہاتھ میں
ایک چھوٹی چھڑی سے درخت کو جھاڑتے
ہیں، تو سانوک کے دانے چھاج میں گرتے
جاتے ہیں، اور یہ دانے بہت چھوٹے ہوتے
ہیں، دھوپ میں اس کو خشک کرتے ہیں
اور کاٹھ کی اوکھلیوں میں کوٹ کر چھلکا
علٰحدہ کر لیتے ہیں، تو سفید دانہ اندر سے
نکلتا ہے، بھینس کے دودھ میں اس کا
کھیر پکاتے ہیں، جو اس کی روٹی کی نسبت
زیادہ لذیذ ہوتی ہے، میں اکثر کھیر پکا کر کھایا
کرتا اور مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی تھی،

لہ آئین اکبری میں اس غلہ کا نام کودرن اور کدرم لکھا ہے عوام کودوں بھی کہتے ہیں،

وكنت آكلها كثيراً ببلاد الهند
وتعجبني، (ص ١٢)
ومنها الماش وهو نوع
من الجلبان ومنها المنج و
هو نوع من الماش الا ان
حبه مستطيلة ولونه صافي
الخضرة ويطبخون المنج مع
الارز ويأكلونه بالسمن و
يسمونه كشري ـ وعليه
يفطرون في كل يوم وهو
عندهم كالحريرة ببلاد المغرب
ومنها اللوبيا وهي نوع من الفول
ومنها الموت وهو مثل الكذرو
الا ان حبوبه اصغر وهو من
علف الدواب عندهم وتسمن
الدواب باكله والشعير عندهم
لا قوة له وانما علف الدواب
من هذا الموت او الحمص يجشونه

ماش[1] مٹر کی ایک قسم ہے، مونگ
یہ ماش کی ایک قسم ہے، لیکن شکل میں ذرا
لمبی اور رنگ کی سبز ہوتی ہے، مونگ
اور چاول ملا کر ایک کھانا جس کو کشری
(کھچڑی) کہتے ہیں، پکاتے ہیں، اور
اُس کو گھی کے ساتھ کھاتے ہیں، کشری
صبح کو بطور نہاری کے کھاتے ہیں، جیسے
ہمارے ملک میں حریرہ، لوبیا یعنی چولا،
یہ بھی ایک قسم کا باقلہ ہے، موٹھ، یا ناج
کذرو کی مانند ہوتا ہے لیکن دانہ اس سے
چھوٹا اور گھوڑے اور بیلوں کو دانہ کی جگہ
دیتے ہیں، اور اس کام کے لئے چنا بھی
استعمال کرتے ہیں، جو میں ان لوگوں
کے نزدیک طاقت کم ہوتی ہے، اور چنے
اور موٹھ کا دانہ دلتے ہیں، اور پھر پانی
میں بھگو کر گھوڑے کو کھلاتے ہیں، اور

[1] فارسی میں مونگ کو ماش کہتے ہیں، اور اردو کو ماش سیاہ۔

ويبلونه بالماء ويطعمونه الدواب
ويطعمونها عوضا من القصيل
وبعد ذلك يطعمونها اوراق الماش
كما ذكرنا شهرا او نحوه وهذه
الحبوب التي ذكرناها هي الخريفية
واذا حصدوها بعد ستين
يوما من زراعتها ازدرعوا الحبوب
الربيعية وهي القمح والشعير
والحمص والعدس وتكون
زراعتها في الارض التي كانت
الحبوب الخريفية مزدرعة فيها
وبلادهم كريمة طيبة التربة
واما الارز فانهم يزرعونه ثلاث
مرات في السنة وهو من اكبر
الحبوب عندهم ويزدرعون
السمسم وقصب السكر مع الحبوب
الخريفية ،

ووصلنا الى حضرة دهلي قاعدة
بلاد الهند وهي المدينة العظيمة

گھوڑے کو خوید سبز کاٹ کر کھلاتے ہیں
جس سے وہ موٹے ہو جاتے ہیں
. . . .
. . . .
. . . .
. . . . پھر ایک ماہ سبز
ماش کھلاتے ہیں، یہ سب خریف کی
فصل بونے کے ساٹھ دن بعد زمین
میں ربیع کے اناج بونے شروع کرتے ہیں
جیسے گندم، اور نخود اور مسور اور جو،
زمین سب اچھی اور زرخیز ہے، چنانچہ
چاول سال میں تین دفعہ بوتے ہیں اور
چاولوں کی پیدائش سب غلوں سے
زیادہ ہے، تل اور نیشکر بھی خریف کے
ساتھ بوتے ہیں،

ہم دارالخلافہ دہلی میں پہونچے یہ ایک
عظیم الشان شہر ہے، اور اس کی عمارت

الثانی الضخمة الجامعة بين الحسن
والحصانة وعليها السور الذي لا
يعلم له في بلاد الدنيا نظير وهي
اعظم مدن الهند بل مدن الاسلام
كلها بالمشرق ومدينة دهلي كبيرة
الساحة كثيرة العمارة وهي الآن
اربع مدن متجاورات متصلات
احدها المسماة بهذا الاسم دهلي
وهي القديمة من بناء الكفار و
كان افتتاحها سنة اربع وثمانين
وخمسمائة والثانية تسمى سيرى
وتسمى ايضا دار الخلافة وهي التي
اعطاها السلطان لغياث الدين
حفيد الخليفة المستنصر العباسي
لما قدم عليه وبها كان مسكن
السلطان علاء الدين وابنه
قطب الدين، (ص ۱۹)

ہیں خوبصورتی اور مضبوطی دونوں پائی جاتی
ہیں، اس کی فصیل ایسی مضبوط ہے کہ دنیا
بھر میں اس کی نظیر نہیں، اور مشرق میں
کوئی شہر خواہ اسلامی ہو خواہ غیر اسلامی
اس کی عظمت کا نہیں، بڑا فراخ شہر
اور سب آباد ہے، اصل میں چار شہر ہیں جو
ایک دوسرے کے متصل واقع ہیں، اول
دہلی جو پرانا ہندوؤں کے وقت کا شہر
وہ ۵۸۴ھ میں فتح ہوا تھا، اور دوسرا
شہر سیری ہے، اس کو دار الخلافہ بھی کہتے
ہیں، یہ شہر بادشاہ نے غیاث الدین خلیفہ
مستنصر العباسی کے پوتے کو دیدیا تھا،
جب وہ دہلی میں مقیم تھا، سلطان
علاء الدین اور قطب الدین اسی شہر میں
رہتے تھے،

والثالثة تسمى تغلق آباد
باسم بانيها السلطان تغلق والد

تیسرا شہر تغلق آباد ہے، اس کو بادشاہ
کے باپ غیاث الدین تغلق شاہ نے آباد

سلطان الهند الذي قدمنا
عليه وكان سبب بنائه لها
انه وقف يوما بين يدي
السلطان قطب الدين فقال
له يا خوند عالم كان ينبغي ان
تبني هنا مدينة فقال له السلطان
متهكما اذا كنت سلطانا فابنها
فكان من قدر الله ان كان
سلطانا فبناها وسماها باسمه
والرابعة تسمى جهان پناه و
هي مختصة بسكنى السلطان
محمد شاه ملك الهند الآن
الذي قدمنا عليه وهو الذي
بناها وكان اراد ان يضم
هذه المدن الاربع تحت
سور واحد فبنى منه بعضا
وترك بناء باقيه لعظم ما يلزم
في بنائه - ص ١٩٠

والسور المحيط بمدينة دهلي

گیا تھا۔ غیاث الدین ایک روز سلطان
قطب الدین خلجی کی ملازمت میں کھڑا تھا
اس وقت اس نے عرض کی کہ اے اخوند
عالم اس جگہ ایک نیا شہر بنانا چاہیئے،
بادشاہ نے طنز سے کہا کہ تو بادشاہ
ہو جاوے تو یہاں شہر آباد کیجو۔ جب
وہ تقدیر الٰہی سے بادشاہ ہو گیا تو
اس نے یہ شہر آباد کیا، اور اپنے نام پر
اس کا نام تغلق آباد رکھا۔ چوتھا شہر
جہاں پناہ ہے، اس میں سلطان محمد
شاہ تغلق بادشاہ حال رہتا ہے، اور
اسی نے اس شہر کو آباد کیا ہے، بادشاہ
کا ارادہ تھا کہ چاروں شہروں کو ملا کر
ایک فصیل ان کے گرد بنا دے، اور بنانی
شروع بھی کی تھی، لیکن بہت خرچ
دیکھ کر ادھوری چھوڑ دی۔

شہر کی فصیل تمام دنیا میں بے نظیر ہے

لا يوجد له نظير عرض حائطه
احدى عشرة ذراعا وفيه بيوت
يسكنها السمار وحفاظ الابواب
وفيها مخازن للطعام ويسمونها
الانبارات ومخازن للعدد ومخازن
للمجانيق، والرعادات ويبقى الزرع
بها مدة طائلة لا يتغير ولا تطرقه
آفة ولقد شاهدت الارز يخرج
من بعض تلك المخازن ولونه
قد اسود ولكن طعمه طيب
ورأيت ايضًا الكذرو يخرج منها
وكل ذلك من اختزان السلطان
بلبن منذ تسعين سنة ويمشي
في داخل السور الفرسان والرجال
من اول المدينة الى آخرها و
فيه طبقات مفتحة الى جهة
المدينة يدخل منها الضوء
واسفل هذا السور مبني بالحجارة
واعلاه بالآجر وابراجه كثيرة

اس کا عرض گیارہ ہاتھ ہے، اس میں
کوٹھریاں اور مکانات بنے ہوئے ہیں،
جن میں چوکیدار اور دروازوں کے محافظ
رہتے ہیں، اور غلہ کے کھتے بھی جن کو انبار
کہتے ہیں فصیل میں بنے ہوئے ہیں منجنیق
اور لڑائی کے سامان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بھی
ان ہی گوداموں میں رکھے جاتے ہیں غلہ
بھی ان ہی میں جمع کرتے ہیں، یہ غلہ ہر طرح کی
آفت سے محفوظ رہتا ہے اور اس کا رنگ بھی
نہیں بدلتا، میرے سامنے ان گوداموں
میں سے چاول نکالے گئے، اُن کا رنگ
اوپر سے سیاہ ہو گیا تھا لیکن مزہ میں
کچھ فرق نہ آیا تھا، مکئی اور جوار بھی (اس
سے نکال رہے تھے، کہتے ہیں کہ شاہ بلبن
کے وقت جس کو نوے سال ہوئے ہیں یہ
غلے بھرے گئے تھے فصیل کے اوپر کی سواری
اور پیادے تمام شہر کے گرد گھوم سکتے ہیں
شہر کے اندر کی طرف گوداموں میں تابدان
ہیں جن میں سے روشنی پہونچتی ہے، اس

متقاربة ولهذه المدينة
ثمانية وعشرون بابا وهم يسمون
الباب دروازة،
(ص ١٩ و ٢٠)

فمنها دروازة بذاؤن
وهى الكبرى ودروازة المندوى
وبها رحبة الزرع ودروازة بالم
اسم قرية قد ذكرناها ودروازة
نجيب اسم رجل ودروازة
كمال كذلك ودروازة غزنة
نسبة الى مدينة غزنة التى فى
طرف خراسان وبخارجها مصلى
العيد وبعض المقابر ودروازة
البجالصة وبخارج هذه الدروازة
مقابر دهلى وهى مقبرة حسنة
يبنون بها القباب ولا بد عند
كل قبر من محراب وان كان
لا قبة له ويزرعون بها الاشجار

فصیل کے نیچے کا حصہ پتھر کا بنا ہوا ہے
اور اوپر کا حصہ پختہ اینٹوں سے، برج
تعداد میں بہت اور قریب ہیں
اس شہر کے اٹھائیس دروازے ہیں ان
میں سے بعض کا ہم ذکر کرتے ہیں،
بداؤں دروازہ جو ایک بڑا دروازہ
ہے، شہر بداؤں کے نام سے مشہور ہے، مندوی
دروازہ جس کے باہر کھیت ہیں، اور گل دروازہ
جس کے باہر باغ ہیں، اور نجیب دروازہ
اور کمال دروازہ کسی شخص کے نام پر ہیں
غزنی دروازہ جس کے باہر عید گاہ اور
بعض قبرستان ہیں، اور پالم دروازہ
جو پالم گاؤں کی طرف ہے، اور بجالصہ دروازہ
جس کے باہر دہلی کے کل قبرستان ہیں،
قبرستان خوبصورت ہیں، ہر ایک قبر پر
گنبد نہیں تو محراب ضرور ہوتی ہے، اور
بیچ میں گل شبّو اور رائے بیل، اور گل
نسرین، اور قسم قسم کی پھلواری لگی ہوتی ہے

الزهرة مثل قل شنبه زكل
شنبو) وديول رواسے بيل) و
النسرين وسواها والازاهير
هنالك لا تنقطع فى فصل من
الفصول، (ص ۳۰)

ذكر جامع دهلى

وجامع دهلى كبير الساحة
حيطانه وسقفه وفرشه كل
ذلك من الحجارة البيض المنحوتة
ابدع نحت ملصقة بالرصاص
اتقن الصاق و لا خشبة به اصلاً
وفيه ثلاث عشرة قبة من حجارة
ومنبره ايضًا من الحجر وله اربعة
من الصحون وفي وسط الجامع
العمود الهائل الذى لا يدرى
من اى المعادن هو ذكر لى بعض
حكمائهم انه يسمى هفت جوش
ومعنى ذلك سبعة معادن و
انه مؤلف منها وقد جلى من

جامع مسجد دہلی کا ذکر

شہر کی جامع مسجد بڑی وسیع ہے اس
کی دیواریں اور چھتیں اور فرش ہر ایک چیز
تراشی اور سفید پتھر کی بنی ہوئی ہے جس
کو سیسہ لگا کر جوڑ لگایا ہے، اور لکڑی کا
اس میں نام نہیں، اس مسجد میں تیرہ گنبد
ہیں، جو پتھر کے ہیں، اور منبر بھی پتھر کا
ہے، چار صحن ہیں، اور اس کے وسط
میں ایک لاٹ ہے، معلوم نہیں کس
دھات کی بنی ہوئی ہے، کسی نے مجھ
سے ذکر کیا تھا، کہ ہفت جوش یعنی سات
دھاتوں کو جوش دے کر اُن سے یہ لاٹ
بنائی گئی ہے، کسی نے اس لاٹ میں سے
انگل بھر ٹکڑا تراشا ہے، وہ جگہ نہایت

هذا العمود مقدار السبابة و
لذلك الجلو منه بريق عظيم
ولا يؤثر فيه الحديد وطوله
ثلاثون ذراعا وادرنا به عمامة
فكان الذي احاط به اثرته
سعتها ثماني اذرع وعند الباب
الشرقي من ابواب المسجد صنمان
كبيران جدا من النحاس مطروحان
بالارض قد الصقا بالحجارة
ويطأ عليهما كل داخل الى
المسجد او خارج منه (ص ۲۰)

چکنی ہے، لوہا اس میں اثر نہیں کرتا، اس
کا طول تیس ہاتھ کا ہے، جو ہیں نے
اپنی پگڑی سے ناپا تھا، مسجد کے اندر
شرقی دروازے کے باہر تانبے کے دو
بڑے بڑے بت پتھر میں جڑے ہوئے پڑے
ہیں، مسجد میں آنے جانے والے ان پر پاؤں
رکھ کر جاتے ہیں،

وفي الصحن الشمالي من
المسجد الصومعة التي لا نظير
لها في بلاد الاسلام وهي مبنية
بالحجارة الحمر خلافا لحجارة سائر
المسجد فانها بيض وحجارة
الصومعة منقوشة وهي سامية
الارتفاع وهلالها من الرخام الابيض
الناصع وتفافيحها من الذهب الخالص

مسجد کے شمالی صحن میں ایک مینار ہے
جس کی نظیر اسلام کے کسی ملک میں نہیں
پائی جاتی، یہ مینار سرخ پتھر کا بنا ہوا ہے
حالانکہ مسجد سفید پتھر کی ہے، مینار کے پتھروں
پر نقش کندہ ہیں، اور اس کا اوپر کا چھتر
خالص سنگ مرمر کا ہے، اور لٹو زر خالص
کے ہیں، اور اندر سے اس کا زینہ اس قدر
چوڑا ہے کہ اس پر ہاتھی چڑھ جاتا ہے،

وسعة ممرها بحيث تصعد فيه
الفيلة حدثني من اثق به انه رأى
الفيل حين بنيت يصعد بالحجارة
الى اعلاها وهي من بناء السلطان
معز الدين بن ناصر الدين ابن
السلطان غياث الدين بلبن واراد
السلطان قطب الدين ان يبني
بالصحن الغربي صومعة اعظم
منها فبنى مقدار الثلث منها و
اخترم دون تمامها (ص ۲۱)

ایک ثقہ آدمی نے مجھ سے ذکر کیا تھا، کہ جب
مینار بنایا جا رہا تھا، تو میں نے ہاتھیوں کو
اس کے اوپر پتھر لے جاتے ہوئے دیکھا۔ اس
مینار کو معز الدین بن ناصر الدین بن التمش نے
بنوایا تھا، اور قطب الدین خلجی نے ارادہ کیا تھا
کہ غربی صحن میں ایک اور مینار بنا دے جو اس
مینار سے بہت بڑا اور اونچا ہو اور ایک تہائی
کے قریب اس نے بنوایا تھا، کہ وہ مارا گیا

واراد السلطان محمد اتمامها
ثم ترك ذلك تشاؤما وهذه
الصومعة من عجائب الدنيا في
ضخامتها وسعة ممرها بحيث
تصعده ثلاثة من الفيلة
متقارنة وهذا الثلث المبني منها
مساو لارتفاع جميع الصومعة التي
ذكرنا انها بالصحن الشمالي وصعدته
مرة فرأيت معظم دور المدينة

سلطان محمد تغلق نے اس کے پورا کرنے
کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر فال بد سمجھ کر اپنے
ارادہ سے باز رہا ورنہ یہ مینار دنیا کے عجائبات
میں سے ہوتا، وہ اندر سے اس قدر چوڑا ہے
کہ تین ہاتھی برابر اس میں اوپر چڑھ سکتے
ہیں، اور یہ تہائی اس قدر بلند ہے جس قدر
کہ صحن شمالی کا کل مینار۔ میں ایک دفعہ اس
پر چڑھا تھا، تو میں نے دیکھا، کہ شہر کے اونچے
اونچے گھر اور فصیل باوجود بلندی کے چھوٹے

وعاينت الاسوار على ارتفاعها
وسموها محيطة وظهر لي الناس
في اسفلها كانهم الصبيان
الصغار ويظهر لناظرها من
اسفلها ان ارتفاعها ليس بذلك
لعظم جرمها وسعتها (ص ٢٧)

چھوٹے معلوم ہوتے تھے، اور اس کی جڑ
میں کھڑے ہوئے آدمی چھوٹے چھوٹے بچے
معلوم ہوتے تھے، نیچے سے کھڑے ہو کر
دیکھنے سے یہ نا مکمل مینار بسبب کلانی اور
وسعت کے کم اونچا معلوم ہوتا ہے،

وكان السلطان قطب الدين
اراد ان يبني ايضا مسجدا جامعا
بسيري المسماة دار الخلافة فلم
يتم منه غير الحائط القبلي والمحراب
وبناؤه بالحجارة البيض والسود
والحمر والخضر ولو كمل لم يكن له
مثل في البلاد واراد السلطان
محمد اتمامه وبعث عرفاء البناء
ليقدروا النفقة فيه فزعموا انه
ينفق في اتمامه خمسة وثلاثون لكا
فترك ذلك استكثارا له واخبرني
بعض خواصه انه لم يترك ذلك
استكثارا لكنه تشاءم به لما

سلطان قطب الدین خلجی نے ارادہ
کیا تھا کہ وہ سیری میں ایک ایسی مسجد
بناوے لیکن فقط ایک دیوار اور محراب
کے سوا نہ بنا سکا، اس نے سفید اور
سرخ اور سبز و سیاہ پتھروں سے تعمیر شروع
کی تھی، اگر بن جاتی، تو ایسی مسجد کسی ملک
میں نہ ہوتی۔ سلطان محمد نے اس کے بنانے
کا ارادہ کیا تھا، اور معماروں اور کاریگروں
سے اندازہ کرایا تھا تو معلوم ہوا کہ اس
میں ۳۵ لاکھ روپیہ لگے گا صرف کثیر
دیکھ کر اس نے ارادہ ترک کر دیا، لیکن
بادشاہ کا ایک مصاحب کہتا تھا کہ فال
کے سبب اس نے بنانا شروع نہیں کیا

كان السلطان قطب الدين	کیونکہ قطب الدین اس کے شروع کرتے
قد قتل قبل تمامه، (ص ١٧)	ہی مارا گیا تھا،
ذكر الحوضين العظيمين بخارجها	شہر کے حوض شمسی و حوض خاص
وبخارج دهلي الحوض العظيم	شہر دہلی کے باہر ایک حوض ہے جو سلطان
المنسوب الى السلطان شمس الدين	شمس الدین التمش کی طرف منسوب ہے
اللمش ومنه يشرب اهل المدينة	اہل شہر اس کا پانی پیتے ہیں، اور شہر کی
وهو بقرب من مصلاها وماؤه	عیدگاہ بھی اسی کے قریب ہے، اس
يجتمع من ماء المطر وطوله نحو	میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے، طول
ميلين وعرضه على النصف من	اس کا دو میل اور عرض ایک میل کے
طوله والجهة الغربية منه من	قریب ہے، اور اس کے غربی طرف
ناحية المُصَلّى مبنية بالحجارة	عیدگاہ کی جانب پتھر کے گھاٹ بنے
مصنوعة امثال الدكاكين	ہوئے ہیں، جو چبوتروں کی شکل میں ہیں
بعضها اعلى من بعض وتحت	اور کئی چبوترے نیچے اوپر بنے ہوئے ہیں
كل دكان درج ينزل عليها الى	چبوتروں سے پانی تک سیڑھیاں ہیں
الماء وبجانب كل دكان قبة	اور ہر ایک چبوترہ کے کونے پر گنبد بنا
حجارة فيها مجالس للمتنزهين	ہوا ہے جس میں تماشائی بیٹھ کر سیر کرتے
والمتفرجين وفي وسط الحوض	ہیں، اور حوض کے وسط میں بھی منقش
قبة عظيمة من الحجارة المنقوشة	پتھروں کا گنبد بنا ہوا ہے، یہ گنبد دو
مجعولة طبقتين فاذا كثر الماء	منزلہ ہے، جب تالاب میں پانی بہت

في الحوض لم يكن سبيل اليها
الا في القوارب فاذا قل الماء
دخل اليها الناس و داخلها
مسجد وفي اكثر الاوقات يقيم
بها الفقراء المنقطعون الى
الله المتوكلون عليه واذا
جف الماء في جوانب هذا
الحوض زرع فيها قصب
السكر والخيار والقثاء و
البطيخ الاخضر والاصفر
هو شديد الحلاوة صغير
الجرم وفيما بين دهلي ودار الخلافة
حوض الخاص وهو اكبر من
حوض السلطان شمس الدين
وعلى جوانبه نحو اربعين قبة
ويسكن حوله اهل الطرب
وموضعهم يسمى طرب
آباد ولهم سوق هنالك من
اعظم الاسواق ومسجد

ہوتا ہے تو کشتیوں میں بیٹھ کر اس گنبد
تک پہونچ سکتے ہیں، جب پانی تھوڑا
ہوتا ہے تو اکثر آدمی ویسے ہی چلے جاتے
ہیں، اس کے اندر ایک مسجد ہے، اکثر زاہد
اور متوکل وہاں جا کر رہتے ہیں، جب حوض
کے کنارے سوکھ جاتے ہیں، تو اُن میں
نیشکر اور لکڑی اور کھیری اور تربوز اور
خربوزے بو دیتے ہیں، خربوزہ اُس
میں چھوٹا لیکن نہایت شیریں ہوتا ہے
دہلی اور دار الخلافہ کے درمیان ایک
اور حوض ہے جس کو حوض خاص کہتے ہیں
یہ حوض حوض شمسی سے بھی بڑا ہے، اس
کے کناروں پر چالیس کے قریب گنبد ہیں
اس کے گرد اہل طرب رہتے ہیں، اور اُن
کی وجہ سے اسے طرب آباد کہتے ہیں یہاں
اہل طرب کا ایک بازار ہے جو بہت بڑا
ہے، اور اس میں ایک مسجد جامع بھی ہے
اور اس کے سوا اور مسجدیں بھی ہیں، کہتے
ہیں گانے بجانے والی عورتیں جو اس

جامع ومساجد سواه كثيرة
واخبرت ان النساء المغنيات
الساكنات هنالك يصلين التراويح في
شهر رمضان بتلك المساجد
مجتمعات ويؤمهن الائمة و
عددهن كثير وكذلك الرجال
المغنون ولقد شاهدت
الرجال اهل الطرب في
عرس الامير سيف الدين غدا
ابن مهنى لكل واحد منهم
مصلى تحت ركبته فاذا سمع
الاذان قام فتوضاء وصلى

محلہ میں رہتی ہیں، رمضان شریف میں تراویح
کی نماز جماعت سے پڑھتی ہیں، اور ان
کے امام مقرر ہیں، عورتیں تعداد میں بہت
زیادہ ہیں، اور ڈوم ڈھاڑی بھی بہت
ہیں، اور میں نے امیر سیف الدین ابن
مہنی کی شادی میں دیکھا کہ جوں ہی
اذان ہوئی ہر ایک ڈوم وضو کرکے
اور مصلے بچھا کر نماز پر کھڑا ہو گیا،

(صفحہ ٢٢)

ذكر بعض علمائها وصلحائها

فمنهم الشيخ الصالح العالم
محمود الكبا وهو من كبار
الصالحين والناس يزعمون
انه ينفق من الكون لانه
لا مال له ظاهرا وهو يطعم

بعض علما و صلحاء کا ذکر

علماء زندہ میں شیخ محمود کبا ہیں
یہ بڑے بزرگ ہیں، لوگ مشہور کرتے ہیں
کہ ان کو دست غیب حاصل ہے، کیونکہ
وہ خرچ بہت کرتے ہیں اور کوئی ظاہرا
ذریعہ آمدنی کا نہیں معلوم ہوتا ہر مسافر

الوارد والصادر ويعطى الذهب
والدراهم والاثواب وظهرت
له كرامات كثيرة واشتهر بها
ورايته مرات كثيرة وحصلت
لى بركته ومنهم الشيخ الصالح
العالم علاء الدين النيلى كانه
منسوب الى نيل مصر والله
اعلم كان من اصحاب الشيخ
العالم الصالح نظام الدين
البزوانى وهو يعظ الناس فى
كل يوم جمعة فيتوب كثير
منهم بين يديه ويحلقون
رؤسهم ويتوا اجدون و
يغشى على بعضهم (ص ٢٣)
ومنهم الشيخ الصالح العابد
صدر الدين الكهرانى وكان
يصوم الدهر ويقوم الليل و
وتجرد عن الدنيا جميعا ونبذها
ولباسه عباءة ويزوره

کو روٹی دیتے ہیں اور روپیہ اور اشرفی اور
کپڑے تقسیم کرتے ہیں، اور اُن سے بہت
سی کرامتیں بھی ظاہر ہوئی ہیں، اور و
کرامتیں مشہور ہیں، میں نے کئی بار اُن کی
زیارت کی، اور فیض حاصل کیا، شیخ علاء الدین
نیلی دوسرے شخص ہیں، یہ صاحب شیخ
نظام الدین بداونی کے خلیفہ ہیں، ہر جمعہ
کو وعظ کہتے ہیں، بہت سے سامعین اُن کے ہاتھ
پر توبہ کرتے ہیں، اور سر منڈوا کر صاحب وجد
ہو جاتے ہیں،

تیسرے عالم شیخ صدر الدین
کہرانی ہیں، جو صائم الدہر اور قائم اللیل
ہیں، دنیا کو بالکل ترک کر دیا ہے، صرف
ایک کمبل اُن کا لباس ہے، بادشاہ
اور امیر اُن کی زیارت کو آتے ہیں مگر

السلطان واهل الدولة وربما
احتجب عنهم فرغب السلطان
منه ان يقطعه قرى يطعم
منها الفقراء والواردين فابى
ذلك وزاره يوماً واتى اليه
بعشرة آلاف دينار فلم يقبلها

ومنهم الامام الصالح العالم
العابد الورع الخاشع فريد دهره
ووحيد عصره كمال الدين
عبد الله الغاري نسبة الى
غار كان يسكنه خارج دهلي
بمقربة من زاوية الشيخ
نظام الدين البداوني زرته
بهذا الغار ثلاث مرات (ص ۲۳)

وہ ان سے چھپتے پھرتے ہیں، ایک دفعہ
بادشاہ نے درخواست کی کہ لنگر کے خرچ
کے واسطے کچھ دیہات قبول کرلیں لیکن
شیخ نے انکار کیا، ایک دفعہ بادشاہ زیارت
کے لئے آیا، اور دس ہزار دینار نذر کئے
شیخ نے قبول نہ کئے،

چوتھے بزرگ امام الصالح یگانۂ عصر
فریدِ دہر کمال الدین عبداللہ غازی ہیں
آپ شیخ نظام الدین بداؤنی کی خانقاہ
کے پاس ایک غار میں رہتے ہیں، میں نے
تین دفعہ اس غار میں آپ کی زیارت کی،

حدثني الفقيه الامام العلامة[۲۵]
قاضي القضاة بالهند والسند
كمال الدين محمد بن البرهان
الغزنوي الملقب بصدر الجهان
ان مدينة دهلي افتتحت من

قاضی القضاۃ علامہ کمال الدین

محمد بن برہان الدین الملقب بہ صدرِ جہاں
ذکر کرتے ہیں کہ دہلی کی فتح ۵۸۴ھ
میں ہوئی تھی، اور مسجد جامع کی محراب
میں بھی یہی تاریخ لکھی ہوئی تھی، جو

ايدى الكفار فى سنة اربع و
ثمانين وخمسمائة وقد قرأت انا
ذلك مكتوبا على محراب الجامع
الاعظم بها واخبرنى ايضا انها
افتتحت على يد الامير قطب الدين
ايبك كان يلقب (سياه) سالار
ومعناه مقدم الجيوش وهو
احد مماليك السلطان المعظم
شهاب الدين محمد بن سام
الغورى ملك غزنة وخراسان
المتغلب على ملك ابراهيم بن
السلطان الغازى محمود بن
سبكتگين الذى ابتداء فتح
الهند وكان السلطان شهاب
الدين المذكور بعث الامير
قطب الدين بعسكر عظيم ففتح الله
عليه مدينة لاهور وسكنها و
عظم شأنه، (ص ۲۴)

میں نے خود پڑھی، دہلی کو قطب الدین ایبک[1] نے فتح کیا ہے، یہ شخص سلطان شہاب الدین محمد بن سام غوری بادشاہ غزنی وخراسان کا غلام اور اس کی طرف سے سپہ سالاری کا عہدہ رکھتا تھا، اور یہ محمد بن غوری سلطان ابراہیم بن سلطان محمود غازی کے ملک پر جس نے ہندوستان کی فتح شروع کی، بہ زور قابض ہو گیا تھا، سلطان شہاب الدین نے قطب الدین کو ایک بڑا لشکر دے کر ہندوستان بھیجا اس نے پہلے لاہور کو فتح کیا، اور وہاں سکونت اختیار کی، وہ ایک عظیم الشان بادشاہ ہو گیا،

---

[1] اس زمانے کے اور کئی غلام اس نام کے تھے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام کسی عیب کی وجہ سے نہیں ہے جیسا کہ فرشتہ وغیرہ نے غلطی سے سمجھ لیا ہے،

ذکر السلطان شمس الدین للتمش

وهو اوّل من ولی الملک بمدینة دهلی مستقلاً به وکان قبل ذلک مملوکاً للامیر قطب الدین ایبک وصاحب عسکره ونائباً عنه فلما مات قطب الدین استبد بالملک واخذ الناس بالبیعة فاتاه الفقهاء یقدمهم قاضی القضاة اذ ذاک وجیه الدین الکاسانی فدخلوا علیه وقعدوا بین یدیه وقعد القاضی الی جانبه علی العادة وفهم السلطان عنهم ما ارادوا ان یکلموه به فرفع طرف البساط الذی هو قاعد علیه واخرج لهم عقداً

سلطان شمس الدین للتمش[1]

یہ دہلی کا اوّل مستقل بادشاہ ہوا پہلے یہ قطب الدین کا غلام اور سپہ سالار اور نائب تھا، قطب الدین کے مرنے کے بعد مستقل بادشاہ ہوا، اور لوگوں سے بیعت لینی شروع کی، تمام علماء و فقہاء قاضی وجیہ الدین کاشانی کے ہمراہ آئے، اور اس کے سامنے بیٹھ گئے، قاضی اس کے پاس حسب عادت بیٹھ گیا، بادشاہ سمجھ گیا کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں، اپنے فرش کا کونہ اٹھا کر اس میں سے ایک کاغذ نکال کر قاضی کو دیا جس سے معلوم ہوا کہ قطب الدین نے اس کو آزاد کر دیا تھا، قاضی اور فقیہوں نے اس کو پڑھا، اور سب نے اس کی بیعت کرلی، بیس برس تک اس نے

۱؎ اگرچہ اس لفظ کے حرکات اور اشتقاق میں اکثر مصنفوں نے اختلاف کیا ہے کسی نے التمش کسی نے ایلتمش کہا ہے لیکن للتمش کسی نے نہیں لکھا، بدایونی نے لکھا ہے کہ وجہ تسمیہ به التمش آنست کہ تولد وے در شب گرفت ماہ واقع شدہ بود و ترکان این چنین مولد را التمش خوانند، ترکی میں آی چاند کو کہتے ہیں، اور تتمش چاند گہن کے گرہن کو کہتے ہیں، لیکن فرشتہ نے لکھا ہے کہ جس وقت قطب الدین نے شمس الدین اور ایبک دو غلام دہلی

يتضمن عتقه فقرأه القاضى و
الفقهاء وبايعوه جميعا واستقل
بالملك وكانت مدته عشرين
سنة وكان عادلا صالحا فاضلا
ومن مآثره انه تشدد فى رد المظالم
وانصاف المظلومين وامر
ان يلبس كل مظلوم ثوبا
مصبوغا واهل الهند جميعا
يلبسون البياض فكان متى
قعد للناس اوركب فرأى
احدا عليه ثوب مصبوغ
نظر فى قضيته وانصافه ممن
ظلمه ثم انه اعيى فى ذلك
فقال ان بعض الناس تجرى
عليهم المظالم بالليل واريد
تعجيل انصافهم فجعل على باب

سلطنت کی، وہ نیک چلن، اور انصاف
اور عالم و فاضل تھا، انصاف کی جانب
اس کی توجہ بدرجۂ غایت تھی۔ حکم دیا ہوا
تھا کہ جس کسی پر کوئی ظلم ہوا ہو، وہ
رنگے ہوئے کپڑے پہن کر پھرے تاکہ
بادشاہ فوراً اس کو پہچان لے، کیونکہ
ہندوستان میں عموماً سفید رنگ کے کپڑے
پہنتے ہیں، رات کے واسطے یہ تجویز کی تھی
کہ اپنے دروازے کے برجوں پر دو شیر
کے بنے ہوئے رکھوا دئے تھے، اور ان دونو
کے گلوں میں زنجیریں ڈالی ہوئی تھیں، ا
.... زنجیروں میں
بڑے گھنٹے تھے، جب کوئی مظلوم آکر زنجیر
ہلاتا تھا، تو فوراً بادشاہ کو خبر ہو جاتی تھی
اور وہ فوراً اس کے مقدمے کا فیصلہ کرتا
تھا، لیکن اس پر بھی قانع نہ ہوتا تھا، ا

(حاشیہ ص ۲۹۴) میں خریدے تو ایک کا نام (اغلباً اپنے ہم نام ہونے کے سبب) طمغاج رکھا، اور شمس الدین کا نام التمش رکھا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام اس کا شروع سے نہ تھا، ممکن ہو کہ یہ نام اس کا قطب الدین نے اس کے حسن کے سبب رکھا ہو، گویا کہ وہ ماہ کو شرمندہ کرنے والا تھا (عجائب الاسفار ترجمہ سفرنامہ ابن بطوطہ)
(ج ۲ - ص ۵۸)

قصر لا اسد یت مصورین
من الرخام موضوعین علی
برجین هنالک وفی اعناقهما
سلسلتان من الحدید فیهما
جرس فیسمعه السلطان و
ینظر فی امره للحین وینصفه
ولما توفی السلطان شمس الدین
خلف من الاولاد الذکور
ثلاثة وهم رکن الدین و
معز الدین وناصر الدین و
بنتا تسمی رضیة هی شقیقة
معز الدین وتولی بعده رکن الدین

(ص ٢٧)

ذکر السلطان رکن الدین
ابن السلطان شمس الدین

ولما بویع رکن الدین بعد موت
ابیه افتتح امره بالتعدی علی
اخیه معز الدین فقتله وکانت
رضیة شقیقة فانکرت ذلک

کہتا تھا کہ لوگوں پر رات کے وقت ظلم ہوتا
ہوگا اور صبح تک دیر ہو جاتی ہے اس لئے
حکم دیا کہ فوراً فریقین کو طلب کر کے فیصلہ
کیا جاوے۔ انتقال کے وقت تین نرینہ
اولاد رکن الدین معز الدین اور ناصر الدین
اور ایک لڑکی رضیہ جو معز الدین کی حقیقی بہن
تھی چھوڑی، اور اس کے بعد رکن الدین
تخت نشین ہوا۔

سلطان رکن الدین

جب رکن الدین اپنے باپ شمس الدین کے
انتقال کے بعد اس کی جگہ تخت نشین ہوا
تو اس نے اول اپنے بھائی معز الدین کو
جو رضیہ کا حقیقی بھائی تھا اور رکن الدین

عليه فاراد قتلها فلما كان
في بعض ايام الجمع خرج
ركن الدين الى الصلوٰة فصعدت
رضية على سطح القصر
القديم المجاور للجامع الاعظم
وهو يسمى دولة خانه ولبست عليها
ثياب المظلومين وتعرضت
للناس وكلمتهم من اعلى السطح
وقالت لهم ان اخي قتل اخاه
وهو يريد قتلي معه وذكرتهم
ايام ابيها وفعله الخير واحسانه
اليهم فثاروا عند ذلك الى
السلطان ركن الدين وهو
في المسجد فقبضوا عليه
واتوا به اليها فقالت لهم
القاتل يقتل فقتلوه قصاصا
باخيه وكان اخوهما ناصر الدين
صغيرا فاتفق الناس على تولية
رضية، (ص ٢٥ - ٢٦)

کی دوسری ماں کے پیٹ سے تھا، قتل
کر ڈالا، رضیہ ناراض ہوئی، بادشاہ
نے چاہا کہ اس کو بھی مروا ڈالے، چنانچہ
ایک روز وہ جمعہ کی نماز کو جامع مسجد میں
گیا ہوا تھا، رضیہ مظلوموں کی پوشاک
پہن کر پرانے بادشاہی محل یعنی دولتخانے
کی چھت کے اوپر کھڑی ہوگئی، جو مسجد
جامع کے متصل واقع تھا، اور لوگوں
سے اپنے باپ کے نیکی و احسان
یاد دلا کر کہا کہ رکن الدین نے میرے بھائی
کو مروا ڈالا ہے اور مجھے بھی مروانا چاہتا
ہے، اس پر لوگ برافروختہ ہوگئے، اور
رکن الدین پر شورش کرکے اس کو مسجد
میں پکڑ لیا، اور رضیہ کے پاس لے آئے،
اس نے اپنے بھائی کے قصاص میں
اس کو مروا ڈالا، اور چونکہ تیسرا بھائی
ناصر الدین ابھی چھوٹا تھا اس لئے لوگوں
نے رضیہ کو سلطانہ مقرر کیا،

ذكر السلطانة رضية

ولما قتل ركن الدين اجتمعت العساكر على تولية اخته رضية الملك فولوها واستقلت بالملك اربع سنين وكانت تركب بالقوس والتركش والقربان كما يركب الرجال ولا تستر وجهها ثم انها اتهمت بعبد لها من الحبشية فاتفق الناس على خلعها وتزويجها فخلعت وزوجت من بعض اقاربها ووُلّي الملك اخوها ناصر الدين (ص ۲۶)

سلطانہ رضیہ

رکن الدین کے بعد لشکر اور امیروں نے اس کو سلطانہ مقرر کیا، اس نے چار برس سلطنت کی، یہ سلطانہ مردوں کی طرح ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہوا کرتی تھی، اور اپنا چہرہ کھلا رکھتی تھی، جب اس پر تہمت لگائی گئی کہ وہ ایک حبشی غلام سے تعلق رکھتی ہے، تو لوگوں نے اتفاق کرکے اس کو تخت سے اتار دیا۔ اور اس کے کسی رشتہ دار قریبی عزیز کیساتھ اس کا نکاح کردیا، اور اس کے بھائی ناصر الدین کو بادشاہ بنالیا،

ذكر سلطان ناصر الدين ابن السلطان شمس الدين

ولما خلعت رضية ولي الناصر الدين مدة ثم ان رضية وزوجها خالفا عليه وركبا في مماليكهما ومن تبعهما من اهل الفساد وتهيئا لقتاله وخرج ناصر الدين

سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین کا ذکر

جب سلطانہ رضیہ کو.... تخت سے علیحدہ کیا گیا تو اس کا چھوٹا بھائی بادشاہ بنا، اور مدت تک حکومت کرتا رہا، تھوڑے دنوں کے بعد رضیہ اور اس کے شوہر نے بغاوت کی اور

[illegible]

ومعه مملوكه النائب عنه
غياث الدين بلبن متولي الملك
بعده فوقع اللقاء وانهزم
عسكر رضية وفرت بنفسها
فادركها الجوع واجهدها
الاعياء فقصدت حراثاً رأته
يحرث الارض فطلبت منه ما
تاكله فاعطاها كسرة خبز
فاكلتها وغلب عليها النوم و
كانت في زي الرجال فلما
نامت نظر اليها الحراث و
هي نائمة فرأى تحت ثيابها قباءً
مرصعا فعلم انها امرأة فقتلها
وسلبها وطرد فرسها ودفنها
في فدانه واخذ بعض ثيابها
فذهب الى السوق يبيعها فانكر
اهل السوق شانه واتوا به
الشحنة وهو الحاكم فضربه
فاقر بقتلها ودلهم على مدفنها

اپنے غلاموں اور ساتھیوں کو لیکر مقابلہ کیلئے
آمادہ ہوئی، ناصر الدین اور اس کے نائب
بلبن نے جو اس کے بعد بادشاہ ہوا،
مقابلہ کیا، رضیہ کے لشکر کو شکست ہوئی
اور رضیہ میدان سے بھاگ گئی، اور جب
وہ تھک گئی، اور بھوک اور پیاس نے
غلبہ کیا، تو ایک کسان کو ہل چلاتے دیکھا
اس سے کھانے کو کچھ مانگا، اس نے ایک
روٹی کا ٹکڑا دیا، وہ کھا کر سو گئی، اس
وقت وہ مردانہ لباس پہنے ہوئی تھی،
کسان کی نظر اس کی قبا پر جا پڑی جس
میں جواہرات جڑے ہوئے تھے، وہ سمجھ
گیا کہ یہ عورت ہے، اس کو سوتے ہوئے
قتل کرکے اس کے کپڑے اور سامان اتار
لیا، اور گھوڑے کو بھگا دیا، اور اسکی
نعش کو کھیت میں دفن کرکے خود اس کا
کوئی کپڑا بازار میں بیچنے گیا، بازار والوں
نے شبہہ کیا، اور اس کو کوتوال کے پاس
پکڑ کر لائے، کوتوال نے کسان کو

فاستخرجوها وغسلوها وكفنوها
ودفنت هنالك وبني عليها قبة
وقبرها الآن يزار ويتبرك به و
هو على شاطئ النهر الكبير المعروف
بنهر الجون على مسافة فرسخ واحد
من المدينة، (ص ۲۶)

مار ڈالا، پتا کی تو اس نے اقبال کیا اور تمام حالات
بتا دیے اور اس کی نعش بھی بتا دی، نعش
کو وہاں سے نکال کر لائے اور غسل اور
کفن دے کر اسی جگہ اس کو دفن کر دیا
اور اس کے قبر پر ایک گنبد بنا دیا، اب
اس کی قبر زیارت گاہ ہے، اور دریائے
جمنا کے کنارے پر شہر سے ایک فرسخ ہے،

واستقل ناصر الدين بالملك
بعدها واستقام له الامر عشرين
سنة وكان ملكا صالحا ينسخ نسخا
من الكتاب العزيز ويبيعها فيقتات
بثمنها وقد وقفني القاضي كمال
الدين على مصحف بخطه متقن
محكم الكتابة ثم ان نائبه
غياث الدين بلبن قتله وملك
بعده، (ص ۲۷)

اس کے بعد ناصر الدین بالاستقلال بادشاہ
ہوگیا اور اس نے ۲۰ برس سلطنت کی یہ
بادشاہ نہایت نیک چلن تھا، قرآن شریف
کی کتابت کرکے اس کی قیمت سے گزارہ
کرتا تھا، قاضی کمال الدین نے اس کے
ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن شریف مجھے دکھایا،
خط اچھا تھا، اور کتابت منشیانہ تھی پھر
اس کے غلام غیاث الدین بلبن اسے
قتل کرکے خود تخت حکومت پر متمکن ہوگیا

ذكر السلطان غياث الدين بلبن

ولما قتل بلبن مولاه السلطان
ناصر الدين استقل بالملك بعده

سلطان غیاث الدین بلبن کا ذکر

بلبن اپنے آقا کو قتل کرکے خود بادشاہ
بن بیٹھا، اور بیس برس تک سلطنت کرتا

عشرين سنة وقد كان قبلها
نائبا له عشرين سنة اخرى و
كان من خيار السلاطين عادلا
حليما فاضلا ومن مكارمه
انه بنى دارا وسماها دار الامن
فمن دخلها من اهل الديون
قضى دينه ومن دخلها خائفا
امن ومن دخلها وقد قتل احدا
ارضى عنه اولياء المقتول و
من دخلها من ذوى الجنايات
ارضى ايضا من يطلبه وتبلك
الدار دفن لما مات وقد زرت
قبره ، (ص ٢٠)

(حكاية الغريبة) يذكرون ان احد
الفقهاء ببخارى رأى بها بلبن
هذا وكان قصيراً حقيراً ذميما
فقال له يا ترك وهى لفظة
تعرب عن الاحتقار فقال له
لبيك يا خوند فاعجبه كلامه

رہا، اس سے پہلے بیس برس تک بطور نائب
کے بھی کل امور سلطنت اس کے ہاتھ میں
تھے، یہ بادشاہ منصف مزاج، بردبار
اور نہایت نیک چال چلن کا تھا، اور
عالم اور فاضل تھا، اس نے ایک مکان
بنوایا تھا، اور اس کا نام دارالامن رکھا تھا،
جو مقروض اس میں داخل ہو جاتا تھا اس کا
قرضہ ادا کر دیتا تھا، اور جو شخص کسی کو قتل
کر کے یا کوئی جرم کر کے اس میں داخل
ہو جاتا تھا، تو مقتول یا مظلوم کے وارثوں
کو عوض دے کر ان کو راضی کر دیتا تھا
اس بادشاہ کی قبر بھی اسی مکان میں بنائی
گئی ہے، میں نے اس کی قبر دیکھی ہے،

اس بادشاہ کی نسبت ایک عجیب
حکایت بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں .....
کہ بخارا کے بازار میں اس کو ایک فقیر ملا،
بلبن پستہ قد اور کمرو اور بدصورت تھا،
فقیر نے کہا اے ترکک (یعنی ترکڑے)
گویا حقارت سے نام لیا، اس نے کہا

فقال له اشترلی من هذا الرمان
واشار الی رمان یباع بالسوق
فقال نعم واخرج فلیسات
لم یکن عنده سواها واشتری
له من ذلک الرمان فلما اخذها
الفقیر قال له وهبناک ملک الهند
فقبل بلبن ید نفسه وقال قبلت
ورضیت واستقر ذلک فی ضمیره

(ص ٢٠)

ثم انه ظهرت نجابته فجعل
امیر السقائین ثم صار من جملة
الاجناد ثم من الامراء ثم تزوج
السلطان ابنته قبل ان یلی الملک
فلما ولی الملک جعله نائبا عنه
مدة عشرین سنة ثم قتله بلبن
واستولی علی ملکه عشرین سنة
اخری کما تقدم،

حاضر اے اخوند، فقیر خوش ہوا اور کہا کہ
مجھے یہ انار خرید دے، اس نے کہا بہت
اچھا، اور اپنی جیب سے کچھ پیسے نکالے جو
اس کے پاس موجود تھے، اور ان کے سوا
اور کچھ نہ تھا، اور انار خرید کر فقیر کو دے دیا،
فقیر نے وہ انار لے کر کہا کہ ہم نے تجھے
ہندوستان کا ملک بخشا، بلبن نے اپنا ہاتھ
چوم کر کہا کہ مجھے منظور ہے، یہ بات اس
کے دلنشیں ہو گئی،

بلبن نے اپنی لیاقت سے ترقی کی،
اور وہ سقوں کا امیر ہو گیا، اور پھر لشکر
میں داخل ہو گیا، اور رفتہ رفتہ سردار
بن گیا، سلطان ناصر الدین نے بادشاہ
ہونے سے پہلے اس کا نکاح اپنی بیٹی
سے کر دیا، اور جب ناصر الدین بادشاہ
ہوا تو اس کو اپنا نائب بنا لیا بیس برس
تک نیابت کی، اور پھر اس نے سلطان
ناصر الدین کو قتل کر ڈالا اور خود بادشاہ
ہو گیا،

وكان السلطان بلبن ولدان
.... احدهما الخان
الشهيد ولي عهده وكان
واليا لابيه ببلاد السند ساكنا
بمدينة ملتان وقتل في حرب له
مع التتر وترك ولدين كيقباد
وكيخسرو وولد السلطان بلبن
الثاني فسمى ناصر الدين وكان
واليا لابيه ببلاد اللكنوتي و
بنجالة فلما استشهد الخان
الشهيد جعل السلطان بلبن
العهد الى ولده كيخسرو وعدل
به عن ابن نفسه ناصر الدين و
كان لناصر الدين ايضا ولد
ساكن بحضرة دهلي مع جده
يسمى معز الدين، (ص ۲۸)

بلبن کے دو بیٹے تھے، بڑا بیٹا خان
شہید تھا، جو اس کا ولی عہد تھا، اور
وہ اپنے باپ کی طرف سے سندھ کا حاکم
تھا، اور ملتان میں رہا کرتا تھا، وہ تاتاریوں
سے لڑکر ایک لڑائی میں شہید ہوگیا، اس
کے دو بیٹے تھے، ایک کیقباد دوسرا کیخسرو،
بلبن کے دوسرے بیٹے کا نام ناصر الدین
تھا، وہ اپنے باپ کے وقت لکھنوتی اور
بنگالہ کا حاکم تھا، جب خان شہید مارا
گیا، تو بلبن نے اس کے بیٹے کیخسرو کو
ولی عہد بنایا، اور اپنے بیٹے کو نہ بنایا، اس
ناصر الدین کے بھی ایک بیٹا تھا، جو بادشاہ
کے پاس رہا کرتا تھا، اور اس کا نام
معز الدین تھا،

ذكر السلطان قطب الدين ابن السلطان علاء الدين

فدخل على اخيه شهاب الدين

سلطان قطب الدین کا ذکر

قطب الدین کچھ دنوں تو اپنے بھائی

زا فامر بين يديه اياماً كانه نائب
له ثم عزم على خلعه فخلعه
.... وقطع اصبعه و
وبعث به الى كاليور فحبس مع
اخوته واستقام الملك
لقطب الدين ثم انه بعد
ذلك خرج من حضرة دهلى
الى دولت آباد وهى على مسيرة
اربعين يوماً منها والطريق
بينهما تكتنفه الاشجار من
الصفصاف وسواها فكانّ
الماشى به فى بستان وفى كل
ميل منه ثلاث داوات وهى
البريد وقد ذكرنا ترتيبه وفى
كل داوة جميع ما يحتاج المسافر
اليه فكانه يمشى فى سوق مسيرة
الاربعين يوماً وكذلك يتصل
الطريق الى بلاد التلنك والمعبر
مسيرة ستة اشهر وفى كل

شہاب الدین کے نائب کے طور پر کام
کرتا رہا لیکن پھر اس کو تخت سے علیحدہ
کر کے خود بادشاہ ہو گیا .... اور
شہاب الدین کی انگلیاں کاٹ کر اسکو
بھی اور بھائیوں کے پاس گوالیار کے
قلعہ میں بھیج دیا، اور آپ دولت آباد
کی طرف گیا، دولت آباد دہلی سے
چالیس منزل پر ہے اور تمام رستہ پر
برابر بید مجنوں کے اور قسم قسم کے درخت
دو رویہ لگے ہوئے ہیں، چلنے والے کو معلوم
ہوتا ہے کہ گویا وہ باغ کے درمیان
چلا جاتا ہے، اور ہر ایک میل پر تین داوا
(چوکیاں) ڈاک کے ہرکاروں کی ہیں
جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں، اور ہر
چوکی پر ہر چیز جس کی مسافر کو ضرورت
ہوتی ہے ملتی ہے، گویا وہ بازار میں
جا رہا ہے، اور اس طرح سے یہ سڑک
تلنگانہ اور معبر کے ملک تک چلی گئی ہے
جو دہلی سے چھ مہینے کا راستہ ہے ہر ایک

منزلة قصر السلطان وزاوية
للوارد والصادر فلا يفتقر الفقير
الى حمل زاد فی ذلک الطریق،
(ص ٣٣)

منزل پر بادشاہی محل ہے، اور مسافروں
کے لئے سرائیں، کچھ ضرورت نہیں کہ مسافر
اپنے ساتھ زادِ راہ اٹھاتا پھرے،

ذکر السلطان محمد شاه ابن السلطان غیاث الدین تغلق

ولما مات السلطان تغلق
استولی ابنه محمد علی الملک من
غیر منازع له ولا مخالف علیه
وقد قدمنا انه کان اسمه
جونه فلما ملک تسمی بمحمد و
اکتنی بابی المجاهد وکل ما
ذکرت من شان سلاطین
الهند فهو مما اخبرت به و
تلقیته او معظمه من الشیخ
کمال الدین بن البرهان الغزنوی
قاضی القضاة واما اخبار هذا
الملک فمعظمها مما شاهدته
ایام کونی ببلاده ۔ (ص ٤٠)

سلطان محمد تغلق شاہ

جب سلطان تغلق مرگیا تو اس کا بیٹا بلا
تنازع اور بغیر مخالفت کے تخت نشین ہوا
میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ اس کا اصلی نام جونہ
خان تھا، بادشاہ ہونے کے بعد اس نے
اپنا نام ابو المجاہد محمد شاہ رکھا، بادشاہان
سابق کا جو میں نے حال لکھا ہے، اس کا
اکثر حصہ شیخ کمال الدین غزنوی قاضی
القضاۃ سے سنا ہے لیکن اس بادشاہ کی
بابت جو کچھ میں نے لکھا ہے، وہ میرا چشم دید ہے،

وقد شهرت في الناس حكاياته
في الكرم والشجاعة وحكاياته في
الفتك والبطش بذوي الجنايات
وهو اشد الناس مع ذلك
تواضعاً واكثرهم اظهاراً للعدل
والحق وشعائر الدين عنده
محفوظة وله اشتداد في امر
الصلوٰة والعقوبة على تركها
وهو من الملوك الذين اطردت
سعادتهم، (ص٨٤)

ودار السلطان بدهلي تسمى
دار سرا ولها ابواب
كثيرة فاما الباب الاول فعليه
جملة من الرجال موكلون
به ويقعد به اهل الانفار
والابواق والصرنايات
فاذا جاء امير او كبير ضربوها
ويقولون في ضربهم جاء فلان
جاء فلان وكذلك ايضاً في

اس کی سخاوت اور شجاعت اور سختی اور
خونریزی کی حکایات عوام الناس کی زبان زد
ہیں، اس کے باوجود میں نے کوئی شخص اس
سے زیادہ متواضع اور منصف نہیں دیکھا،
شریعت کا پابند ہے، اور نماز کی بابت
بڑی تاکید کرتا ہے، جو نہیں پڑھتا ہے
اس کو سزا دیتا ہے، منجملہ ان باد......
...... اور منجملہ ان بادشاہوں کے
ہے جنکی نیک بختی، اور مبارک نفسی حد سے
بڑھی ہوئی ہوتی ہے،

شاہی محل کو جو دہلی میں ہے دار سرا
کہتے ہیں، اس میں کئی دروازوں میں
سے ہو کر جانا پڑتا ہے. پہلے دروازہ پر
پہرہ کے سپاہی رہتے ہیں، اور نفیری
اور نقارے اور سرنا بجانے والے بھی اس دروازہ
پر بیٹھے رہتے ہیں، جس وقت کوئی امیر یا
بڑا آدمی آتا ہے، تو وہ نقارے اور

الباب الثاني والثالث،

(ص ٤١)

ويفضي هذا الباب الثاني
الى مشور كبير متسع يقعد به
الناس واما الباب الثالث فعليه
دكاكين يقعد فيها كتاب الباب
ومن عوائدهم ان لا يدخل
على هذا الباب احد الا من
عينه السلطان لذلك ويعين
لكل انسان عدد اصحابه
وناسه يدخلون معه وكل
من يأتي الى هذا الباب يكتب
الكتاب ان فلانا جاء في
الساعة الاولى .... او
الثانية او ما بعدهما من
الساعات الى اخر النهار و
يطالع السلطان بذلك بعد العشاء

نفیری بجانا شروع کرتے ہیں، اور بجانے
میں یہ آواز نکالتے ہیں، کہ فلاں شخص آیا

اور اسی طرح سے دوسرے اور تیسرے

دروازہ پر ہوتا ہے،

دوسرے دروازہ کے اندر ایک
بڑا دیوان خانہ ہے جس میں عام لوگ بیٹھے
رہتے ہیں، تیسرے دروازہ پر متصدی بیٹھے
رہتے ہیں، ان کا یہ کام ہوتا ہے کہ کوئی
شخص اندر آنے نہیں پاتا جب تک اس
کا نام اُن کی کتاب میں درج نہ ہو،
ہر ایک امیر کے ہمراہیوں کی تعداد مقرر
اور درج ہوتی ہے، متصدی اپنے
روزنامچہ میں لکھتے رہتے ہیں، کہ فلاں
شخص اس قدر ہمراہیوں کے ساتھ فلاں
وقت آیا، بادشاہ اس روزنامچہ کو عشا
کی نماز کے بعد ملاحظہ کرتا ہے، اس

....

.... روزنامچہ میں جو کچھ
حادثات دروازہ پر واقع ہوتے ہیں

الآخرة ويكتبون ايضاً بعض ما يحدث بالباب من الامور وقد عين من ابناء الملوك من يوصل كل ما يكتبونه الى السلطان، (ص ۴۱ و ۴۲)

لکھے جاتے ہیں، بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ یہ روزنامچہ بادشاہ کے سامنے پیش کرے،

ومن عوائدهم ايضاً انه من غاب عن دار السلطان ثلاثة ايام فصاعداً لعذر او لغير عذر فلا يدخل هذا الباب بعدها الا باذن من السلطان فان كان له عذر من مرض او غيره قدم بين يديه هدية مما يناسب اهداؤها الى السلطان وكذلك ايضاً القادمون من الاسفار فالفقيه يهدى المصحف والكتاب وشبهه والفقير يهدى المصلى والسبحة والمسواك ونحوها والامراء ومن اشبههم يهدون الخيل

یہ بھی دستور ہے کہ جو امیر تین دن یا اس سے زیادہ بلا عذر یا کسی عذر کے سبب سے غیر حاضر ہوتا ہے، تو وہ پھر دروازہ میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ بادشاہ کی خاص اجازت از سر نو حاصل نہ کی جاوے، اگر وہ بیماری یا کسی اور عذر کے سبب سے نہ آسکا تھا، تو وہ جس روز آتا ہے اپنی حیثیت کے موافق ہدیہ یعنی نذر پیش کرتا ہے، اسی طرح دستور ہے کہ شخص سفر جو پہلی دفعہ سلام کے لئے آتا ہے تو کچھ نہ کچھ نذر کے طور پر پیش کرتا ہے، اگر مولوی ہو تو قرآن شریف یا کوئی اور کتاب، فقیر ہو تو مصلی یا تسبیح، یا

والجمال والسلاح وهذا الباب
الثالث يفضي الى المشور الهائل
الفسيح الساحة المسمى هزار
اسطون وهو سواري من
خشب مدهونة عليها سقف
خشب منقوشة ابدع نقش
يجلس الناس تحتها وبهذا
المشور يجلس السلطان
الجلوس العام (ص ۴۲)

مسواک، امیر ہو تو گھوڑے یا اونٹ یا
ہتیار، اس تیسرے دروازہ کے اندر ایک
بہت بڑا میدان ہے جس میں ایک دیوانخانہ
بنا ہوا ہے، اس دیوان خانے کا نام
ہزار ستون ہے، کیونکہ اس کی چھت جو
لکڑی کی ہے، لکڑی کے ہزار ستونوں
پر قائم ہے، ان ستونوں پر روغن کیا
ہوا ہے اور چھت میں بھی روغن ہے اور
طرح طرح کے نقش ونگار اس میں بنے
ہوئے ہیں، سب لوگ اس مکان میں
آکر بیٹھ جاتے ہیں اور بادشاہ بھی جلوس
عام کے وقت اس میں آکر بیٹھتا ہے،

ذکر خروجه للعيدين

واذا كانت ليلة العيد
بعث السلطان الى الملوك و
الخواص وارباب الدولة والاعزة
والكتاب والحجاب والنقباء
والقواد والعبيد واهل الاخبار
الخلع التي تعمهم جميعا فاذا كانت

عید کی نماز کا جلوس

عید کی پہلی رات کو بادشاہ اپنی
طرف سے امیروں اور مسافروں
اور متصدیوں اور حاجبوں اور نقیبوں اور
افسروں اور غلاموں اور اخبار نویسوں
کے لئے ایک ایک خلعت ہر ایک کے درجہ
کے موافق بھیجتا ہے، جب صبح ہوتی ہے

صبيحة العيد زينت الفيلة كلها
بالحرير والذهب والجواهر ويكون
منها ستة عشر فيلا لا يركبها
احد انما هي مختصة بركوب
السلطان ويرفع عليها ستة عشر
شطرا (جترا) من الحرير مرصعة
بالجوهر قائمة كل شطر منها
ذهب خالص وعلى كل فيل مرتبة
حرير مرصعة بالجواهر ويركب
السلطان فيلا منها. (ص ۲۴۴)

ويركب قاضي القضاة صدر
الجهان كمال الدين الغزنوي و
قاضي القضاة صدر الجهان ناصر الدين
الخوارزمي وسائر القضاة وكبار
الاعزة من الخراسانيين والعراقيين
والشاميين والمصريين والمغاربة
كل واحد منهم على فيل وجميع
الغرباء عندهم يسمون الخراسانيين

....

تو ہاتھی سجائے جاتے ہیں ان پر ریشم کی طلائی
اور جڑاؤ جھولیں ڈالی جاتی ہیں، ان میں سے
۱۶ ہاتھی خاص بادشاہ کی سواری کے ہوتے
ہیں، ان سب پر ایک ایک چھتر ہوتا ہے
جو ریشم کا بنا ہوا اور جواہرات سے جڑا ہوا
ہوتا ہے، ہر ایک چھتر کی ڈنڈی خالص
سونے کی ہوتی ہے، اور ہر ایک ہاتھی پر
ایک ریشمی گدی مرصع بہ جواہرات رکھی
جاتی ہے، ایک ہاتھی پر بادشاہ سوار
ہوتا ہے۔

اور صدر جہاں قاضی القضاۃ کمال الدین
غزنوی اور صدر جہاں قاضی القضاۃ
ناصر الدین خوارزمی اور تمام قاضی ذی رتبہ
پردیسی عراقی، خراسانی، شامی، اور
مغربی سب ہاتھیوں پر سوار ہوتے ہیں
(اس ملک میں سب پردیسیوں کو خراسانی
کہتے ہیں) اور موذن بھی ہاتھیوں پر سوار
ہوتے ہیں، اور تکبیر کہتے جاتے ہیں، بادشاہ
اس ترتیب سے محل شاہی کے دروازے

....

....

.... ويركب المؤذنون
ايضا على الفيلة وهو يكبرون
يخرج السلطان من باب القصر على
هذا الترتيب والعساكر منتظرة
كل امير بفوجه على حدة معه
طبوله واعلامه فيتقدم السلطان
وامامه من ذكرناه من الناس
وامامهم القضاة والمؤذنون
يذكرون الله تعالى - (ص ۴۵)

سے نکلتے ہیں، اور لشکر باہر منتظر ہوتا
ہے، ہر ایک امیر اپنی فوج کو لئے علیحدہ
علیحدہ کھڑا ہوتا ہے، اور ہر ایک کے ساتھ
نوبت نقارے والے بھی ہوتے ہیں، سب
سے پہلے بادشاہ کی سواری بڑھتی ہے،
بادشاہ کے آگے وہ لوگ جن کا ذکر میں
کر آیا ہوں، اور قاضی اور موذن ہوتے
ہیں، جو تکبیر پڑھتے جاتے ہیں،

فاذا وصل السلطان الى
باب المصلّى وقف على بابه و
امر بدخول القضاة وكبار
الامراء وكبار الاعزة ثم نزل
السلطان ويصلى الامام و
يخطب فان كان عيد الاضحى اتى
السلطان بجمل فنحره برمح يسمونه
النيزة بعد ان يجعل على ثيابه

جب بادشاہ عیدگاہ کے دروازے
پر پہنچتے ہیں تو وہیں کھڑے ہوجاتے
ہیں، اور حکم دیتے ہیں کہ قاضی اور موذن
اور بڑے بڑے امیر اور ذی رتبہ پردیسی
چلے داخل ہوجائیں، بادشاہ پیچھے اترتا
ہے اور امام نماز شروع کرتا ہے، اور خطبہ
پڑھتا ہے، اور بقرعید ہوتی ہے، تو
بادشاہ نیزہ سے اونٹ کو نحر کرتا ہے اور

فوطة حرير توقيا من الدم ثم يركب الفيل ويعود الى قصره (ص ۴۵ — ۴۶)

اس سے پہلے اپنے کپڑوں پر ایک ریشمی لنگی اوڑھ لیتا ہے تاکہ کپڑوں پر خون کی چھینٹیں نہ پڑیں، یہ قربانی کرکے بادشاہ ہاتھی پر سوار ہوکر محل میں واپس آجاتا ہے،

ذکر جلوس یوم العید

ویفرش القصر یوم العید ویزین بابدع الزینة وتضرب البارگة على المشور کله وهی شبه خیمة عظیمة تقوم على اعمدة ضخام کثیرة وتحفها القباب من کل ناحیة ویصنع شبه اشجار من حریر ملون فیها شبه الازهار ویجعل منها ثلثة صفوف بالمشور ویجعل بین کل شجرتین کرسی ذهب علیه مرتبة مغطاة، (ص ۴۶)

عید کا دربار

عید کے دن تمام دیوان خانہ میں فرش بچھایا جاتا ہے، اور طرح طرح کی آرائشگی کی جاتی ہے، اور دیوان خانہ کے صحن میں بارگہ[1] (بارگاہ) کھڑی کرتے ہیں، وہ ایک بہت بڑا خیمہ ہوتا ہے، جو بہت سے موٹے موٹے ستونوں پر کھڑا کیا جاتا ہے، اور اس کے چاروں طرف اور خیمے ہوتے ہیں، اور ریشم کے بوٹے جن میں رنگ برنگ کے ریشمی پھول بڑے چھوٹے لگائے جاتے ہیں، اور ان درختوں کی تین صفیں دیوانخانہ میں بناتے ہیں، دو درختوں کے درمیان ایک سونے کی چوکی رکھی جاتی ہے، اور اس پر ایک گدی ہوتی ہے جس پر رومال پڑا

[1] آئین اکبری جلد اول ص ۳۳ پر بارگہ کی شکل بنائی گئی ہے، ابوالفضل لکھتا ہے کہ بڑی بارگاہ کے نیچے دس ہزار

صدر المشور وهو من الذهب
دیوان خانہ کے صدر میں ایک بڑا تخت

الخالص کله مرصع القوائم بالجواهر
رکھا جاتا ہے، یہ تخت خاص سونے کا ہے،

(قوائم یعنی پائے)

وطوله ثلاثة وعشرون شبرا
اس میں جواہرات جڑے ہوئے ہیں، اس

وعرضه نحو النصف من ذلك
کا طول ۲۳ بالشت کا اور عرض اس سے

وهو منفصل ویجمع قطعة فتتصل
نصف ہے، علحدہ علحدہ ٹکڑے ہوتے

وكل قطعة منها یحملها جملة
ہیں، جب دیوانخانہ میں لگاتے ہیں تو

رجال لثقل الذهب ویجعل
ٹکڑوں کو جوڑ لیتے ہیں، ایک ایک

فوقه المرتبة ویرفع الشطر
ٹکڑے کو کئی کئی آدمی اٹھاتے ہیں، اس

المرصع بالجواهر علی رأس
کے اوپر ایک کرسی بچھاتے ہیں، اور بادشاہ

السلطان وعندما یصعد علی
کے سر پر چھتر لگاتے ہیں، جب بادشاہ

السریر ینادی الحجاب والنقباء
تخت پر بیٹھتا ہے، تو نقیب اور حاجب

باصوات عالیة بسم الله ثم
بلند آواز سے بسم اللہ کہتے ہیں۔ پھر

یتقدم الناس للسلام فاولهم
ایک ایک شخص سلام کے واسطے آگے بڑھتا

القضاة والخطباء والعلماء و
ہے، سب سے پہلے قاضی اور خطیب اور

والشرفاء والمشائخ واخوة السلطان
عالم اور سید اور مشائخ اور بادشاہ

واقاربه واصهاره ثم الاعزة
کے بھائی اور نزدیکی اور رشتہ دار آگے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۲) کے قریب آدمی بیٹھ سکتے ہیں، اور اس کو ایک ہزار فراش سات دن کے عرصہ میں کھڑا کرتے ہیں، سادہ بارگہ کے بنانے میں کم سے کم دس ہزار روپیہ لاگت آتی ہے، اگر زربفت اور طلائی لگائیں تو کروڑ حد نہیں

ثم الوزير ثم امراء العساكر ثم
شيوخ الممالك. ثم كبار الاجناد
ويسلم واحد اثر واحد من
غير تزاحم ولا تدافع. (ص ٦٣)
ومن عوائده هو في يوم
العيد ان كل من بيده قرية
منعم بها عليه يأتي بدنانير
ذهب مصرورة في خرقة
مكتوبا عليها اسمه فيلقيها
في صحن ذهب هنالك فيجتمع
منها مال عظيم يعطيه السلطان
لمن شاء فاذا فرغ الناس
من السلام وضع لهم الطعام
على حسب مراتبهم.
(ص ٧٤)
ولاسيما جوده على الغرباء
فانه يفضلهم على اهل الهند
ويؤثرهم ويجزل لهم الاحسان
ويسبغ عليهم الانعام ويوليهم

بڑھتے ہیں، ان کے بعد پردیسی، پھر ندیر
پھر فوج کے بڑے بڑے افسر پھر بیٹے بوڑھے
غلام پھر فوج کے سردار، ہر ایک سہولیت
سے سلام کرکے واپس آتا ہے، اور اپنی جگہ
یہ بھی دستور ہے کہ عید کے دن جن
لوگوں کے پاس جاگیریں دیہات ہیں
وہ کچھ اشرفیاں لاتے ہیں، اور رومال
میں باندھ کر جس پر دینے والے کا نام
ہوتا ہے، ایک سونے کے تھالوں میں
جو اس مطلب کے واسطے رکھے ہوئے
ہوتے ہیں، ڈالتے جاتے ہیں، اس
طرح بہت سا مال جمع ہو جاتا ہے
اس میں سے بادشاہ جس کو چاہتا ہے
بخشش کرتا ہے، جب سلام ہو چکتا ہے
تو کھانا آتا ہے،

وہ پردیسیوں پر خاص طور سے
سخاوت کرتا ہے اور اہل ہند پر ان کو
ترجیح دیتا ہے، ان کو جاگیریں اور انعام
اور بڑے بڑے عہدے دیتا ہے، ان کو

الخطط الرفيعة ويوليهم
المواهب العظيمة ومن
احسانه اليهم ان سماهم
الاعزة ومنع من ان يدعوا
الغرباء وقال ان الانسان
اذا دعى غريبا انكسر خاطره
وتغير حاله، (ص ۴۹)

حکم ہے کہ پردیسیوں کو کوئی غریب
(پردیسی) نہ کہے، بلکہ عزیز کے لفظ سے
پکارے، کیونکہ وہ کہتا ہے کہ پردیسی
کو پردیسی کہنا اس کی دل شکنی کرنا ہے

ذکر عطائه لشهاب الدين
الكازروني التاجر وحكايته
كان شهاب الدين هذا صديقا
لملك التجار الكازروني الملقب
ببرويز وكان السلطان قد اقطع
ملك التجار مدينة كنباية ووعده
ان يوليه الوزارة فبعث الى
صديقه شهاب الدين ليقدم
عليه فاتاه واعد هدية
للسلطان وهي سراجة من
الملف المقطوع المزين بورقة

شہاب الدین تاجر گازرونی کو
بادشاہ کی بخشش گازرون[1] کا ایک
ملک التجار جس کا پرویز نام تھا، اور شہاب الدین
اس کا ایک دوست تھا، ملک پرویز
کی جاگیر میں بادشاہ نے کنبایت کا
شہر دیا تھا، اور اس سے وعدہ کیا
تھا کہ اسے وزارت کا عہدہ دے گا،
اس نے اپنے دوست شہاب الدین کو
بلا بھیجا، اور جب وہ آیا تو اس کو حکم دیا
کہ بادشاہ کے لئے نذر تیار کرے، اس نے
جو نذر تیار کی، اس میں ایک سراچہ

---

[1] شیراز کے پاس ایک شہر کا نام ہے،

الذهب وصيوان مما يناسبها
وخباء وتابع وخباء وراحة كل
ذلك من الصلف المزين وبغال
كثيرة فلما قدم شهاب الدين
بهذه الهدية على صاحبه
ملك التجار وجده آخذا في
القدوم على الحضرة بما اجتمع
عنده من مجابي بلاده وبهدية
للسلطان وعلم الوزير خواجه
جهان بما وعده به السلطان
من ولاية الوزارة فغار من
ذلك وقلق بسببه، (ص ٤٩٩، ٥٠٠)

وكانت بلاد كنباية والجزرات
قبل تملك المدة في ولاية الوزير
ولاهلها تعلق بجانبه وانقطاع
اليه وتخدم له واكثرهم كفار
وبعضهم عصاة يمتنعون بالجبال
فدس الوزير اليهم ان يضربوا على

یعنی ڈیڑہ جو مشجر تھا، اور جس پر زریں
بوٹیاں نکلی ہوئی تھیں، اور جس کا صیوان
(سائبان) بھی مشجر زربفت کا تھا، اور ایک
خیمہ تھا، مع قنات وغیرہ کے ایک آرامگاہ
تھی، یہ سب چیزیں مشجر کمخواب کی بنی
ہوئی تھیں، اور بہت سے خچر بھی تھے،
جب شہاب الدین یہ سب چیزیں لے کر
اپنے دوست ملک التجار کے پاس آیا تو
وہ بھی ملک کا خراج اور نذر لے کر چلنے
کو تیار بیٹھا تھا، بادشاہ کے وزیر خواجہ
جہاں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے پرویز
سے وزارت دینے کا وعدہ کیا ہے، اور
یہ بات اسے نہایت ناگوار گذری تھی،
چونکہ اس سے پہلے کنبایت، اور گجرات
اس کی جاگیریں تھے، اور اس کے باشندوں
سے اس کا دلی تعلق تھا، ان میں اکثر ہندو
تھے، اور بعضے بادشاہ سے سرکش بھی تھے،
خواجہ جہاں نے ان میں سے کسی کو چپکے سے
کہہ دیا کہ ملک التجار کو رستہ میں مار ڈالو جب

ملک التجار اذا خرج الی الحضرۃ فلما
خرج بالخزائن والاموال و معہ
شہاب الدّین بھدیتہٖ نزلوا یومًا
عند الضحی علی عادتھم وتفرقت
العساکر و نام اکثرھم فضرب علیھم
الکفار فی جمع عظیم فقتلوا ملک
التجار و سلبوا الاموال والخزائن
وھدیتہٖ شہاب الدین ونجا ھو
بنفسہ وکتب المخبرون الی
السلطان بذالک فی مرأن یعطی
شہاب الدّین من مجبی بلاد نھر والۃ
ثلاثین الف دینار ویعود الی بلادہٖ
فعرض علیہ ذالک فابی عن قبولہ
وقال ماقصدی الا رؤیۃ
السلطان وتقبیل الارض بین
یدیہ فکتبوا الی السلطان بذالک
فاعجبہ قولہ وامر بوصولہ الی
الحضرۃ مکرمًا، (ص ٥٠)

جب ملک التجار نذر اور خراج لے کر دارالخلافہ
کی طرف روانہ ہوا تو ایک روز چاشت کے
وقت کسی منزل میں اترے، اور تمام لشکر
اپنی ضروریات کے لئے پراگندہ ہو گیا، اور
اکثر سو گئے، تو اس وقت ہندوؤں کی
ایک بڑی جماعت اُن پر آ پڑی ملک التجار
کو قتل کر ڈالا، اور اس کا کل مال لوٹ لیا
خزانہ اور نذر کو بھی نہ چھوڑا، اور شہاب الدین
کا بھی سب مال لوٹ لیا لیکن وہ خود
بچ گیا، اخبار نویس نے جب یہ حال بادشاہ
کو لکھا، بادشاہ نے حکم دیا کہ نہروالہ کے
خراج سے تیس ہزار دینار اس کو دیئے
جائیں، اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا
جائے، شہاب الدین سے جب یہ کہا گیا
تو اُس نے کہا میں بادشاہ کی زیارت
کے لئے جاتا ہوں، اور اس کی دہلیز کو بوسہ
دینا چاہتا ہوں، بادشاہ کو اس کا جواب
لکھا گیا، تو بادشاہ بہت خوش ہوا، اور
اجازت دی کہ شہاب الدین دارالخلافہ کو آ

حکایۃ فی تواضع السلطان وانصافہ

ادعی علیہ رجل من کبار الهنود
انہ قتل اخاہ من غیر موجب و
دعاہ الی القاضی فمضی علی قدمیہ
ولا سلاح معہ الی مجلس القاضی
فسلم وخدم وکان قد امر القاضی
قبل ذلک انہ اذا جاءہ الی مجلسہ
فلا یقوم لہ ولا یتحرک فصعد
الی المجلس ووقف بین یدی
القاضی فحکم علیہ ان یرضی
خصمہ من دم اخیہ فارضاہ

(ص ۶۲)

وادعی علی السلطان مرۃ
رجل من المسلمین انہ لہ قبلہ
حقا مالیا فتخاصما فی ذلک عند
القاضی فتوجہ الحکم علی السلطان
باعطاء المال فاعطاہ - (ص ۶۲)

وادعی علیہ صبی من ابناء
الملوک انہ ضربہ من غیر موجب

بادشاہ کی تواضع اور انصاف

ایک ہندو امیر نے بادشاہ پر دعویٰ
کیا، کہ بادشاہ نے اس کے بھائی کو بلا سبب
مار ڈالا، بادشاہ بغیر کسی ہتیار کے پیدل
قاضی کے محکمہ میں گیا، اور وہاں جاکر سلام
اور تعظیم کی، اور قاضی کو پہلے حکم دیدیا تھا
کہ جب میں آؤں تو وہ تعظیم کے لئے کھڑا
نہ ہو، اور کسی طرح کی حرکت نہ کرے، بادشاہ
محکمہ میں گیا، اور قاضی کے سامنے کھڑا ہوا
قاضی نے حکم دیا کہ بادشاہ مدعی کو راضی
کرے، ورنہ قصاص کا حکم ہوگا، چنانچہ
بادشاہ نے اس کو راضی کر لیا،

اسی طرح ایک دفعہ کسی مسلمان نے
اس پر کچھ مال کا دعوی کیا، جھگڑا قاضی
کے سامنے پیش ہوا، قاضی نے حکم دیا کہ
بادشاہ اس کا مال دیدے، بادشاہ نے
دے دیا،

ایک دفعہ ایک امیر کے لڑکے نے دعوی
کیا کہ بادشاہ نے بلا سبب مجھے مارا ہے قاضی نے

و دفعه الى القاضي فتوجه
الحكم عليه ان يرضيه
بالمال لن قبل ذلك والا امكنه
من القصاص فشاهدته يومئذ
وقد عاد لمجلسه واستحضر الصبي
واعطاه عصى وقال له وحق
راسي لتضربني كما ضربتك فاخذ
الصبي العصى وضربه بها احدى
وعشرين ضربة حتى رأيت الكلا
(الكلاه) قد طارت عن راسه

(ص ٦٢)

حکم دیا کہ یا تو لڑکے کو راضی کر دو، ورنہ قصاص
دو، میں نے دیکھا کہ اس نے دربار میں آ کر لڑکے
کو بلایا اور اس کو چھڑی دے کر کہا کہ اپنا
عوض لے لے، اور اس کو اپنے سر کی قسم
دلائی کہ جیسا میں نے تجھ کو مارا تھا، تو
بھی مار، لڑکے نے ہاتھ میں چھڑی لیکر
اکیس چھڑیاں بادشاہ کے لگائیں،
یہاں تک کہ ایک دفعہ اس کی کلاہ
بھی سر سے گر پڑی،

ذكر اشتداده في اقامة الصلوة

وكان السلطان شديداً
في اقامة الصلاة آمرا بلازمتها
في الجماعات يعاقب على تركها اشد
العقاب ولقد قتل في يوم واحد
تسعة نفر على تركها كان
احدهم مغنيا وكان يبعث

نماز کی تاکید

یہ بادشاہ نماز کے معاملہ میں بہت
تاکید کرتا تھا، اور اس کا حکم تھا کہ جو شخص
جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے، اس کو
سزا دی جائے، ایک روز اس نے ۹
آدمی اس بات پر قتل کر ڈالے، ان
میں سے .... ایک مطرب[١] تھا، اس

[١] ابن بطوطہ جو پہلے لکھ آیا ہے کہ تو وم امراء باب نشاط عموماً نماز پڑھتے تھے، اور ان کی مسجدوں میں

الرجال الموكلين بذلك الى الاسواق فمن وجد بها عند اقامة الصلوٰة عوقب حتى انتهى الى عقاب السائقين الذين يمسكون دواب الجند على باب المشور اذا ضيعوا الصلوٰة وامران يطلب للناس من يعلم فرائض الوضوء والصلوٰة وشروط الاسلام فكانوا يسئلون عن ذلك فمن لم يحسنه عوقب وصار الناس يتدارسون ذلك بالمشور والاسواق ويكتبونه،

(صفحہ ۶۲ و ۶۳)

کام پر بہت سے آدمی لگائے گئے تھے، کہ جماعت کے وقت جو شخص بازار میں مل جائے اس کو پکڑ لاؤ، یہاں تک کہ سائیس لوگ جو دیوان خانے کے دروازے پر گھوڑے لئے کھڑے رہتے تھے، ان کو بھی پکڑنا شروع کیا، حکم تھا کہ ہر شخص فرائض نماز وشرائط اسلام کو سیکھے، لوگوں سے سوال کئے جاتے تھے، اور اگر کوئی اچھی طرح سے جواب نہیں دے سکتا تھا، تو اس کو سزا ملتی تھی، تمام لوگ بازاروں میں نماز کے مسائل یاد کرتے پھرتے تھے، اور کاغذوں پر لکھواتے تھے،

ذكر اشتداده في اقامة احكام الشرع

وكان شديدا في اقامة الشرع ومما فعل في ذلك انه

احکام شرعی کی پابندی

احکام شرع کی پابندی کی بھی سخت تاکید کرتا تھا، اپنے بھائی مبارک خاں

(بقیہ حاشیہ ص ۳۱۹) تراویح کی جماعت ہوتی تھی، اس کا سبب غالباً یہی حکم ہوگا، ورنہ اس فرقے کو نماز اور تراویح سے کیا واسطہ،

امرا خاص مبارک خان الیکون
قعوده بالمشور مع قاضی
القضاة کمال الدین فی
قبة مرتفعة هنالک مفروشة
بالبسط وللقاضی بها مرتبة
تحف بها المخاد کمرتبة السلطان
ویقعد اخو السلطان عن یمینه
فمن کان علیه حق من کبار
الامراء وامتنع من اداءه
لصاحبه بعثه رجال اخی
السلطان عند القاضی لینصفه
منه، (ص ۹۳)

کو حکم دیا تھا کہ وہ دیوانخانہ میں قاضی
کے ساتھ بیٹھکر انصاف کرا دے اس
کو حکم تھا کہ ایک بلند برج میں بیٹھے اور
قاضی کے واسطے اسی برج میں ایک مسند
بادشاہ کی مسند کی طرح لگائی جاتی تھی
مبارک خاں قاضی کے دائیں ہاتھ بیٹھتا
تھا، اگر کسی شخص کا دعویٰ کسی بڑے
امیر پر ہوتا تھا، تو مبارک خاں کے
سپاہی اس امیر کو بلاکر قاضی کے سامنے
پیش کرتے تھے، اور وہ قاضی سے اس کا
انصاف دلاتا تھا،

ذکر رفعه للمغارم والمظالم
وقعوده لانصاف المظلومین

انصاف کا دربار

ولما کان فی سنة احدی و
اربعین امر السلطان برفع
المکوس عن بلاده وان لا
یوخذ من الناس الا الزکاة

۷۴۱ھ میں بادشاہ نے حکم دیا
کہ سوائے زکوٰۃ اور عشر کے اور سب محصول[1]
اور ڈنڈ معاف کردیئے جائیں، اور
خود ہفتے میں دو دفعہ پیر اور جمعرات

---

[1] غیر شرعی محاصل کی ایک فہرست فیروز شاہ نے بھی دی ہے، وہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے کہ

والعشر خاصة وصار يجلس
بنفسه للنظر في المظالم في
كل يوم اثنين وخميس برحبة
امام المشور ولا يقف بين يديه
في ذلك اليوم الا امير حاجب و
خاص حاجب وسيد الحجاب و
شرف الحجاب لا غير ولا يمنع
احد ممن اراد الشكوى من
الوقوف بين يديه وعين اربعة
من كبار الامراء يجلسون في
الابواب الاربعة من المشور
لاخذ القصص من المشتكين
والرابع منهم هو ابن عمه ملك
فيروز خان فاخذ صاحب الباب

کے دن انصاف رسانی کی غرض سے
دیوان خانہ کے سامنے ایک میدان میں
بیٹھتا تھا، اور اس روز اس کے سامنے
فقط امیر حاجب وخاص حاجب اور
سید الحجاب اور شرف الحجاب چار شخص
ہوتے تھے، اور سب کو عام اجازت تھی کہ
جس کسی کو کسی کی شکایت کرنا ہو، عرض
کرے، چار امیروں کو چار دروازوں پہ
مقرر کیا گیا تھا کہ وہ مستغیثوں کی شکایتیں
قلم بند کریں، اور ان میں چوتھا ملک فیروز
بادشاہ کا چچا زاد بھائی تھا، اگر پہلے دروازے
والا اس کی شکایت لکھ لیتا تھا تو فبہا،
ورنہ وہ دوسرے دروازے والے کے
پاس آتا تھا، اگر وہ بھی نہ لکھتا تو تیسرے

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۱) و بعضے وجوہات نامعقول کہ بظلم داخل مال واجبی کردہ ہر سال بزجرے گرفتند مثل چرائے وگلفروشی ونیلگری و ماہی فروشی وندافی وریسمان فروشی ونخود بریاں گری ودوکانانہ وخمار خانہ و دادبیگی، وکوتوالی واحتساب ہمہ را برطرف کردم، لیکن اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو سلطان محمد تغلق نے یہ محصول پھر عائد کردیئے ہوں گے، یا اس کے مرنے کے بعد فیروز شاہ کی سلطنت کے شروع میں عائد ہو گئے ہوں گے،

الاول الوقع من الشاكى فحسن و
الا اخذه الثانى او الثالث او
الرابع وان لم ياخذه منهم مضى
به الى صدر الجهان قاضى
المماليك فان اخذه منه و
الا شكى الى السلطان فان صح
عنده انه مضى به الى احد
منهم فلم ياخذه منه ادبه
وكل ما يجتمع من القصص فى
سائر الايام يطالع به السلطان
بعد العشاء الآخرة .. (ص ۶۳)

اور چوتھے دروازہ والے کے پاس اگر وہ
بھی انکار کرتا تو صدر جہاں قاضی القضاۃ
کے پاس اگر وہ بھی نہ لکھتا تو بادشاہ کے
پاس آنے کی اس کو اجازت ہوتی تھی، اگر
بادشاہ کو یقین ہو جاتا تھا، کہ ان میں سے
کسی کے پاس وہ گیا تھا، اور انھوں نے
اس کی شکایت نہیں لکھی، تو ان کو ڈانٹ
بتایا کرتا تھا، یہ سب تحریریں بادشاہ عشاء
کے بعد خود مطالعہ کیا کرتا تھا،

ذكر اطعامه فى الغلاء

ولما استولى القحط على بلاد الهند
والسند واشتد الغلاء حتى
بلغ من القمح الى ستة دنانير
امر السلطان ان يعطى لجميع اهل
دهلى نفقة ستة اشهر من
المخزن بحساب رطل ونصف
من ارطال المغرب لكل انسان

قحط میں لوگوں کی پرورش

جب ہندوستان اور سندھ میں قحط پڑا یہاں
تک کہ گیہوں چھ دینار فی من ہو گیا تو بادشاہ
نے حکم دیا، کہ دہلی کے کل باشندوں کو بلا تمیز
چھوٹے بڑے یا غلام و آزاد کے بحساب ڈیڑھ
رطل مغربی روزانہ فی کس چھ مہینہ کا ذخیرہ
سرکاری گودام سے دیدو، فقیہ اور قاضی محلہ
کی فہرست تیار کرتے تھے، اور ان لوگوں کو

في البدو صغيرا وكبيرا وعبدا و
خرج الفقهاء والقضاة يكتبون
الازمة باهل الحارات ويعطون
الناس ويعطي لكل واحد عولة
ستة اشهر يقتات بها (صفحہ ۶۳/۶۴)

ذكر تعذيبه للشيخ شهاب الدين
و قتله

وكان الشيخ شهاب الدين
ابن شيخ الجام الخراساني الذي
تنسب مدينة الجام بخراسان
الى جده كما قصصنا ذلك
من كبار المشائخ الصلحاء الفضلاء
وكان يواصل اربعة عشر يوما
وكان السلطانان قطب الدين و
تغلق يعظمانه ويزورانه ويتبركان به
فلما ولي السلطان محمد اراد تخدم
الشيخ في بعض خدمته فان عادة .....
(في بعض ما يفقهه)

حاضر کرتے تھے، اور ہر ایک شخص کو چھ مہینے
کی خوراک دی جاتی تھی،

شیخ شہاب الدین کا قتل

شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد جام[1]
خراسانی شہر کے بڑے مشائخ میں سے
تھے، اور چودہ دن تک برابر روزہ رکھتے
تھے، سلطان قطب الدین اور سلطان تغلق
ان کی زیارت کو جاتے تھے، اور ان سے دعا
کی آرزو رکھتے تھے، سلطان محمد شاہ بادشاہ
ہوا تو اس نے یہ طریقہ اختیار کیا، کہ مشائخ
اور عالموں کو اپنی ملک کی خدمتیں سپرد کیا
کرتا تھا، اور یہ دلیل لاتا تھا کہ خلفائے راشدین
سوا اہل علم اور اہل صلاح کے کسی کو کوئی

[1] شیخ شہاب الدین احمد جام، شیخ الاسلام احمد جام زندہ پیل حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کی اولاد سے تھے جن کو حضرت عمرؓ اس امت کا یوسف کہا کرتے تھے،

والمشائخ والصلحاء محتجا ان الصدر الاول رضی اللہ عنہم لم یکونوا یستعملون الا اہل العلم والصلاح فامتنع الشیخ شہاب الدین من الخدمة ونہیہ بها السلطان بذلک فی مجلسه العام فاظهر الاباية والامتناع فغضب السلطان من ذلک امر الشیخ الفقیه المعظم ضیاء الدین السمنانی ان ینتف لحیته فابی من ذلک وقال لا افعل هذا فامر السلطان ان ینتف لحیة کل واحد منهما فنتفت ونفی ضیاء الدین الی بلاد التلنک ثم ولاه بعد مدة قضاء ورنکل فمات بها ونفی شہاب الدین الی دولة آباد فاقام بها سبعة اعوام ثم بعث عنه، (ص ۶۵)

خدمت سپرد نہیں کرتے تھے، شیخ شہاب الدین نے انکار کیا، جب بادشاہ نے دربار عام میں بالمشافہ کہا تو بھی انکار کر دیا، بادشاہ غصہ ہوا اور شیخ ضیاء الدین صمنانی کو حکم دیا کہ شیخ شہاب الدین کی داڑھی کے بال نوچے، ضیاء الدین نے انکار کیا، اور کہا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، بادشاہ نے حکم دیا کہ ان دونوں کی داڑھی نوچی جاوے، چنانچہ نوچی گئی، ضیاء الدین کو تلنگونہ کی طرف نکال دیا، اور کچھ مدت کے بعد اس کو ورنگل کا قاضی مقرر کیا، وہ وہاں ہی مر گیا، اور شہاب الدین کو دولت آباد بھیج دیا، وہ وہاں سات برس تک رہے، پھر ان کو واپس بلا لیا،

ذکر تخریبه لدهلی

ونفی اهلها وقتل الاعمی والمقعد

بادشاہ کا شہر دہلی کو اجاڑنا

سب سے بڑی بات جس کے لئے بادشاہ

ومن اعظم ما كان ينقم علی
السلطان اجلاؤه لاهل
دهلی عنها وسبب ذلك انهم
كانوا يكتبون بطائق فيها
شتمه وسبه ويختمون عليها
ويكتبون عليها وحق رأس خوند عالم
يقرؤها غيره ويرمونها بالمشور
ليلاً فاذا فضها وجد فيها شتمه
وسبه فعزم علی تخريب دهلی
واشتری من اهلها جميعاً دورهم
ومنازلهم ودفع لهم ثمنها و
وامرهم بالانتقال عنها الی
دولة آباد فابوا ذلك فنادی

کو ملامت کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے
تمام دہلی[1] کے باشندوں کو جلا وطن کر دیا،
اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ رقعہ
لکھ کر ان پر مہر لگاتے تھے، اور لفافہ پر
لکھتے تھے کہ بادشاہ کے سر کی قسم ہو کہ سوائے
بادشاہ کے اور کوئی نہ کھولے، اور یہ رقعے
رات کو دیوان خانے میں ڈال جایا کرتے
تھے جب بادشاہ اُن کو کھولتا تھا، تو اُن میں
بادشاہ کو گالیاں درج ہوتی تھیں،
بادشاہ نے دہلی کے اجاڑنے کا ارادہ
کیا، اور اس کے متوطنوں کے مکان خرید
لئے، اور ان سب کو گھروں کی پوری پوری
قیمت دیدی، یہ بھی حکم دیا کہ سب دولت آباد

---

[1] بداؤنی لکھتا ہے کہ "در ۷۲۷ھ سلطان عزیمت دیوگیر کرد، و او را دولت آباد نام نہاد و میانہ ولایات خود تصور کردہ آنرا دار الملک ساخت، و مخدومہ جہان والدہ خود را با جمیع اہل و عیال و امرا و ملوک و معارف حشم و خدم و خزائن و دفائن بدولت آباد برد و تبعیت مخدومہ جہان سادات و مشائخ و علما و نیز ہمہ آنجا رفتند و انعامات و ادرارات ہر یک اضعاف مضاعف شد، و دریں ویرانی دہلی و انتقال ازاں مزاحمت بسیار بحال مردم راہ یافت، و اکثرے از ضعفا و بیوہا و عجزہ و مساکین در راہ تلف شدند"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جلا وطنی زبردستی نہیں کی گئی، بلکہ دولت آباد جانا لوگوں کی خوشی پر چھوڑ

منادیه ان لا یبقی بها احد
بعد ثلاث فانتقل معظمهم
واختفی بعضهم فی الدور
فامر بالبحث عمن بقی بها
فوجد عبیده بازقتها
رجلین احدهما مقعد و
الآخر اعمی فاتوا بهما فامر
بالمقعد فرمی به فی المنجنیق
وامران یجر الاعمی من
دهلی الی دولة آباد مسیرة
اربعین یوما فتمزق فی
الطریق ووصل منه رجله

چلے جاویں، لوگوں نے انکار کیا، تو
منادی کی گئی کہ تین دن کے بعد شہر
میں کوئی شخص نہ ہے، بہت سے لوگ
چل پڑے، اور بعضے اپنے گھروں میں
چھپ کر بیٹھ رہے، بادشاہ نے اپنے
غلاموں کو حکم دیا کہ شہر میں جاکر دیکھو
کوئی شخص باقی تو نہیں رہا، انھوں
نے دو آدمی ایک کوچہ میں پائے ایک
اندھا اور دوسرا لولا ان دونوں کو
بادشاہ کے سامنے لائے، بادشاہ
نے لولے کو منجنیق سے اڑا دیا، اور
اندھے کے واسطے حکم دیا کہ اس کو

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۶)

گیا تھا، لیکن ۷۲۹ھ ہجری کے واقعات میں بداؤنی لکھتا ہے:-

"سلطان حکم فرمود کہ تا بقیہ ساکنانِ دہلی وقصبات جوار تا قلعہ قلعہ روانہ سازند و بدولت آباد برند و خانہا را از متوطناں بخرند و بہائے آنرا از خزانہ دہند وانعامات وافر علاوہ باشد دولت آباد بطریق آباد شد و دہلی خراب چناں شد کہ سگ و گربہ ہم دراں نہ ماند"

پھر ۷۳۳ھ کے واقعات میں وہی مورخ لکھتا ہے:-

"حکم داد اگر کسے ترک سکونت دولت آباد خواستہ بدہلی بازگردد تعرض بآں نرسانند"

ولما فعل ذلك خرج اهلها
جميعاً وتركوا اثقالهم و
امتعتهم وبقيت المدينة
خاوية على عروشها فحدثني
من اثق به قال صعد السلطان
ليلة الى سطح قصره فنظر
الى دهلي وليس بها نار و
لا دخان ولا سراج فقال
الآن طاب قلبي وتهدن
خاطري ثم كتب الى اهل
البلاد ان ينتقلوا الى دهلي
ليعمروها فخربت بلادهم
ولم تعمر دهلي لاتساعها
وضخامتها وهي من اعظم
مدن الدنيا وكذلك
وجدناها لما دخلنا اليها

دلی سے دولت آباد تک جو چالیس
دن کا راستہ ہے، گھسیٹ کر لے
جاویں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اور
....
اس کا ایک پیر دولت آباد پہونچا،
جب لوگوں نے یہاں دیکھا۔ تو کل
آدمی اپنے اپنے اسباب اور اموال
چھوڑ کر نکل گئے، اور شہر سنسان
ہو گیا، ایک معتبر آدمی نے مجھ سے
ذکر کیا، کہ بادشاہ ایک رات اپنے
محل کی چھت پر چڑھا، اور شہر کی طرف
دیکھا تو اس کو آگ نہ دھواں، اور
نہ چراغ کچھ نظر نہ آیا، بادشاہ نے کہا
اب میرا دل ٹھنڈا ہوا، اور پھر اور
شہروں کے باشندوں کو حکم دیا کہ دلی
میں آن کر رہیں، چنانچہ اور شہر بھی

(بقیہ حاشیہ ص ۳۲۷) ایک اور جگہ یہ لکھا ہے کہ

"بعد از تخریب دہلی مردم را از قصبات و مواضع وداں شہر آوردہ آبادان بیافتند
وبار دیگر کوچانیدہ بدولت آباد بردند و ضیاع و عقار، و اسباب و اشیاء ہمہ ضایع و تلف شدند"

خالیۃ لیس بہا الا قلیل عمارۃ	کیونکہ وہ بہت وسیع اور دنیا کے عظیم
....	ترین شہروں میں ہے، اور جب ہم شہر
	میں داخل ہوئے تو اس وقت تک
	دلی بالکل غیر آباد تھی، اور اس میں
	کوئی مکان آباد نہ تھا،
ولما وصلت الی السلطان	جب میں بادشاہ کے پاس پہنچا میری
زاد فی اکرامی علی ما کنت اعہدہ	پہلے سے بھی زیادہ تعظیم کی، اور فرمایا
وقال لی انما بعثت الیک لتوجہ	کہ میں تجھے اپنی طرف سے سفیر بنا کر
عنی رسولا الی ملک الصین	بادشاہ چین کے پاس بھیجتا ہوں کیونکہ
فانی اعلم حبک فی الاسفار و	مجھے معلوم ہے کہ تجھے سفر اور گردش کا
الجولان فجہزنی بما احتاج لہ و	بہت شوق ہے، بادشاہ نے سفر کا تمام
عین للسفر معی من ذکر بعد وکان	سامان مہیا کر دیا، اور میرے ہمراہ جانے
ملک الصین قد بعث الی السلطان	کے لئے آدمی مقرر کئے، بادشاہ چین نے

(بقیہ حاشیہ ص ٣٣٠) پہلا فقرہ ٧٢٧ھ کے حکم سے تعلق رکھتا ہے، اور دوسرا ٧٢٩ھ کے حکم سے، فرشتہ نے یہی واقعات لکھے ہیں لیکن بے ترتیب ہیں، ضیاء برنی نے دہلی کے چھوڑنے کا سبب یہی لکھا ہے کہ دولت آباد کو اپنی مقبوضات کا بیچ فرض کر کے بادشاہ نے وہاں دار الخلافہ مقرر کیا تھا، کسی مورخ نے دہلی کے اجاڑنے کا یہ سبب نہیں لکھا جو ابن بطوطہ نے لکھا ہے لیکن اور مورخوں کا ماخذ فقط ضیاء الدین برنی ہے، اور ضیاء الدین برنی فیروز شاہ کی رعایت سے اس قسم کی پوری بات بہت کم لکھتا ہے،

مائة مملوک وجارية وخمسمائة
ثوب من الكمخا منها مائة من
التي تصنع بمدينة الزيتون و
مائة من التي تصنع بمدينة
الخنسا وخمسة امنان من المسک
وخمسة اثواب مرصعة بالجوهر
وخمسة سيوف وطلب من
السلطان ان ياذن له في بناء
بيت الاصنام الذي بناحية
جبل قراجيل ويعرف الموضع
الذي هو به بسمهل واليه
يحج اهل الصين وتغلب عليه
جيش الاسلام بالهند فخربوه
وسلبوه فلما وصلت هذه
الهدية الى السلطان كتب
اليه بان هذا المطلب لا يجوز
في ملة الاسلام اسعافه و
لا يباح بناء كنيسة بارض
المسلمين الا لمن يعطي الجزية

وخمسة تراكش من الذهب

بادشاہ کے پاس سو غلام اور لونڈیاں
اور پانسو تھان کمخواب کے جن میں سو
شہر زیتون کے بنے ہوئے تھے، اور سو
شہر خنسان کے، اور پانچ من مشک
پانچ خلعت جن میں جواہر جڑے ہوئے
تھے، اور پانچ ترکش طلا کا، اور پانچ
تلواریں بھیجیں، اور یہ بھی درخواست
کی کہ کوہ ہمالیہ میں جو بتخانے ہیں ان
کو بنانے کی پھر اجازت دی جائے
اس پہاڑ میں ایک جگہ ہے، جس کو سمھل
کہتے ہیں، وہاں چین کے لوگ جاترا کو
آتے ہیں جب بادشاہ نے پہاڑ پر حملہ
کیا تو اس شہر اور بتخانے کو برباد کر دیا
تھا، اب بادشاہ چین نے سلطان کو
لکھا اور سلطان نے اس کو یہ جواب بھیجا
کہ ملک اسلام میں سوا اس شخص کے جو
جزیہ دیوے، بتخانہ بنانے کی کسی
شخص کو اجازت نہیں ہو سکتی، اگر بادشاہ
چین جزیہ دینا منظور کرے تو اجازت

فان رضيت باعطائها بجنالك	ہوسکتی ہے، اور نذر بادشاہ چین کی
بناء لا وكافاء لا عن هدية	نذر سے بھی بڑھ کر ہے، سو ہندو غلام
خير منها وذلك مائة فرس	اور سو ہندو لونڈیاں جو ناچنا گانا جانتی
من الجياد مسرجة ملجمة ومائة	تھیں، اور سو تھان بیرمیہ کپڑے کے
مملوك ومائة جارية من	جو روئی کا بنا ہوا ہوتا ہے اور خوبصورتی
كفار الهند مغنيات ورواقص	میں بے نظیر ہوتا ہے جن میں سے ایک
ومائة ثوب بيرمية وهي	ایک تھان کی قیمت سو سو دینار
من القطن ولا نظير لها في	ہوتی ہے، اور سو تھان ریشمی کپڑے کے
الحسن قيمة الثوب منها مائة	جس کو جز کہتے ہیں جس میں پانچ رنگوں
دينار ومائة شقة من ثياب	کا ریشم استعمال کیا جاتا ہے، اور ایک سو
الحرير المعروفة بالجز وهي التي	چار تھان صلاحیہ کے اور سو تھان شیریں
يكون حرير احدها مصبوغا	باف کے اور پانسو تھان مرغز کے جو
بخمسة الوان واربعة ومائة	ایک اونی کپڑا ماردین سے بن کر آتا ہے
ثوب من الثياب المعروفة	جس میں سے سو تھان سیاہ رنگ کے
بالصلاحية ومائة ثوب من	اور سو تھان سفید رنگ کے اور سو
الشيرين باف ومائة ثوب	سرخ رنگ کے، اور سو سبز رنگ کے
من الشان باف وخمسمائة	اور سو نیلے رنگ کے، اور سو تھان کتان
ثوب من المرغز مائة منها سود	رومی کے اور سو سرخ رنگ کے اور سو
ومائة بيض ومائة حمر ومائة...	سبز رنگ کے اور سو نیلے رنگ کے اور

من الكتان الرومي ومائة شقة
من الملف وسراجة وستة من
القباب واربع حسك من ذهب
وست حسك من فضة منيلة
واربعة طسوت من الذهب
ذات اباريق كشاها وستة
طسوت من الفضة وعشر خلع
من ثياب السلطان مزركشة
وعشر شواش من لباسه
احداها مرصعة بالجواهر و
عشرة تراكش مزركشة و
احدها مرصع بالجوهر وعشرة
من السيوف احدها مرصع الغمد
بالجوهر ودشت بان وهو
قفاز مرصع بالجوهر وخمسة
عشر من الفتيان وعين السلطان
للسفر معي بهذه الهدية
الامير ظهير الدين الزنجاني و

(بے آستین) قزاگند کے اور ایک
ڈیرہ اور چھ خیمے اور چار شمعدان سونے
کے اور چار شمعدان چاندی کے جن پر
مینا کاری کا کام تھا اور چار سونے
کی طشت مع لوٹوں کے اور چھ چاندی
کے طشت اور دس خلعت بادشاہ کی
پوشش کے زردوز اور دس شاشیہ
کلاہ جن میں سے ایک پر جواہر لگے ہوئے
تھے، اور دس ترکش طلاکار جن میں
سے ایک پر موتی جڑے ہوئے تھے، اور
دس تلواریں جن میں سے ایک کے نیام
پر موتی اور جواہرات جڑے ہوئے تھے
دس دست بان یعنی دستانے جن میں
موتی جڑے ہوئے تھے، اور پندرہ نوجوان
غلام یہ سب چیزیں بادشاہ نے روانہ
کیں اور میرے ساتھ جانے کے لئے
میر ظہیر الدین زنجانی کو حکم دیا یہ شخص
بڑا عالم فاضل تھا اور یہ سب چیزیں

هو من فضلاء اهل العلم و
والفقه كافور الشربدار واليه
سلمت الهدية وبعث معنا الامير
محمد الهروي في الف فارس....
ليوصلنا الى الموضع الذي نركب
منه البحر وتوجه صحبتنا الرسال
ملك الصين وهو خمسة عشر
رجلا يسمى كبيرهم ترسي و
خدامهم نحو مائة رجل و
وانفصلنا في جمع كبير ومحلة عظيمة
وامر لنا السلطان بالضيافة
مدة سفرنا ببلاده ،

(ص ۱۱۳)

اپنے غلام کافور شربدار کی تحویل میں روانہ
کیں، اور ہمیں سمندر تک پہنچانے کے لئے امیر محمد
ہروی اور ہزار سوار بھیجے، اور بادشاہ چین
کی سفارت جس میں ۱۵ آدمی تھے، اور سفیر
کا نام طرسی تھا، اور سو خادم اس کے ہمراہ
تھے، یہ سب بھی ہمارے ساتھ چلے، اس
طرح سے ہمارے ساتھ ایک بڑی جماعت
ہو گئی، بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام راستے میں
ہماری ضیافت سرکار کی طرف سے ہوتی رہے

وكان سفرنا في السابع
عشر لشهر صفر سنة ثلاث
واربعين وهو اليوم الذي
اختاروه للسفر لانهم يختارون
للسفر من ايام الشهر ثانيه

صفر ۷۴۳ھ کی سترہویں تاریخ کو
ہم روانہ ہوئے، اس ملک میں اکثر دوسری
ساتویں، بارہویں، سترہویں، بائیسویں
یا ستائیسویں کو سفر کرتے ہیں، اول دن
ہم نے موضع تلپت[1] میں قیام کیا، دہلی سے

[1] تلپت - اب متھرا کی سڑک کے متصل ضلع دہلی میں ایک پرانے گاؤں کا نام ہے، وہاں ایک سرکاری

او سابعه او الثانی عشر او الثالث
عشر و الثانی والعشرین او
السابع والعشرین فکان نزولنا
فی اول مرحلة بمنزل تلبت علی
مسافة فرسخین وثلث من حضرة
دهلی ورحلنا منها الی منزل اوو
ورحلنا منه الی منزل هیلو و
رحلنا منه الی مدینة بیانة
مدینة کبیرة حسنة البناء
ملیحة الاسواق ومسجدها
الجامع من ابدع المساجد و
حیطانه وسقفه حجارة۔ (ص ۱۳)

سات آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے
اور اس کے بعد آوز میں اور اس کے
بعد بیانہ میں پہونچے، بیانہ ایک بہت
بڑا اور خوشنما شہر ہے، اس کے بازار
بہت خوبصورت اور جامع مسجد بھی نادر
بنی ہوئی ہے، اس کی دیواریں اور
چھت پتھر کی بنی ہوئی ہے،

(بقیہ حاشیہ ص ۳۴۲) مدرسہ بھی ہے، اس زمانے کی تاریخوں میں اس قصبہ کا نام بہت آتا ہے، کیونکہ وہ دہلی میں داخل ہونے سے پہلے ایک ایسی جگہ تھی کہ جہاں پورب سے آئے ہوئے جمنا کو پار کرکے مسافر ضرور گذرتا تھا، یہ اغلباً مہابھارت کے پانچ پتوں میں سے ایک ہے، اندرپت، تلپت، سونی پت، باگھپت، پانی پت، اور اس لئے بہت قدیم شہر ہے، یہ سب شہر اس زمانہ میں جمنا کے غربی کنارہ پر تھے، اب دریا مشرق کی جانب ہٹ گیا ہے، باگھپت جس کو اب باغپت کہتے ہیں، مشرقی کنارہ پر ہے، سر ہنری الیٹ کی تاریخ کے مترجموں نے غلطی سے اس کو کہیں پیلی بھیت اور کہیں تل بھٹ پڑھا ہے ۔ ؎ آو۔ یہ گاؤں اب بھی متھرا کے ضلع او کولا سے چند میل فاصلے پر بھرتپور، اور متھرا کی سڑک کے قریب واقع ہوا ہے

ومن كبار اهل هذه المدينة
الامام العالم عز الدين الزبيري
من ذرية الزبير بن العوام
رضي الله عنه احد كبار
الفقهاء الصلحاء لقيته بگوالير
عند الملك عز الدين البنتاني
المعروف باعظم ملك ثم
رحلنا من بيانة فوصلنا الى
مدينة كول مدينة حسنة ذات
بساتين واكثر اشجارها العنباء
نزلنا خارجها في بسيط فيح
ولقينا بها الشيخ الصالح العابد
شمس الدين المعروف بابن
تاج العارفين، (ص ۱۱۲)

اس شہر کے عالموں میں سے امام عز الدین
زبیری تھے، جو حضرت زبیر بن العوام صحابی
رسول خدا کی اولاد میں سے تھے، زبیری ملاقات
ان سے گوالیار میں ملک عز الدین ملتانی
المشہور باعظم ملک کے مکان پر ہوئی تھی
پھر ہم بیانہ سے چل کر شہر کول میں پہنچے
اس شہر میں باغ بہت ہیں، اور اکثر باغ
انگور کے ہیں، ہم شہر کے باہر میدان میں
ٹھہرے تھے، وہاں میں نے شیخ صالح
عابد شمس الدین کی جو تاج العارفین کے لقب
سے مشہور تھے، زیارت کی،

فرحلنا من كول ونزلنا

ہم نے کول سے کوچ کیا دوسرے دن

(بقیہ حاشیہ ص ۳۳۴) ایک اور بڑا گاؤں جو قصبہ آنو کے نام سے مشہور ہے، اسی نواح میں قلعہ ڈیگ کے قریب بھرتپور کی ریاست میں واقع ہے، اغلباً ابن بطوطہ کی مراد قصبہ آنو سے ہے، آئین اکبری میں ایک محال آنو نام سرکار آگرہ میں شیخ زادوں کی ملکیت درج ہے،

(حاشیہ سفرنامہ ابن بطوطہ جلد دوم ص ۳۴۵)

برج بورة وبه زاوية حسنة	برج پورہ میں منزل کی، اور وہاں
فيها شيخ حسن الصورة والسيرة	ایک نہایت عمدہ خانقاہ تھی، اور اس
يسمى محمد العريان ،	میں ایک شیخ کی جو صورت اور سیرت
	دونوں میں اچھا تھا۔ اور جس کا نام
(ص ١١٩)	محمد عریاں تھا، زیارت کی،
ورحلنا من برج بورة و	برج پور سے چل کر ہم ایک دریا
نزلنا على الماء المعروف بآب	پر .... جس کو آب سیاہ
سياه ثم رحلنا الى مدينة قنوج	(کالی ندی) کہتے تھے، پہنچے۔ پھر قنوج
مدينة كبيرة حسنة العمارة	پہنچے یہ بہت بڑا شہر ہے۔ قلعہ بڑا
حصينة رخيصة الاسعار	مضبوط ہے۔ اور شکر کی ارزانی اور
كثيرة السكر ومنها يحمل الى	پیداوار کے لئے مشہور ہے، شکر یہاں
دهلى وعليها سور عظيم و	سے دہلی لے جاتے ہیں، اس کی فصیل بھی
قد تقدم ذكرها وكان بها	بہت اونچی ہے، اس شہر کا ذکر ہم

سلہ کالی ندی یہاں دوآب میں دو ندیاں اس نام سے مشہور ہیں، مغربی کالی ندی تو کوہ سوالک سے نکل کر مظفر نگر اور سہارنپور کے اضلاع میں بہتی ہوئی دریائے ہنڈن میں شامل ہو جاتی ہیں، مشرقی کالی ندی مظفر نگر کے ضلع سے نکلتی ہے، تھوڑے فاصلے تک اس کو ناگن کہتے ہیں، خورجہ کے قریب پہنچ کر اپنا رخ بدل لیتی ہے اور ۳۱۰ میل بہہ کر میرٹھ اور بلند شہر، علی گڑھ، ایٹہ اور فرخ آباد کے اضلاع سے گذرتی ہوئی قنوج سے چار میل پرے دریائے گنگ میں شامل ہو جاتی ہے، ابن بطوطہ کی مراد اسی ندی سے ہے۔

الشیخ معین الدین الباخرزی
اضافنا بها۔
(ص ۱۲۰)

ثم سافرنا الی مدینة کالیور
وهی مدینة کبیرة لها حصن
منیع منقطع فی رأس شاهق
علی بابه صورة فیل وفیال
من الحجارة..... وامیر هذه
المدینة احمد بن سیرخان
فاضل کان یکرمنی ایام
اقامتی عنده قبل هذه
السفرة۔ (ص ۱۲۲)

ثم رحلنا من مدینة کالیور
الی مدینة برون - مدینة

پہلے لے کر آئے ہیں، اس شہر میں شیخ
معین الدین باخرزی رہتے تھے، انہوں
نے ہماری دعوت کی۔

پھر ہم (گکالی پور) گوالیار کی طرف چلے
جو ایک بڑا شہر ہے، اور اس کا قلعہ ایک
علیحدہ چٹان پر نہایت مضبوط بنا ہوا ہے
جس کے دروازے پر ہاتھی اور فیلبان
کا بُت بنا ہوا ہے،........ اس
شہر کا حاکم احمد بن شیر خان فاضل تھا
اس سفر سے پہلے میں اس کے پاس
ٹھہرا تھا، اُس نے میری بہت مدارات
کی تھی۔

گوالیار سے چل کر ہم برون[1] گئے، یہ ایک
چھوٹا سا شہر ہے جو ہندوؤں کے شہروں

---

[1] اس نام کا آج کل کوئی شہر نہیں۔ لیکن آئین اکبری میں جو ایک محال اور قلعہ بروئی نام سرکار نرور صوبہ آگرہ میں درج ہے وہ غالباً یہی شہر ہے .... نرور گوالیار میں دریائے سندھ کے کنارے پر واقع ہے۔ یہ دریائے چنبل سے چند میل پرے جنوب کی طرف جمنا میں مل جاتا ہے۔

(حاشیہ سفرنامہ ابن بطوطہ جلد دوم ص ۲۴۴)

صغيرة للمسلمين بين بلاد
الكفار اميرها محمد بن بيرم
التركي الاصغر والسباع بها
كثيرة وذكر لي بعض اهلها
ان السبع كان يدخل اليها
ليلا وابوابها مغلقة فيفترس
الناس حتى قتل من اهلها كثير
وكانوا يعجبون في [illegible] دخوله
واخبرني محمد التوزري من
اهلها انه كان جارا له بها انه
دخل دار حانوت ليلا وافترس
صبيا من فوق السرير
اخبرني غيره انهم كانوا
جماعة في دار عرس فخرج
احدهم لحاجة فافترسه
السبع فخرج اصحابه في طلبه
فوجدوه مطروحا بالزقاق
وقد شرب دمه ولم يأكل
لحمه وذكروا انه كذلك فعله

کے درمیان ہے اس پر مسلمانوں کا
قبضہ ہے۔ اس کا حاکم محمد بن بیرم
ترکی ہے۔ اس شہر میں درندے
بکثرت ہیں۔ وہاں کا ایک باشندہ
مجھ سے ذکر کرتا تھا کہ دروازہ بند
ہونے کے بعد ایک شیر اس شہر میں
داخل ہو جاتا تھا اور بہت سے آدمیوں
کو پھاڑ کھاتا تھا اور یہ معلوم نہ ہوتا تھا
کہ وہ شہر میں کس طرح داخل ہوتا
تھا۔ محمد توزری اس شہر کے باشندہ
نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرا ایک ہمسایہ
تھا شیر اس کے گھر میں داخل ہوا اور
اس کے بچے کو چارپائی پر سے اٹھا کر
لے گیا۔ ایک شخص ذکر کرتا تھا کہ ہم
ایک دفعہ شادی میں جمع تھے ایک
شخص کسی کام کے واسطے باہر گیا
شیر نے اس کا خون پی لیا تھا۔ اور
گوشت کو بالکل نہ چھیڑا تھا کہتے
ہیں کہ شیر اسی طرح کیا کرتا ہے بعض

بالناس ومن الحجبان بعض
الناس اخبرنی ان الذی
یفعل ذلک لیس بسبع وانما
ھو آدمی من السحرۃ المعروفین
بالجوکیۃ یتصور فی صورۃ
سبع ولما اخبرت بذالک
انکرتہ واخبرنی بہ جماعۃ

لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شیر نہیں ہوتا
بلکہ آدمی ہوتا ہے جس کو جوگی کہتے ہیں،
جو شیر کی صورت بن کر آجاتا ہے مگر مجھے
اس بات کا یقین نہ آیا حالانکہ متعدد
لوگوں نے ایسا ہی بتایا۔

(صفحہ ۱۴۲)

وھولاء الطائفۃ تظھر منھم
عجائب منھا ان احدھم یقیم
الاشھر لا یاکل ولا یشرب
وکثیر منھم تحفر لھم حفر

جوگی[1] عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔
بعض مہینوں تک نہ کچھ کھاتے ہیں
نہ پیتے ہیں، اور بعض ایک غار زمین میں
کھود کر اس پر عمارت بنا دیتے ہیں۔"

---

[1] دبستان کا مصنف کیخسرو بن آذر کیوان پارسی (دارا شکوہ کا ہمعصر تھا) جوگیوں کی بابت اس طرح لکھتا ہے:-

"جوگیان طائفہ اند در ہند معروف۔ جوگ در لغت سنسکرت پیوستن است واین گروہ خود را واصلان حق گیرند وخدا را الکھ گویند۔ ودر اعتقاد ایشان برگزیدہ حق بلکہ عین حق گورکھ ناتھ است ونزد ایشان برہما وبشن ومہیش ہم از شاگردان گورکھ ناتھ ہستند واین طائفہ دوازدہ پنتھ اند ...."

(حاشیہ سفرنامہ ابن بطوطہ ج دوم ص ۲۶۰)

تحت الارض وتبنى عليه فلا
يترك له الا موضع يدخل منه
الهواء ويقيم بها الشهور وسمعت
ان بعضهم يقيم كذلك سنة
ورأيت بمدينة منجرور رجلا
من المسلمين ممن يتعلم
منهم قد رفعت له طبلة و
واقام باعلاها لا ياكل ولا
يشرب مدة خمسة وعشرين
يوما وتركته كذلك فلا ادرى
كم اقام بعدى والناس يذكرون
انهم يركبون حبوبا ياكلون الحبة
منها لايام معلومة او اشهر
فلا يحتاج فى تلك المدة الى
طعام ولا شراب ويخبرون
بامور مغيبة والسلطان
يعظمهم ويجالسهم ومنهم
من يقتصر فى اكله على البقل
ومنهم من لا ياكل اللحم و

فقط ہوا کے لئے ایک سوراخ رکھتے ہیں
اور اس میں مہینوں تک رہتے ہیں اور
بعض کے متعلق سنا ہے کہ وہ برس
دن تک اسی طرح رہ سکتے ہیں منگلور
کے شہر میں میں نے ایک مسلمان کو دیکھا
جو جوگیوں کی شاگردی کرتا تھا اور
ایک بلند ڈھول میں بیٹھا تھا۔ اور وہاں
بغیر کھانے پینے کے رہتا تھا۔ ۲۵ دن
تو اسے ہو چکا تھا، پھر میں چلا آیا معلوم
نہیں کہ وہ کتنے دن تک اسی طرح رہا
لوگ کہتے ہیں کہ یہ جوگی ایک قسم کی گولیاں
تیار کرتے ہیں، اور ایک گولی چند معین دنوں
یا مہینوں تک کے لئے کھا لیتے ہیں پھر
انہیں اس مدت میں کھانے پینے کی
ضرورت نہیں ہوتی، یہ لوگ غیب کی
باتوں کی بھی خبر دیتے ہیں، بادشاہ ان
لوگوں کی بہت تعظیم کرتا ہے......
اور ان کو اپنی صحبت میں رکھتا ہے بعض
فقط ترکاری کھاتے ہیں، اور بعض گوشت

وهم لا يكثرون والظاهر من
حالهم انهم عودوا انفسهم
الرياضة ولا حاجة لهم في
الدنيا وزينتها ومنهم من
ينظر الى الانسان فيقع ميتا
من نظرته وتقول العامة
انه اذا قتل بالنظر وشق عن
صدر الميت وجد دون
قلب ويقولون اكل قلبه
واكثر ما يكون هذا في النساء
والمرأة التي تفعل ذلك تسمى
كفتار۔

کبھی کھاتے ہیں، مگر اکثر گوشت نہ کھانے
والے ہوتے ہیں۔ ظاہر سبب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ وہ ریاضت سے اپنے نفس
کو اس کا عادی بنا لیتے ہیں۔ دنیا
کی زیب و زینت سے اُن کو سروکار نہیں
ہوتا۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ
اگر کسی کی طرف نظر بھر کر دیکھ لیں تو
وہ آدمی فوراً مر جاتا ہے۔ عوام الناس
کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی نظر سے
مر جاتا ہے اگر اس کا سینہ چیرا جائے
تو اُس میں دل نہیں ہوتا، نظر والا
آدمی اس کا دل کھا لیتا ہے، یہ کام
اکثر عورتیں کرتی ہیں۔ اور ایسی عورتوں
کو کفتار[1] کہتے ہیں۔

(ص۔ ۱۲۳)

ثم سافرنا من مدينة اجين الى

اجین سے چل کر ہم دولت آباد پہنچے، یہ

---

[1] کفتار لغت میں جُرگ کو کہتے ہیں۔ جس کی ہڈیاں چلتے ہوئے بولا کرتی ہیں۔ اور چونکہ یہ مشہور ہے کہ ڈاکنوں اور جادوگروں کی یہ جانور سواری ہے۔ اس لئے ڈاکن کو بھی کفتار کہنے لگے۔ آئین اکبری میں ابوالفضل نے صوبہ سندھ کے ذکر میں ڈاکن یا جگر خوار کا مفصل حال لکھا ہے۔

مدينة دولة آباد وهي المدينة
الضخمة العظيمة الشأن الموازية
لحضرة دهلي في رفعة قدرها
واتساع خطتها وهي منقسمة
ثلاثة اقسام واحدها دولة
آباد وهو مختص بسكنى السلطان
وعساكره والقسم الثاني يسمى
الكتكة والقسم الثالث قلعتها
التي لا مثل لها ولا نظير
في الحصانة وتسمى الدويقير
وبهذه المدينة سكنى الخان
الاعظم قطلوخان معلم
السلطان بها وبلاد صاغر
وبلاد التلنك ما اضيف الى
ذلك وعمالتها مسيرة ثلاثة
اشهر عامرة كلها الحكم
عنوا به فيها ۔ (ص ١٢٦)

واهل بلاد دولة آباد هم قبيل
المرهتة الذين خص الله نساءهم

شہر بہت بڑا ہے دہلی کا مقابلہ کرتا ہے
اس کے تین حصے ہیں ایک حصے کو دولت آباد
کہتے ہیں اس میں بادشاہ اور شاہی لشکر
رہتا ہے اور دوسرے حصے کو کتکہ کہتے ہیں
تیسرے حصے کو جو قلعہ ہے دیوگیر کہتے
ہیں یہ قلعہ مضبوطی میں بے نظیر ہے۔ خان
اعظم قتلغ خان بادشاہ کا استاد اسی قلعہ
میں رہتا ہے، ساگر اور تلنگانہ بھی اسی
کے ماتحت ہیں۔ اس کا علاقہ تین مہینے
کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔ اسکی
طرف سے نائب اور حاکم جگہ جگہ رہتے
ہیں۔

دولت آباد کے باشندے مرہٹے ہیں، اُن
کی عورتیں نہایت خوبصورت ہوتی ہیں۔

بالحسن وخصوصًا في الأنوف
والحواجب ولهن من طيب الخلوة
والمعرفة بحركات الجماع ما ليس
لغيرهن وكفار هذه المدينة
أصحابهم تجار أكثر تجاراتهم
في الجوهر وأموالهم طائلة و
هو يسمون الساهة واحدهم
ساه وهم مثل الاكارم
بديار مصر وبدولة اباد العنب
والرمان ويثمران مرتين في
السنة وهي من اعظم البلاد
جبى واكبرها خراجًا لكثرة عمارتها
واتساع عمالتها. (ص ١٧٠)

خصوصًا اُن کی ناک اور ابرو بے نظیر
ہوتے ہیں خوش صحبت ہوتی ہیں . .
. . . . اس
شہر کے ہندو سوداگری کرتے ہیں اکثر
جواہرات کی سوداگری کرتے ہیں، اور
بہت مالدار ہیں ان کو ساہ (ساہوکار)
کہتے ہیں، جیسے کہ مصر میں تاجروں کو اکارم
کہتے ہیں۔ دولت آباد میں انگور اور انار
بہت ہوتے ہیں۔ اور سال میں دو دفعہ
پھلتے ہیں۔ اس ملک کا محاصل بھی
بسبب آبادی اور وسعت کے اور صوبوں
سے زیادہ ہے،

وبها بمدينة دولة آباد سوق
للمغنين والمغنيات تسمى سوق
طرب آباد من اجمل الأسواق
واكبرها فيه الدكاكين الكثيرة
كل دكان له باب يفضي الى
دار صاحبه وللدار باب سوى

دولت آباد میں اہل طرب کا ایک بازار
ہے جس کو طرب آباد کہتے ہیں، یہ بازار بہت
خوبصورت اور وسیع ہے، دکانات بھی
بہت ہیں ہر ایک دوکان میں ایک دروازہ
گھر کی طرف کھلتا ہے، اور گھر کا دوسری
طرف بھی دروازہ ہوتا ہے دوکان میں

ذلك والحوانيت مزينة بالفرش
وفي وسطه شكل مهد كبير
تجلس فيه المغنية او ترقد
وهي متزينة بانواع الحلي
وجواريها يحركن مهدها
وفي وسط السوق قبة عظيمة
مفروشة مزخرفة يجلس
فيها امير المطربين بعد
صلاة العصر من يوم كل
خميس وبين يديه خدامه
ومماليكه وتاتي المغنيات
طائفة بعد اخرى فيغنين
بين يديه ويرقصن الى وقت
المغرب ثم ينصرفن وفي
تلك السوق المساجد
للصلوة ويصلي الائمة
فيها التراويح في شهر رمضان
وكان بعض سلاطين الكفار
بالهند اذا مر بهذه السوق

بہت مکلف فرش ہوتا ہے اور اس کے
وسط میں ایک گہوارہ ہوتا ہے جس میں
گانے والی عورت بیٹھ جاتی یا رقص
کرتی ہے، اس کی لونڈیاں گہوارہ
کو ہلاتی رہتی ہیں۔ گہوارہ بہت آراستہ
ہوتا ہے، بازار کے وسط میں ایک بڑا
گنبد ہے جو نہایت آراستہ اور فروش
سے پیراستہ ہوتا ہے، اس میں مطربوں
کا چودھری عصر کی نماز کے بعد ہر
جمعرات کو بزم عشرت وطرب آراستہ
کرتا ہے، اس موقع پر اس کے غلام اور
خادم بھی اس کے سامنے وہیں موجود
ہوتے ہیں، اور طوائف باری باری
آکر اس کے سامنے رقص وسرود کرتی
اور گاتی بجاتی ہیں، مغرب بعد یہ
بزم نشاط ختم ہوجاتی ہے، اور چودھری
اپنے گھر واپس چلا آتا ہے، اس بازار
میں مسجدیں بھی ہیں، اور ان میں نماز بھی
بھی ہوتی ہیں، رمضان کے مہینہ میں

[illegible]

ينزل بقبتها وتغنى المغنيات	اس بازار میں سیر و تفریح کے لئے آتے
بين يديه وقد فعل ذلك	ہیں تو وہ اس گنبد میں بھی آتے ہیں،
بعض سلاطين المسلمين	اور طوائفیں ان کے سامنے رقص و سرود
ايضاً،	کرتی ہیں، بعض بعض مسلمان بادشاہ
(ص ۱۲۷)	بھی ایسا کرتے ہیں۔

قلقشندی

المتوفی سنہ ۸۲۱ھ مطابق سنہ ۱۴۱۸ء

ابو العباس شہاب الدین احمد بن علی قلقشندی آٹھویں صدی ہجری کا مشہور مصنف اور فاضل ادیب سنہ ۷۵۶ھ میں مصر کے ایک گاؤں قلقشندہ میں پیدا ہوا اور اسی نسبت سے قلقشندی کہلاتا ہے۔ سنہ ۷۹۱ھ میں اسے مصر کے دیوان انشاء کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اس کی کئی مفید اور بلند پایہ تصنیفات ہیں لیکن ان سب میں اہم اور عربی زبان و ادب میں لازوال شہرت رکھنے والی صبح الاعشیٰ ہے۔ اس کا موضوع فن انشاء ہے لیکن اس میں تاریخ و سیر، لغت و ادب، تفسیر و حدیث اور فقہ و انشاء جیسے علوم و فنون کے علاوہ خلافت اسلامیہ کا تعارف، خلفائے اسلام کے حالات، اور مشرق و مغرب کے تمام اسلامی ممالک کے متعلق معلومات بھی ہیں۔ ان کا جغرافیہ، ان کی تہذیب و معاشرت اور نظم مملکت کی تفصیل، اور اسلام کی تمدنی ترقیوں کا ذکر بھی ہے، اور انشاء کے اصول و قوانین، مختلف اسلامی ملکوں میں اس کی مختلف کیفیات، دیوان انشاء کا قیام، عربی زبان کی خصوصیات، عہد جاہلیت سے آٹھویں صدی ہجری تک اسلامی ممالک میں اس کی تدریجی نشر و اشاعت وغیرہ پر معلومات [illegible]۔ اس اعتبار سے یہ

کتاب نہ صرف ادب و انشا بلکہ مختلف علوم و فنون کا دلآویز مجموعہ اور انسائیکلوپیڈیا ہے،

اس کتاب کی پانچویں جلد میں آٹھویں صدی ہجری کے ہندوستان کی حکومت، تہذیب و تمدن اور معاشرت کے علاوہ اس کا مفصل جغرافیہ، مختلف شہروں خصوصاً دار السلطنت دہلی اور ہندوستان کی پیداوار، حیوانات، صنعت و حرفت، تجارت و زراعت، سکون، نرخ اور مسلم سلاطین بالخصوص محمد بن تغلق شاہ کے نظام حکومت اور لوازم شاہی کا سیر حاصل اور جامع تذکرہ ہے، مصنف کے دو مآخذ ہیں ایک عرب سیاحوں اور جغرافیہ نویسوں کی کتابیں، دوسرے ہندوستان کے بعض اہل علم شیخ مبارک بن محمود الانباتی (کھنباتی) اور شیخ عبدالرحمن الریان الہندی وغیرہ جو ان ممالک تک پہنچے، اُن کے بیانات، محمد تغلق نے مصر کے عباسی خلفاء کی بیعت کر لی تھی، اس لئے اس زمانہ میں ہند کے مصر سے نہایت گہرے تعلقات تھے،

یہ کتاب سنہ ۱۹۱۳ء تا سنہ ۱۹۲۰ء میں دار الکتب المصریہ سے ۴، جلدوں میں شائع ہوئی ہے اور اس سے پہلے یورپ میں بھی شائع ہو چکی ہے،

صبح الاعشیٰ جلد پنجم

القطر الرابع مملکۃ الهند وَ مضافاتها۔

قال فی "مسالک الابصار" وهی مملکۃ عظیمۃ الشان لا تقاس فی الارض بمملکۃ سواها لا تساع اقطارها وکثرۃ اموالها وعساکرها وابهۃ سلطانها فی رکوبه ونزوله ودست ملکه، وفی صیتها وسمعتها کفایۃ ثم قال: ولقد کنت اسمع من الاخبار الطائحۃ والکتب المصنفۃ ما یملاء العین والسمع وکنت لا اقف

چوتھا ملک ہندوستان اور اس کے مضافات

"مسالک الابصار" میں ہے کہ یہ دنیا کی عظیم الشان اور بے نظیر سلطنت ہے، دولت اور فوجوں کی کثرت ہے، اس کا بادشاہ شاہانہ دبدبہ وشکوہ، شہرت وناموری میں بہت ممتاز ہے، میں یہاں کے متعلق نہایت حیرت انگیز خبریں سنتا اور کتابوں میں پڑھتا تھا، مگر چونکہ یہ ملک ہم سے بہت دور ہے، اس لئے اس کی اصل حقیقت نہیں معلوم ہوتی تھی، مگر جب راویوں سے اس کی تحقیقات کی تو اس کو اپنے وہم وگمان

[illegible]

على حقيقة اخبارها لبعدها
منا وتنائى ديارها عنا ثم تتبعت
ذلك من الرواة فوجدت
الكثر مما كنت اسمع واجل مما
كنت اظن وحسبك ببلاد فى
بحرها الدر وفى برها الذهب
وفى جبالها الياقوت والالماس
وفى شعابها العود والكافور
وفى مدنها اسرة الملوك و
من وحوشها الفيل والكركدن
ومن حديدها سيوف الهند
واسعارها رخيصة وعساكرها
لا تعد وممالكها لا تحد و
لاهلها الحكمة ووفور العقل
وهم املك الامم لشهواتهم
وابذلهم للنفوس فيما يظن
به الزلفى . (ص ٦١، ٦٢)
قال وقد وصف محمد بن
عبد الرحيم الاقليشى هذه

اور تصور وخیال سے کہیں زیادہ پایا،
اس کے متعلق اس قدر ذکر کر دینا
کافی ہے کہ یہاں کے سمندر سے موتی،
خشک زمینوں سے سونا، پہاڑوں
سے یاقوت والماس اور گھاٹیوں، اور
وادیوں سے عود وکافور دستیاب ہوتے
ہیں، شہروں میں شاہی تخت وتاج ہیں
اس کے جنگلی جانوروں میں ہاتھی اور
گینڈے ہیں، اور اس کے لوہے میں
ہندی تلواریں ہیں، چیزوں کا نرخ
ارزاں ہے، فوجیں بے شمار اور ملک
غیر محدود ہیں، یہاں کے لوگ حکمت
ودانائی میں مشہور اور نفسانی خواہشات
پر تمام قوموں سے زیادہ قابو رکھنے
والے اور اپنی عبادتوں اور تقرب
کے کاموں میں سب سے زیادہ نفس
کی قربانی کرنے والے ہیں۔
محمد بن عبد الرحیم اقلیشی اپنی کتاب
"تحفۃ الالباب" میں اس ملک کا وصف

المملكة في كتابه تحفة الالباب فقال: اعني ملك العظيم والعدل الكثير والنعمة الجزيلة والسياسة الحسنة والرضا الدائم والامن الذي لا خوف معه في بلاد الهند واهل الهند اعلم الناس بانواع الحكمة والطب والهندسة والصناعات العجيبة ثم قال وفي جبالهم وجزائرهم ينبت شجر العود والكافور وجميع انواع الطيب كالقرنفل والسنبل والدارصيني والقرفة والسليخة والقاقلة والكبابة والبسباسة وانواع العقاقير وعندهم غزال المسك وسنور الزباد هذا ما هذه المملكة عليه من اتساع الاقطار وتباعدها

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ایک بہت بڑا ملک ہے، اس میں عدل وانصاف کی کثرت، نعمت وآسائش کے سامانوں کی فراوانی، عمدہ سیاست، دائمی خوشحالی اور ایسا امن وسکون ہے جس میں خوف وخطر کا گذر نہیں، اہل ہند حکمت کی مختلف قسموں، طب، ریاضی اور عجیب غریب صنعتوں سے واقف ہیں، صاحب مسالک الابصار ہی کا بیان ہے کہ یہاں کے پہاڑوں اور جزیروں میں عود، کافور اور قسم قسم کے خوشبودار پودے جیسے لونگ، سنبل، دارچینی، [illegible]، سلیخہ[1]، قاقلہ، کبابہ[2]، جائفل اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں، یہاں مشک والے ہرن اور بلے ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ملک نہایت وسیع ہے، اور اس کا

---

[1] سلیخہ (بان) ایک خوشبودار پودا ہے اور اس سے تیل بھی نکالا جاتا ہے، قاقلہ کی تحقیق نہ ہو سکی۔ (ص)

[2] کبابہ ایک دوا کا نام جو چین میں زیادہ ہوتی ہے۔

الاوجا ورونناقی الجوانب (ص ۹۲)
فقد حکی فی "مسالک الابصار"
عن الشیخ مبارک بن محمود الانباقی
ان عرض هذه المملکة بین
سومنات وسرندیب الی غزنة
وطولها من الفرضة المقابلة
لعدن الی سد الاسکندر عند
مخرج البحر الهندی من البحر المحیط
وان مسافة ذلک ثلاث سنین
فی مثلها بالسیر المعتاد ذلها
متصلة المدن ذوات المنابر
والاسرة والاعمال والقری و
والضیاع والرساتیق والاسواق
لا یفصل بینها خراب بعد ان
ذکر عنه انه ثقة ثبت عارف
بما یحکیه الا انه استبعد هذا
المقدار وقال ان جمیع المملکة
لا یفی بهذه المسافة اللهم
الا ان یرید ان هذه مسافة

رقبہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے،
"مسالک الابصار" میں شیخ
مبارک بن محمود انباقی کے حوالہ سے
منقول ہے کہ اس کا عرض سومنات
اور لنکا کے درمیان غزنہ تک، اور
طول عدن کے مقابل واقع بندرگاہ
سے سد سکندر، اور بحر ہند کے مخرج
تک ہے، اس کی مسافت معتدل
رفتار سے تین سال کی ہے، ہر مسافت
اور منزل تخت و تاج والے شہروں
قصبات، دیہا توں اور بازاروں سے
متصل ہے اور ان کے درمیان کوئی
ویرانہ نہیں ہے۔ صاحب مسالک
الابصار نے شیخ مبارک کو ثقہ معتبر
اور واقف کار قرار دینے کے باوجود
لکھا ہے کہ یہ مقدار مستبعد معلوم ہوتی
ہے، اور پورا معمورۂ دنیا بھی اس
مسافت کے لئے کافی نہیں ہے، البتہ
اس شخص کے لئے یہ مسافت صحیح

من ينتقل فيها حتى يحيط بجميعها	ہو سکتی ہے جس نے اس ملک میں گھر گھر
مكانًا مكانًا فيحتل على ما فيها	دورہ کیا ہو۔[1]
(ص ۶۲)	
قال صاحب مسالك الابصار	صاحب مسالک بیان کرتے ہیں،
وسألت الشيخ مبارك الانباتي	کہ میں نے شیخ مبارک انباتی سے
عن بر الهند وضواحيه فقال	ہندوستان اور اس کے مضافات
ان به انهارًا ممتدة تقارب	کا حال پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ
الف نهر كبار وصغار، منها	پورے ملک میں دریاؤں کا جال بچھا
ما يضاهي النيل عظمًا ومنها	ہوا ہے، چھوٹے بڑے تقریباً ایک
ما هو دونه ومنها ما هو مثل	ہزار دریا ہوں گے جن میں سے بعض
بقية الانهار وعلى صغار	نیل کے برابر ہیں۔ بعض اس سے چھوٹے
الانهار القرى والمدن،	اور بعض عام دریاؤں کی طرح ہیں،
وبه الاشجار الكثيفة والمروج	چھوٹے دریاؤں کے کنارے گاؤں
الفيح - قال: وهي بلاد معتدلة	اور قصبے آباد ہیں۔ جہاں گھنے جنگلات
لا تتفاوت حالات فصولها	اور وسیع چراگاہیں ہیں، اس ملک

[1] اس کے بعد مصنف نے سندھ اور وہاں کے مختلف شہروں کے حالات لکھے ہیں، ان کا ماخذ قدیم مصنفین کی کتابیں ہیں جو اس کتاب میں پہلے گذر چکے ہیں، اس لئے انھیں نقل کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

(ص -)

ليست مفرطة في حر ولا برد
بل كان كل اوقاتها ربيع و
تهب بها الاهوية والنسيم
اللطيف وتتوالى بها الامطار
مدة اربعة اشهر واكثرها
في اخريات الربيع الى ما يليه
من الصيف،
(ص ٦٠)

آب و ہوا معتدل ہے، نہ زیادہ سردی
پڑتی ہے، اور نہ زیادہ گرمی۔ ہر موسم
تقریباً فصل بہار کی طرح ہوتا ہے،
جس میں خوشگوار ہوائیں، اور لطیف
بادِ نسیم کے جھونکے چلتے ہیں اور چار
مہینے مسلسل بارش ہوتی ہے۔ جو ربیع
کے آخر اور موسم گرما کے قریب شروع
ہو جاتی ہے

ثم لمملكة الهند قاعدتان،
القاعدة الاولى (مدينة دلي)
.... وهي مدينة ذات
اقليم متسع وموقعها في الاقليم
الرابع من الاقاليم السبعة قال
في "القانون" حيث الطول مائة
وثمان وعشرون درجة و
خمسون دقيقة والعرض خمس
وثلاثون درجة وخمسون
دقيقة، (ص ٦٠)

سلطنتِ ہند کے دو پایۂ تخت ہیں، ان
میں سے پہلا پایۂ تخت دلی ہے ......
.... یہ شہر نہایت کشادہ اور ہفت
اقلیم میں سے اقلیم چہارم میں واقع ہے،
قانون میں اس کا طولِ بلد ۱۲۸
درجہ ۵۰ دقیقہ اور عرضِ بلد ۳۵
درجہ ۵۰ دقیقہ دیا ہے،

قال في "تقويم البلدان" وهي

صاحبِ تقویم نے لکھا ہے کہ یہ ایک بڑا

مدينة كبيرة في مستو من الأرض
وتربتها مختلطة بالحجر والرمل
وعليها سور من اجر وسورها
اكبر من سور حماة وهي بعيدة
من البحر ويمر على فرسخ منها
نهر كبير دون الفرات وبها
بساتين قليلة وليس بها
عنب وتمطر في الصيف
وبجامعها منارة لم يعلم
في الدنيا مثلها مبنية من حجر
احمر ودرجها نحو ثلثمائة
درجة وهي كبيرة الأضلاع
عظيمة الارتفاع واسعة الأسفل
وارتفاعها يقارب منارة
الاسكندرية ،
(ص ۶۰)
وذكر في مسالك الابصار
عن الشيخ برهان الدين ابن

شہر ہے، جو سطح زمین میں واقع ہے،
یہاں کی مٹی پتھریلی اور ریگستانی ہے
اینٹوں کی فصیل ہے جو حماۃ کی فصیل
سے زیادہ بڑی ہے، یہ شہر اگرچہ
سمندر سے دور ہے لیکن اس سے ایک
فرسخ کے فاصلہ پر ایک بڑا دریا (جمنا)
بہتا ہے جو فرات سے چھوٹا ہے، باغ
بہت کم ہیں، یہاں انگور نہیں ہوتا ہے
گرمیوں میں بارش ہوتی ہے یہاں
کی جامع مسجد میں ایک مینار[1] ہے جو
دنیا میں اپنی آپ مثال ہے، یہ سرخ
پتھروں سے بنایا گیا ہے اور اس میں
تقریباً ۳۰۰ زینے ہوں گے، اس کے
ضلعے بہت بڑے اور بلند ہیں، نیچے
کی سطح نہایت وسیع ہے، مینار کی
بلندی اسکندریہ کے مینار کے برابر ہے،
مسالک الابصار میں شیخ برہان الدین
ابن خلال بزی کوفی کے حوالہ سے بیان

---

[1] اس سے مراد قطب مینار ہے،

الخلال البزی الکوفی ان علوها فی نحو ستمائة ذراع وذکر عن الشیخ مبارک الانباتی ان لدلی مدائن جمعت ولکل مدینة منها اسم یخصها ودلی واحدة منها، قال الشیخ ابو بکر بن الخلال وجملة ما یطلق علیه الآن اسم دلی احدی و عشرون مدینة، (ص ۶۹)

کیا گیا ہے کہ مینارہ کی بلندی تقریباً ۶۰۰ گز ہوگی۔ اور شیخ مبارک کا قول نقل کیا گیا ہے کہ دلی چند شہروں کا مجموعہ ہے اور ہر شہر کا ایک جداگانہ نام ہے، دلی بھی ان میں سے ایک ہے۔ شیخ ابوبکر بن خلال کہتے ہیں کہ اس وقت منجملہ ۲۱ شہروں پر دلی مشتمل ہوگی۔

قال الشیخ مبارک:) وهی میلة طولا وعرضا میکون دور عمرانها اربعین میلا و بناؤها بالحجر والآجر وسقوفها بالخشب وارضها مفروشة بحجر ابیض شبیه بالرخام ولا یبنی بها اکثر من طبقتین وربما اقتصر علی طبقة واحدة ولا یفرش دوره بالرخام الا السلطان:؛ قال: وفیها

شیخ مبارک کا بیان ہے کہ اس کا طول وعرض کئی میل میں ہے، پوری دلی تقریباً چالیس میل ہوگی عمارتیں پتھر اور اینٹ کی اور چھتیں لکڑی کی ہیں، صحن میں سنگ مرمر کی طرح کا ایک سفید پتھر بچھا ہوتا ہے، مکانات دو منزلہ سے زائد نہیں ہوتے، بلکہ بعض تو ایک ہی منزل کے ہوتے ہیں، مکانات میں سنگ مرمر بچھانے کا حق صرف بادشاہ دلی کو ہے، یہاں ایک ہزار مدرسے ہیں

الف مدرسة ومنها مدرسة	ان میں صرف ایک مدرسہ شوافع کا ہے،
واحدة للشافعية وباقيها	بقیہ تمام حنفیوں کے ہیں۔ تقریباً ۷۰
للحنفية، وبها نحو سبعين	اسپتال ہیں جنھیں دارالشفاء کہا جاتا
بيمارستانا تسمى بها دور الشفا	ہے، دلی اور اس کے اطراف کے شہروں
وبها وببلادها من الربط و	میں تقریباً ۲ ہزار خانقاہیں اور بڑی
الخوانق نحو الفين وفيها الزيارات	بڑی زیارت گاہیں ہیں، بازار کشادہ
العظيمة والاسواق الممتدة	اور حمام بکثرت ہیں، لوگ بارش کا پانی
والحمامات الكثيرة وشرب	پیتے ہیں جو چوڑے چوڑے حوضوں میں
اهلها من ماء المطر تجتمع	جمع ہوتا ہے۔ ہر حوض کا قطر ایک تیر
الامطار فيها فى احواض وسيعة	پرتاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے،
كل حوض قطره غلوة سهم	دوسرے کاموں ....
واكثر اما مياه الاستعمال و	اور جانوروں کو پلانے کے لئے قریب
شرب الدواب فمن آبار قريبة	کے کنوؤں اور چشموں کا پانی استعمال
المستقى اطول ما فيها سبعة	کیا جاتا ہے۔
اذرع، (ص ۶۹)	
وقد صارت دلى قاعدة لجميع	دلی پورے ہندوستان کا دارالسلطنت
الهند (ومستقر السلطان) و	اور سلطان ہند کی جائے قیام ہے، اس
بها قصور ومنازل خاصة	میں بڑے بڑے محل اور مخصوص مکانات
لسكنه وسكن حرمه ومقاصد	ہیں جن میں سلطان اور اس کی حرم

جواريه وخطاياه وبيوت
خدمه ومماليكه لا يسكن
معه احد من الخانات ولا من
الامراء ولا يكون بها احد منهم
الا اذا حضر للخدمة ثم ينصرف
كل واحد منهم الى بيته وبها
بساتين من جهاتها الثلاث
الشرق والجنوب والشمال على
استقامة، كل خط اثنا عشر ميلا
اما جهة الغربية فعاطلة من
ذلك لمقاربة جبل لها بة و
وراء ذلك مدن واقاليم
متعددة،

(ص ٧٩)

القاعدة الثانية (مدينة
الدواكير) ومدينة الدواكير
.... وهي مدينة ذات
اقليم متسع وقد ذكر في
"مسالك الابصار" عن الشيخ

رہتی ہیں، اس کی لونڈیوں کے لئے بھی
چھوٹے چھوٹے محل اور خدام شاہی اور
اس کے غلاموں کے لئے مکانات ہیں،
خوانین اور امراء کو بادشاہ کے ساتھ
رہنے کی اجازت نہیں ہے، وہ صرف
خدمت کے اوقات میں آتے ہیں، پھر
اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں، شاہی
محلات کے تین طرف مشرق، جنوب اور
شمال میں ایک سیدھ میں باغات ہیں،
ان میں سے ہر ایک کا طول گیارہ میل
کا ہے، مغربی سمت پہاڑی کی وجہ
سے باغ سے خالی ہے، اس پہاڑی
کے دوسری سمت میں دوسرے شہر
آباد ہیں،

دوسرا پایۂ تخت دیوگیر (دیوگڑھ)
ہے، دیوگڑھ ایک وسیع اور کشادہ شہر
ہے، مسالک الابصار میں شیخ مبارک
انباتی کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ
یہ بہت قدیم شہر ہے جسے سلطان محمد

مبارک الانباتی : انها مدینة
قدیمة جدد دها السلطان
محمد بن طغلق شاہ وسماها
قبة الاسلام وذکرانه
فارقها ولم تتکامل بعد -

وان السلطان المذکور کان
قد قسمها علیٰ ان تبنی محلات
لاهل کل طائفة محلة الجند
فی محلّة والوزراء فی محلّة
وللکتاب فی محلة والقضاة
والعلماء فی محلة والمشائخ
والفقراء فی محلة وفی کل محلة
ما یحتاج الیه من المساجد
والاسواق والحمامات والطواحین
والافران ، وارباب الصنائع
من کل نوع حتی الصوّاغ و
والصباغین والدباغین بحیث
لا یحتاج اهل محلة الی اُخریٰ
فی بیع ولا شراء ولا اخذ و

بن تغلق شاہ نے از سر نو تعمیر کیا ، اور
اوس کا نام "قبۃ الاسلام" رکھا ، مگر
اس کی تکمیل سے پہلے اس کو چھوڑ دیا ،

سلطان محمد بن تغلق نے اس شہر کو
مختلف حصوں میں بانٹ تھا ، اور
ہر طبقہ کے لئے ایک جداگانہ محلہ
قائم کیا تھا - مثلاً فوجوں کا ایک
مخصوص محلہ تھا - وزراء کا جداگانہ
محلہ تھا - منشیوں کی الگ آبادی
تھی ، قاضیوں اور علماء کا محلہ الگ ،
مشائخ اور..............
فقراء کی بستی الگ تھی اور ہر محلہ کے
باشندوں کی ضرورت کی چیزیں مثلاً
مساجد ، بازار ، حمام ، چکیاں ، چولھے ،
اور مختلف قسم کے کاریگر جیسے سنار ،
رنگریز اور دباغ وغیرہ اس طور
سے بسائے تھے کہ کسی محلہ والے کو

ولا عطاء لتكون كل محلة كانها
مدينة منفردة قائمة بذاتها
(ص ۱۰)

قلت: وذكر في مسالك الابصار
عن قاضي القضاة سراج الدين
الهندي ان في مملكة صاحب
الهند ثلاثة وعشرين اقليما
عد منها بعض ما تقدم ذكره
وهي اقليم دهلي واقليم الدواكير
واقليم الملتان، واقليم كهران
واقليم سامانا ....
واقليم سيوستان واقليم وجا
واقليم هاسي، واقليم سرستي
واقليم المعبر واقليم تلنك
اقليم كجرات واقليم بدلون
واقليم عوض، واقليم القنوج
واقليم لكنوتي واقليم بهار
واقليم كره واقليم ملاوة و

خرید و فروخت کے لئے دوسرے محلہ
میں نہ جانا پڑے گا گویا ہر محلہ اپنی جگہ پر
ایک مستقل شہر تھا۔

مسالک الابصار میں قاضی القضاۃ
سراج الدین ہندی سے یہ روایت نقل
کی گئی ہے کہ ہندوستانی بادشاہ کی
سلطنت میں ۲۳ صوبے (اقلیمیں) ہیں
جن میں سے بعض کا نام بنام ذکر کیا
ہے اور بعض کا پہلے تذکرہ بھی
ہو چکا ہے۔ صوبہ دہلی صوبہ دیگر
(دیوگڑھ) صوبہ ملتان، صوبہ کہران
(کنگران واقع صوبہ سرحد) صوبہ
سامانا، صوبہ سیوستان (سیستان)
صوبہ وجا، صوبہ ہاسی (ہانسی)
صوبہ سرستی، صوبہ معبر (کارومنڈل)
صوبہ تلنگ (تلنگ)، صوبہ گجرات،
صوبہ بدلون[له]، صوبہ اودھ، صوبہ قنوج
صوبہ لکنوتی (بنگال) صوبہ بہار،

له غالباً اس سے بدایوں مراد ہوگا۔

اقليم لهاور واقليم كلانوتا
واقليم جاجنكر واقليم تلنج
اقليم دور سمند،
(ص ۲۲)

صوبہ کراہ (کرا یعنی دوآبہ الہ آباد)
صوبہ مالوہ، صوبہ لاہور (یعنی پنجاب)
صوبہ کلانور، صوبہ جاجنگر (مونگیر
وغیرہ) صوبہ تلنگ، صوبہ دوار
سمندر (جہاں اب میسور کی ریاست ہے)

ثمّ قال وهذه الاقاليم
تشتمل على الف مدينة ومائتي
مدينة كلها مدن ذوات
نيابات، كبار وصغار، و
يجمعها الاعمال والقرى
العامرة الآهلة، وقال
انه لا يعرف عدد قراها،
(ص ۲۲)

ان تمام صوبوں میں ایک ہزار دو
سو شہر ہیں۔ اور ان شہروں کے ماتحت
بڑے چھوٹے متعدد قصبات اور گاؤں
ہیں، جن کے اعداد و شمار نامعلوم ہیں،

وحكى عن الشيخ مبارك الانباتي
ان على لكنوتي مائتي الف مركب
صغار خفاف للسير، اذا رمى
الرامي في احدها سهما
وقع في وسطها لسرعة
جريانها، ومن المراكب لكبا

شیخ مبارک انباتی سے روایت ہے کہ
لکنوتی کے ماتحت ۲ لاکھ چھوٹے چھوٹے
جہاز ہیں، جب کوئی نیزہ باز کسی جہاز
میں تیر پھینکتا ہے تو جہاز کی سرعت رفتار
کی وجہ سے اس کے وسط ہی میں رہ
جاتا ہے، بڑے بڑے جہازوں میں

مافیہ الطواحین والافران	آٹا پیسنے والی چکیاں، چولھے، اور فروخت
والاسواق ودبما لم یعرف	کی چیزوں کے چھوٹے چھوٹے بازار ہوتے
بعض رکابه بعضاً الا بعد	ہیں، اور مسافروں میں اکثر ایک مدت کے بعد
مدة لاتساعه وعظمه	باہم تعارف ہوتا ہے، اس لئے کہ جہاز بہت
الی غیر ذالک مما العھدة	بڑا اور وسیع ہوتا ہے۔
فیه علیه (ص ۸۰)	
واعلموا ان بحرالهند جزائر	بحر ہند میں بعض بڑے اور لائق ذکر جزیرے
عظیمة معدودة فی اعماله	ہیں جن میں سے بعض خود مختار سلطنت کی
یکون بعضها مملکة منفردة	حیثیت رکھتے ہیں۔[1]
(ص ۸۷)	

فی حیوانها	ہندوستان کے حیوانات
قد ذکر فی "مسالک الابصار"	"مسالک الابصار" میں شیخ مبارک کے
عن الشیخ مبارک الانباتی	حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہندوستان
ان بها الخیل علی نوعین عراب	میں دو طرح کے گھوڑے ہوتے ہیں، عراب
وبراذین واکثرها مالا یحمد	(عربی) براذین (معمولی قسم کے گھوڑے)
فعله، قال ولذالک تجلب الخیل	لیکن اس قسم کے اکثر گھوڑے اچھے نہیں ہوتے

[1] مصنف نے اس کے بعد سرندیپ، اندانیج، الاعری، اکلہ، مہراج، اندرابی، جاوہ، صنف، قمار، اور رانی کے جزیروں کا ذکر کیا ہے جنہیں اس لئے چھوڑ دیا گیا کہ ان میں سے بعض اب ہندوستان میں شامل نہیں اور بعض کا جو ہندوستان میں شامل ہیں، ان کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔

الى الهند من جميع ما جاورها
من بلاد الترك وتقاد لهم
العراب من البحرين وبلاد
اليمن والعراق وان كان
في داخل الهند خيل عراب
يتغالى في اثمانها ولكنها قليلة
قال ومتى طال مكث الخيل
بالهند اختلت. وعندهم
البغال والحمير ولكنها
من موتة الركوب عندهم
حتى لا يستحسن فقيه و
ولا ذو علم ركوب بغلة اما
الحمار فان ركوبه عندهم
مذلة وعار عظيم وخاصتهم
تحمل اثقالهم على الخيل و
عامتهم تحمل على البقر من
فوق الانف[1] وهي عندهم
كثيرة وبها الجمال قليلة

اسی لئے اچھے گھوڑے ہمسایہ ملکوں
ترکستان، بحرین، یمن اور عراق سے
منگائے جاتے ہیں، ہندوستان میں
جو عربی گھوڑے پائے جاتے ہیں
اُن کی قیمت بہت گران ہوتی ہے،
لیکن وہ بہت کم ہوتے ہیں۔ اور جب
وہ ہندوستان میں زیادہ دن رہ
جاتے ہیں، تو خراب ہو جاتے ہیں
خچر اور گدھے بھی ہوتے ہیں، مگر
اُن کی سواری معیوب سمجھی جاتی ہے،
فقہا اور اہلِ علم خچر کی سواری کو
ناپسند کرتے ہیں، گدھے کی سواری
تو بڑی ذلت آمیز اور باعثِ ننگ
سمجھی جاتی ہے۔ اور معززین اور خواص
باربرداری کا کام دیسی گھوڑوں اور
بیلوں وغیرہ سے لیتے ہیں، بیل وہاں
بہت ہوتے ہیں، اونٹ کم ہیں، اور
صرف سلاطین اور اُن کے درباریوں[2]

[2] خوانین، امراء، وزراء، اور اکابر سلطنت

[1] لعله مصحف عن الكتف،

لا تكون الا للسلطان وأتباعه
من الخانات والامراء والعظماء
واكابر الدولة وبهائم المواشي
السائمة ما لا يحصى من الجواميس
والابقار والاغنام والمعز و
بها من..................
....
دواجن الطير الدجاج و
الحمام والاوز وهو اقل انواعه
وان الدجاج عندهم في
قدر خلق الاوز وبها من
الوحوش الفيل والكركدن
وقد تقدم ذكرهما في الكلام
على الوحوش فيما يحتاج الكاتب
الى وصفه من الحيوان في
المقالة الاولى في غير ذلك
من الوحوش التي لا تعد،

(ص ۸۱-۸۲)

کے یہاں ہوتے ہیں، البتہ چوپایہ اور
چرنے والے جانور بھینس، گائے، بکری
اور بھیڑ وغیرہ اس قدر ہیں کہ انہیں
شمار نہیں کیا جا سکتا، پالتو پرندوں
میں مرغیاں، کبوتر اور کچھ ہنس بھی ہوتے
ہیں، مرغیاں یہاں ہنس کے برابر
ہوتی ہیں، وحشی جانوروں میں ہاتھی
اور گینڈے ہیں، ان کا اور ایسے وحشی
جانوروں کا ذکر جن کا شمار نہیں ہو سکتا
مقالہ اولیٰ میں گذر چکا ہے،

في حبوبها وفواكهها ورياحينها
وخضراواتها وغير ذلك
اما الحبوب فقد ذكر عن الشيخ
مبارك الانباتي ان بها الارز
على احد وعشرين نوعاً وبها
من سائر الحبوب الحنطة والشعير
والحمص والعدس والماش
واللوبيا والسمسم، اما الفول
فلا يوجد عندهم قال في
مسالك الابصار "ولعل عدمه
من حيث انهم قوم حكماء و
الفول عندهم مما يفسد جوهر
العقل ولذلك حرمت الصابئة
واما الفواكه ففيه التين والعنب
على قلة والرمان الكثير، من الحلو
والمر والحامض الى غير ذلك
من الفواكه كالموز والخوخ
والتوت المسمى بالفرصاد وبها
فواكه اخرى لا يعهد مثلها بمصر

غلوں، پھلوں، پھولوں اور ترکاریاں
وغیرہ کا ذکر

شیخ مبارک انباتی کا بیان ہے کہ
غلوں میں یہاں چاول ۲۱ قسم کے ہوتے
ہیں، اور دوسرے غلے، گیہوں، جو
چنا، مسور، ماش، (اردو) لوبیا (مٹر)
اور تل وغیرہ پیدا ہوتے ہیں، اور فول
(باقلہ) یہاں نہیں ہوتا، اس کے
نہ ہونے کی وجہ مسالک الابصار میں
یہ بتائی گئی ہے کہ ہندوستانی اصحاب
حکمت ودانش ہیں، اور فول عقل کے
جوہر کو فاسد کر دیتا ہے، اس لئے صابیوں
کے یہاں اس کا کھانا حرام ہے،
میوہ جات اور پھلوں میں انجیر اور انگور
کم ہوتا ہے انار بہت ہوتا ہے، میٹھے
کڑوے، اور کھٹے پھل، کیلا، شفتالو
توت جسے فرصاد کہا جاتا ہے اور دوسرے
اقسام کے پھل بھی ہوتے ہیں، جو مصر
وشام میں نظر نہیں آتے مثلاً آم وغیرہ

الشاهوکالعنباء وغيرها والسفرجل
على قلة والكمثرى والتفاح
وهما اقل من القليل ولكنهما و
السفرجل تجلب اليه وبها من
الفواكه المستحسنة الرانج
وهو المسمى عندهم بالنارجيل
والعامة تسميه جوز الهند و
به البطيخ الاخضر والاصفر
والخيار والقثاء والجوز
وبه من المحمضات الاترج
والليمون والليم والنارنج اما
الحمر، وهو التمر الهندي فكثير
ببواديها، (ص ٣٠)

امرود کم اور ناشپاتی اور سیب بہت ہی کم
ہوتے ہیں، یہ پھل باہر لائے جاتے ہیں
یہاں کے اچھے پھلوں میں رانج یعنی
(ناریل) ہوتا ہے، جسے عوام ہندوستان
کا اخروٹ کہتے ہیں، یہاں پر زرد
خربوزے، کھیرا، ککڑی، ترش پھلوں
میں بڑا (گلگل) اور چھوٹا لیموں، لیم
سنگترہ، نارنگی، اور املی ہوتی ہے جسے
ہندوستانی کھجور کہتے ہیں، اکثر دیہاتوں
میں ہوتی ہے،

واما الخضراوات فقصب
السکر ببلادها کثیر للغاية ومنه
نوع اسود صلب المعجم وهو
اجوده للامتصاص لا للاعتصار
ولا يوجد في غيرها ويعمل من
بقية انواعه السکر الکثير من

گنے پورے ملک میں بکثرت ہوتے ہیں
اس کی ایک قسم سیاہ اور سخت ہوتی ہے
یہ رس نکالنے کے لیے تو نہیں لیکن چوسنے
کے لیے سب سے بہتر ہوتی ہے، اس قسم کا
گنا دوسری جگہوں پر نہیں پایا جاتا، بقیہ
قسموں سے بکثرت شکر تیار کی جاتی ہے

النبات وغيرها ولكنه لا يجمد	جمتی نہیں بلکہ سفید آٹے کی طرح ہوجاتی
بل يكون كالسميد الابيض	ہے، ترکاریوں میں شلغم، گاجر، کدو، بینگن
وعندهم من الخضراوات	ہلیون[1] (مارگیاہ) زنجبیل (سونٹھ)
اللفت والجزر والقرع والباذنجان	چقندر، پیاز، لہسن، سونف، صعتر (پودینہ)
والهليون والزنجبيل والسلق	وغیرہ، پھولوں اور خوشبودار پودوں
والبصل والفوم وهو الثوم	میں گلاب، نیلوفر (کنول) بنفشہ، بان[2]
والثمار والصعتر واما الرياحين	خلاف (بید) عبہر[3]، نرگس، فاغیہ (مہندی کا
فبها الورد والنيلوفر والبنفسج	پھول) جسے تامر حنا بھی کہا جاتا ہے، ہوتا
والبان والخلاف والعبهر	ہے، اُن کے یہاں شہد بہت زیادہ
النرجس والفاغية وهي التامر	ہوتا ہے، تل کا تیل بھی ہوتا ہے جس
حناء واما غير ذلك فعندهم	سے چراغ جلاتے ہیں، روغن زیتون
العسل اكثر من الكثير والشيرج	کی برآمد ہوتی ہے، موم شمع صرف
ومنه وقودهم والزيت ياتيهم	سلاطین کے ایوانوں میں جلائی جاتی ہے
مجلوبا اما الشمع فلا يوجد الا في	ہر شخص کو اس کے جلانے کی اجازت
دور السلطان ولا يسمح فيه لاحد	نہیں، مٹھائیوں کی ۶۵ قسمیں ہیں، کھانے
والحلوى على خمسة وستين نوعا	پینے کی چیزوں کی تو اتنی قسمیں ہیں، جو

---

[1] یہ ایک قسم کی گھاس ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اگر گھر میں رکھی جائے، تو سانپ نہیں آتے،

[2] یہ ایک خوشبودار درخت ہے جس کے بیج سے تیل نکالا جاتا ہے،

[3] یہ یا تو نرگس کی ایک قسم ہے یا یاسمین کی،

والفقاع والاشربة والاطعمة
على مالا يكاد يوجد في غيرها هنالك
وبه من ارباب الصنائع صناع
السيوف والقسي والرماح والزرد
وسائر انواع السلاح والصواغ
والزركشة وغيرهم من سائر
ارباب الصنائع وللسلطان بدهلي
دار طراز فيها اربعة آلاف
قزاز تعمل الاقمشة المنوعة
للخلع والكساوي والاطلاقات
مع ما يحمل اليه من قماش الصين
والعراق والاسكندرية،

(ص ۴۳)

في المعاملات

اما نقودهم فقد ذكر الشيخ
مبارك الانباتي ان لهم اربع
دراهم يتعاملون بها احدها
الهشتكاني، وهو وزن الدرهم
النقرة بمعاملة مصر وجوازه،

دوسری جگہوں میں نہیں پائی جاتیں
اہل حرفہ میں تلواریں، نیزے، بھالے
زرہیں، اور مختلف اقسام کے ہتھیار
بنانے والے سنار، زرکش، اور دوسرے
اہل حرفہ وصنعت ہوتے ہیں، سلطان
کے لئے دلی میں بوٹے دار اور منقش کپڑوں
کے بنانے کا ایک کارخانہ ہے، جس میں
چار ہزار ریشم بنانے والے کاریگر کام
کرتے ہیں، جو شاہی لباس اور خلعتوں
کے لئے مختلف قسم کے بوٹے دار کپڑے
تیار کرتے ہیں، اس کے علاوہ چین،
عراق اور اسکندریہ سے بھی اس قسم
کے کپڑے آتے ہیں،

نقود اور سکے

سکوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی کا
بیان ہے، کہ یہاں چار قسم کے درہم
رائج ہیں، پہلا ہشتگانی جس کا وزن
مصر کے نقرئی درہم کے برابر ہے، یہ دونوں
قریب قریب یکساں ہیں، ایک درہم

لا يكاد يتفاوت ما بينهما، و
الدرهم الهشتكاني المذكور
عنه ثمان جتيلات، كل جتيل
اربعة افلس، فيكون عنه
اثنين وثلاثين فلسا، الثاني
الدرهم السلطاني ويسمى د
كاني وهو ربع درهم من
الدراهم المصرية وكل
درهم من السلطانية عند
جتيلان، ولهذا الدرهم
السلطاني نصف يسمى جتيل
واحد، الثالث الششتكاني و
هو نصف وربع درهم هشتكاني
ويكون تقديره بالدراهم
السلطانية ثلاثة دراهم
الرابع - الدرهم الدراز
دهكاني، وجوازه بنصف
وربع درهم هشتكاني ايضا
فيكون نعقد الششتكاني

ہشتگانی میں ۸ جتیل ہوتے ہیں، اور ایک
جتیل (مساوی ایک آنہ) میں ۴ پیسے
ہوتے ہیں، اسی طرح درہم ہشتگانی میں
۳۲ پیسے ہوتے ہیں، دوسری قسم کا سکہ
درہم سلطانی ہے، اسے دوگانی بھی
کہتے ہیں، یہ مصری درہم کا چوتھائی
ہوتا ہے، اور اس میں دو جتیل ہوتے
ہیں، اس لئے نصف درہم سلطانی کو
ایک جتیل کہتے ہیں، درہموں کی تیسری
قسم ششتگانی کہلاتی ہے، ششتگانی
درہم کے آدھے اور چوتھائی اور درہم
سلطانی سے ۳ درہم کے برابر ہے، چوتھی
قسم کو دراز دہگانی کہتے ہیں، یہ بھی
ہشتگانی کا آدھا اور چوتھائی ہوتا ہے
یعنی ششتگانی کے برابر ہوتا ہے، آٹھ
ہشتگانی درہم مل کر ایک ٹنکہ (مساوی
ایک روپیہ) ہوتا ہے،

ثم کل ثمانیة دراهم تشکانیه

تسمی تنکة (ص ۸۴)

اما الذهب عندهم

فبالمثقال، وکل ثلاثة مثاقیل

تسمی تنکة، ویعبر عن تنکة

الذهب بالتنکة الحمراء وعن

تنکة الفضة بالتنکة البیضاء

وکل مائة الف تنکة من

الذهب او الفضة تسمی لکا،

الا انه یعبر عن لک الذهب

باللک الاحمر وعن لک الفضة

باللک الابیض،

سونے کے سکوں کا حساب یہاں

مثقال سے ہوتا ہے، اور ۳ مثقال

کو ایک تنکہ کہتے ہیں، سونے کے

تنکہ کو تنکۂ[1] سپید کہتے ہیں، اور سونے

یا چاندی کے سو ہزار تنکے ایک لک

(لاکھ) کہلاتے ہیں، سونے کے سکے

لاکھ کو لک سُرخ اور چاندی کے

سکے کے لاکھ کو لک سپید کہتے ہیں،

[illegible]

(ص ۸۴ - ۸۵)

والرطل عندهم یسمی

ستر ووزنه سبعون مثقالاً،

فتکون زنته بالدراهم

المصریة مائة درهم و

درهمین وثلث درهم و

ان لوگوں کا رطل ستر (سیر) کہلاتا

ہے، اس کا وزن ۷۰ مثقال کے برابر

ہے، اس طرح اس کا وزن مصری

درہم سے ایک سو ۲ ⅓ درہم کے برابر

ہے، ۴۰ ستر (سیر) کا ایک من

---

[1] مثقال روپیہ کے برابر ہوتا ہے،

كل اربعين سيرًا من واحد
وجميع بياعاتهم بالوزن اما
الكيل فلا يعرف عندهم

(ص ٨٥)

فى الاسعار

قد ذكر فى مسالك الابصار
اسعار الهند فى زمانه نقلاً
عن قاضى القضاة سراج الدين
الهندى وغيره فقال ان
الجارية الخدامة لا تتعدى
قيمتها بمدينة دهلى ثمان
تنكات واللواتى يصلحن للخدمة
والفراش خمس عشرة تنكة
وفى غير دهلى ارخص من
ذلك حتى قال القاضى سراج
الدين انه اشترى عبدا
مراهقا نقاعا باربعة دراهم
ثم قال ومع هذا الرخص
ان من الجوارى الهنديات

ہوتا ہے، ہندوستان کی تمام اشیاء
وزن اور تول سے فروخت ہوتی ہیں،
ناپ کا طریقہ ان کے یہاں رائج نہیں،

نرخ اور قیمتیں

مسالک الابصار میں قاضی سراج الدین
وغیرہ کے حوالے سے اس زمانہ میں اشیاء
کی قیمتیں نقل کی گئی ہیں، قاضی سراج
کا بیان ہے کہ کام کاج کرنے والی
لونڈی کی قیمت شہر دہلی میں ۸ ٹنکہ
سے زیادہ نہیں، اور جو لونڈیاں خدمت
گذاری اور ہم بستری دونوں کے کام
آتی ہیں، ان کی قیمت ۱۵ ٹنکہ ہے،
اور دہلی سے باہر اس سے بھی سستی ہیں،
قاضی کہتے ہیں کہ میں نے خود ایک قریب
البلوغ غلام ۴ درہم میں خریدا تھا مگر
اس ارزانی کے باوجود بعض حسین وجمیل
لونڈیوں کی قیمت بیس ہزار ٹنکہ یا اس سے
زیادہ ہوتی ہے،

من تبلغ قیمتها عشرین الف
تنکة واکثر لحسنهن ولطفهن

(ص ۵۰)

ونقل عن الشیخ مبارک الانباتی
(وکان فیما قبل الثلاثین والسبعمائة)
فقال ان اوساط الاسعار حینئذ
ان تکون الحنطة کل من بدرهم
ونصف هشتکانی، والشعیر کل
من بدرهم واحد هشتکانی
والارز کل من بدرهم ونصف
وربع هشتکانی، الا انواعًا
معروفة من الارز فانها اغلی
من ذلک، والحمص کل منین
بدرهم هشتکانی، ولحم البقر
والمعز کل اربعة استار
بدرهم سلطانی، والاوز
کل طائر بدرهمین هشتکانیة
والدجاج کل اربعة اطیار
بدرهم هشتکانی والسکر

شیخ مبارک انباتی کے حوالہ سے
۷۳۰ھ سے پہلے کا نرخ نقل کیا
گیا ہے، ان کا بیان ہے کہ اس وقت
قیمتوں کا اوسط یہ تھا کہ گیہوں فی من
ڈیڑھ درہم ہشتگانی میں، جو ایک
من ایک درہم ہشتگانی (دو آنے) میں
چاول ایک من پونے دو درہم ہشتگانی (۳۰ ر) میں
لیکن عمدہ قسم کے چاول اس سے گراں ملتے ہیں
ہشتگانی (۲ ر) میں گائے اور بکری کا
گوشت ۴ سیر فی درہم سلطانی (۱۰ ر)
بط ایک عدد دو ہشتگانی درہم (۴ ر)
میں ۴ مرغیاں ایک درہم ہشتگانی
یعنی ۲ ر میں شکر ۵ سیر ایک درہم
ہشتگانی میں، عمدہ اور فربہ قسم کی
بکری ایک ٹنکہ (۱۰ ر) (۸ ہشتگانی
درہم) میں عمدہ اور فربہ گائے دو ٹنکہ

[illegible]

كل خمسة استار بدرهم
هشتكاني، والراس الغنم
الجيدة السمينة بتنكة
(وهي ثمانية دراهم هشتكانية)
والبقرة الجيدة بتنكتين
(وهما ستة عشر درهما هشتكانية)
وربما كانت باقل، والجاموس
كذلك (ص۶ وص۷)

اما الحمام والعصفور وانواع
الطيور فباقل ثمن وانواع
الصيد من الوحش والطير
كثيرة واكثر ما ياكلهم لحم البقر
والمعز مع كثرة الضأن
عندهم الا انهم اعتادوا
اكل ذلك، وقد حكى في
مسالك الابصار عن الخجندي
انه قال: اكلت انا وثلاثة
نفر رفاق في بعض بلاد دهلي
لحم البقر وخبزا وسمنا حتى

(ٹکہ) (۱۲ ہشتگانی درہم) میں اور اس
سے بھی کم میں، اور یہی بھینس کی بھی قیمت
ہے،

کبوتر، گوریا، اور دوسرے پرند
نہایت ارزاں ہوتے ہیں، شکاری
جانور اور چڑیاں بھی بکثرت اور سستے
داموں میں ملتی ہیں، یہاں کے لوگ
زیادہ تر گائے بھیڑ اور بکریوں کا
گوشت کھاتے ہیں، مینڈھے بھی ملتے
ہیں، مگر لوگ گایوں اور بکریوں کے
گوشت کے عادی ہیں، صاحب مسالک
الابصار نے خجندی کا ایک بیان نقل
کیا ہے کہ میں اور میرے تین ساتھیوں
نے دہلی میں ایک جنتل میں گائے کا

شبعنا بجیتل : وھو اربعۃ افلس
کما تقدم ،

(ص ۵۰۶)

فی ذکر ملوک الھند

جماعۃ منھم ملوک الکفر
.... اسماءھم اعجمیۃ
لا حاجۃ الی ذکرھم فاضربنا
عنھم، واما فی الاسلام فاول
من اخذ فی فتح ما فتح من الھند
بنو سبکتکین ملوک غزنۃ المتقدم
ذکرھم فی مملکۃ خوارزم و
القبجاق وما مع ذلک ففتح
یمین الدولۃ (محمود بن
سبکتگین) منہ مدینۃ
بھاطیۃ وھی مدینۃ حصینۃ
عالیۃ السور وراء الملتان
فی سنۃ ست وتسعین وثلثمائۃ
وسار الی بیدا ملک الھند
فھرب منہ الی مدینۃ المعروفۃ

گوشت، روٹی اور گھی شکم سیر ہو کر
کھایا، جیتل جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے
۴ پیسے کا ہوتا ہے،

سلاطین ہند

ہندوستانی راجاؤں کی ایک معتد
تعداد ہندوؤں کی ہے جن کے نام عجمی
ہیں، اور ہم ان کا ذکر نہیں کریں گے،
سلاطین اسلام میں سب سے پہلے
بنو سبکتگین یعنی غزنی سلاطین نے جن
کا خوارزم اور قبچاق کے سلسلے میں ذکر
ہو چکا ہے۔ ہندوستان میں بڑی
فتوحات حاصل کیں یمین الدولہ محمود
بن سبکتگین نے ۳۹۶ھ میں شہر
بھاطیہ فتح کیا، یہ ملتان کی پشت پر
ایک مستحکم شہر ہے جس کی شہر پناہیں
بہت اونچی ہیں، اور راجہ بیدا کی طرف
چلا، بیدا محمود کا رخ دیکھ کر مشہور شہر
کالنجار بھاگ گیا، محمود نے اس کا محاصرہ
کیا، پھر مال لے کر صلح کر لی، اور راجہ کو

بخلع لباس خاصة فيها حتى صالحه على مال فاخذ المال والبسه خلعته واستعفى من شد وسطه بالمنطقة فلم يعفه من ذلك فشدها على كره ثم فتح ابراهيم بن مسعود منهم حصونا في سنة احدى وخمس واربعمائة، (ص ۸۸)	خلعت پہنائی، راجہ نے پٹکا باندھنے سے معذوری ظاہر کی مگر محمود نے یہ عذر نہیں سُنا اور زبردستی پٹکا باندھا پھر ابراہیم بن مسعود نے چند قلعے ۴۷۱ھ میں فتح کئے۔
ثم كانت دولة الغوريه بغزنة ايضا ففتح شهاب الدين ابو المظفر (محمد بن سام) ابن الحسين الغوري منه مدينة لهاور في سنة سبع واربعين وخمسمائة واتبعها بفتح الكثير من بلاد هند وبلغ من النكاية في ملوكهم مالم يبلغه احد من ملوك الاسلام قبله وتمكن	جب غزنہ میں غوری سلطنت قائم ہوگئی تو شہاب الدین ابوالمظفر محمد بن سام ابن حسین غوری نے شہر لاہور ۵۴۷ھ[1] میں فتح کیا، اور اس کے بعد مسلسل اس نے بہت سے شہر فتح کئے، اور تمام مسلمان بادشاہوں کے برخلاف بڑے تشدد کا مظاہرہ کیا، اور ہندوستان میں اقتدار حاصل کرنے کے بعد غلام قطب الدین ایبک کو پایۂ تخت دہلی

[1] علامہ ابن اثیر اور دوسرے مورخین نے ۵۷۵ھ لکھا ہے، جو صحیح ہے،

من بلاد الهند واقطع مملوكه
قطب الدين ايبك مدينة دهلي
التي هي قاعدة الهند وبعث
ايبك المذكور عساكره فملكت
من الهند اماكن ما دخلها
مسلم قبله حتى قاربت جهة
الصين ثم فتح (شهاب الدين
محمد) المذكور ايضا بعد
ذلك نهر واله في سنة سبع
وتسعين وخمسمائة وتوالت
ملوك المسلمين وفتوحاتهم
في الهند الى ان كان (محمد
بن تغلق شاه) في زمن الملك
الناصر محمد بن قلاوون صاحب
الديار المصرية فقوي سلطانه
بالهند وكثرت عساكره واخذ
في الفتوح حتى فتح معظم الهند

(ص ٥٩)

عطا کیا، قطب الدین ایبک نے مختلف
سمتوں میں فوج‌کشی کی جنھوں نے
ایسی ایسی جگہوں پر قبضہ کیا، جہاں
پہلے کوئی مسلمان نہیں گیا تھا، یہاں تک
کہ چین کے قریب پہونچ گئیں، اس کے
بعد شہاب الدین غوری نے ۵۹۷ھ
میں نہروالہ فتح کیا، اس کے بعد مسلمان
سلاطین مسلسل ہندوستان آتے رہے
اور اُن کی فتوحات بڑھتی رہیں، یہاں تک
کہ جب محمد بن تغلق شاہ جو مصر کے بادشاہ
محمد بن قلاوون کا ہمعصر تھا، بادشاہ ہوا
تو ہندوستان میں اس کا اقتدار بہت
قوی ہوگیا، اور اس کی فوجی قوت
بہت بڑھ گئی، اور اس نے تقریباً
ہندوستان کے اکثر حصوں کو فتح کرلیا

قال فی "مسالک الابصار" قال
الشیخ مبارک الانباتی: واول
ما فتح منه مملکة تلنک وهی
واسعة البلاد، کثیرة القری
عدة قراها تسعمائة الف قریة
وتسعمائة ....
قریة، ثم فتح بلاد جاجنکر
وبها سبعون مدینة جلیلة
کلها علی البحر، دخلها من
الجوهر والقماش المنوع و
والطیب والافاویه، ثم فتح
بلاد لنکوتی وهی کرسی تسعة
ملوک ثم فتح بلاد دواکیر، و
یقال لها دکیر، ولها اربع و
ثمانون قلعة جلیلات المقدار
ونقل عن الشیخ برهان الدین
ابی بکر بن الخلال البزی: ان
بها الف الف قریة ومائتی
الف قریة ثم فتح بلاد دو م

مسالک الابصار میں شیخ مبارک
انباتی کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ سب
سے پہلے محمد بن تغلق شاہ نے تلنگانہ
کی مملکت فتح کی، یہ بڑا وسیع ملک ہے
اس کے گاؤں کی تعداد ۹ لاکھ ۹ سو ہے
پھر جاجنگر فتح کیا اس میں ۷۰ بڑے
شہر ہیں جو سب سمندر کے کنارے
آباد ہیں۔ اس کے محاصل جواہرات
ریشمی کپڑے، عطر اور دوسری خوشبوئیں
ہیں، پھر لنکوتی فتح کیا جو ۹ بادشاہوں
کا پایہ تخت ہے، پھر دواکیر (دیوگڑھ)
جسے دکیر بھی کہتے ہیں فتح کیا، اس
میں ۸۴ بڑے قلعے ہیں شیخ برہان الدین
ابوبکر بن خلال بزی کا بیان ہے کہ یہاں
ایک کروڑ ۲ لاکھ گاؤں ہیں پھر دور سمندر
کا علاقہ فتح کیا، جہاں سلطان
بلال الدیو اور پانچ ہندو راجہ تھے
پھر معبر کا علاقہ فتح کیا، یہ بہت بڑا
صوبہ ہے، ۰۰ شہروں میں بندرگاہیں

ممتلئ وكان بها السلطان جلال
الدين بو وخمسة ملوك كفار، ثم
فتح بلاد المعبر وهو اقليم جليل
له تسعون مدينة بنادر على البحر
يجبى من دخلها الطيب والانس
والقماش المنوع ولطائف
الآفاق وذكروا انه حصل له من
الاموال بسبب الفتوح التي
فتحها ما لا يكاد السامع يصدقه
فحكى عن الشيخ برهان الدين
ابي بكر بن الخلال المقدم
ذكره، انه حاصر ملكا
على حد بلاد الهند واكبر فسأله
ان يكف عنه على ان يرسل
اليه من الدواب ما يختار
ليحمله له مالا، فسأله عن
قدر ما عنده من المال
فاجابه فقال: انه كان
قبلي سبعة ملوك جمع كل واحد

ہیں۔ اس کی پیداوار خوشبویات، الانس
مختلف قسم کے کپڑے اور عجیب وغریب
عمدہ عمدہ چیزیں ہیں، بیان کیا جاتا
ہے کہ اس کی فتوحات میں اس قدر مال
واسباب ملا تھا کہ سننے والوں کو اس کا
یقین نہ آئے گا۔ شیخ برہان الدین کی
روایت ہے کہ اُس نے علاقہ ودا کیر کی
سرحد پر ایک راجہ کا محاصرہ کیا، راجہ
نے اس شرط پر اس سے محاصرہ ختم کرنے
کی درخواست کی کہ وہ جتنے جانوروں
پر چاہے گا اتنے جانوروں پر مال لاد کر
اس کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ محمد بن
تغلق نے اس سے اس کے مال و دولت
کی مقدار دریافت کی، اس نے جواب
دیا کہ مجھ سے پہلے سات راجہ گذرے ہیں
ان میں سے ہر ایک نے ستر ہزار بڑے
حوضوں میں مال جمع کیا ہے، یہ سن کر
محمد بن تغلق نے اس کی درخواست منظور
کر لی، اور ان حوضوں پر اپنے نام کی

منهم سبعين الف تصهريج
تسعة من المال فاجابه الى
ذلك وختم على تلك الصهاريج
باسمه وتركها بحالها، واقر
الولاية باسم ذلك الملك و
امر باقامته عنده. وجعل
له نائبًا بتلك المملكة،

مہر لگا کر انھیں اسی حال میں چھوڑ دیا
اور حکومت بادشاہ کے نام برقرار
رکھی، مگر خود بادشاہ کو اپنے پاس
رہنے کا حکم دیا اور سلطنت میں اس کا
ایک نائب مقرر کر دیا،

(ص ۹۰)

وحكى عن علي بن منصور العقيلي
من عرب البحرين انه تواتر
عنده من الاخبار ان
هذا السلطان فتح مدينة
بها بحيرة ماء في وسطها
بيت بر معظم عندهم يقصدونه
بالنذور وكلما اتى له بنذر في
تلك البحيرة فصرف الماء عنها
واخذ ما كان بها من الذهب
ق
وكان وسق ما اتى فيل وكلا
العقل
من البقر الى غير ذلك مما يكاد

بحرین کے ایک عرب علی بن منصور
عقیلی کا بیان ہے کہ ان کو تواتر سے
معلوم ہوا ہے، کہ اس بادشاہ نے
ایک شہر فتح کیا جس میں ایک
بحیرہ تھا، اس کے بیچ میں ایک گھر
تھا جس کی یہ لوگ بڑی تعظیم کرتے،
یہاں لا کر نذریں چڑھاتے تھے، "در
جو چڑھاوے کا مال آتا تھا، وہ
اسی بحیرہ میں ڈال دیا جاتا تھا، محمد
ابن تغلق نے اس کا پانی نکال کر اس
میں جس قدر سونا تھا سب نکلوا لیا،

ان ینکرہ ولذلک حصل عندہ
من الاموال مالا یاخذہ الحصر و
اتسعت اموال عساکرہ حتی
جاوزت الوصف حتی حکی
الشیخ تاج الدین بن ابی المجاہد
السمرقندی انہ غضب علی
بعض خاناتہ لشربہ الخمر
فامسکہ واخذ مالہ فکان
جملة ما وجد لہ من الذہب
الف الف مثقال وسبعة و
ثلاثین الف مثقال ومقدار
ذلک ثلاثة واربعون الف
قنطار وسبعون قنطارا،
وھو مع ذلک یعطی العطاء
الجزیل ویصل بالاموال الجمة
فقد حکی بن الحکیم الطیاری:
ان شخصا قدم لہ کتبا فی غشی
لہ حیثیة من جوھر کان بین
یدیہ قیمتہا عشرون الف

وہ دو سو ہاتھیوں اور کئی ہزار بیلوں
کے بوجھ کے برابر تھا۔ اس طرح کے
متعدد واقعات ہیں جنھیں مشکل سے
عقل تسلیم کرتی ہے، اس کے پاس
جتنی دولت جمع ہو گئی تھی، اس کا
شمار نہیں کیا جا سکتا۲ شیخ تاج الدین
بن ابو المجاہد سمرقندی کا بیان ہے کہ
سلطان اپنے کسی خان سے اس کی
شراب نوشی کی وجہ سے برہم ہو گیا
تو اس کو گرفتار کر کے اس کا کل مال
لے لیا، اس مال کی مجموعی تعداد ایک
لاکھ ۳۷ ہزار مثقال سونا تھی جس کا
وزن ۴۳ ہزار ۷۰ قنطار کے برابر ہوا
اس کے ساتھ ہی بادشاہ بڑے بڑے
عطایا و انعامات دیتا تھا، اور اپنے
متعلقین میں بھی دولت تقسیم کرتا تھا
ابن حکیم طیاری بیان کرتے ہیں کہ
ایک شخص نے اس کی خدمت میں چند
کتابیں پیش کیں، اس نے اپنے سامنے

۲ - اسی طرح اس کی دولت کا بھی اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

مثقال من الذهب وحكى
الشريف السمرقندي ان شخصا
قدم له اثنتين وعشرين حبة
من البطيخ الاصفر حملها اليه
من بخارى، فامر له بثلاثة
الاف مثقال من الذهب، وحكى
الشيخ ابوبكر بن ابي الحسن الملتاني
انه استفاض عنه انه التزم
انه لا ينطق في اطلاقاته
باقل من ثلاثة الاف مثقال
الى غير ذلك من العطاء الذي
يخرق العقول، (ص ٩٠ و ٩١)
وحكى عن قاضي القضاة سراج
الدين الهندي انه مع كثرة
البذل وسعة العطاء في هباته
وما ينفقه في جيوشه وعساكره
لا ينفق نصف دخل بلاده
قلت: ثم بعد محمد شاه ولي
هذه المملكة من اقاربه

رکھے ہوئے جواہرات میں سے ایک مٹھی
جواہرات اس کو دیدے، ان جواہرات
کی قیمت ۲۰ ہزار مثقال سونا تھی،
شریف سمرقندی کا بیان ہے کہ
ایک آدمی بخارا سے ۲۲ زرد خربوزے
اس کے پاس تحفہ لایا۔ اس نے اس کو
۳ ہزار مثقال سونا دیا۔ شیخ ابوبکر
بن ابوالحسن ملتانی کی روایت ہے کہ
بادشاہ تغلق نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا
تھا کہ کبھی کسی کو تین ہزار مثقال سے
کم نہ دیتا تھا، اس قسم کی داد و دہش
کو عقل مشکل سے یقین کرتی ہے،
قاضی القضاۃ سراج الدین ہندی
کا بیان ہے کہ محمد بن تغلق کے کثرت
مصارف عطایا و انعامات کی زیادتی
اور فوجی اخراجات کے باوجود اس
کی نصف آمدنی بھی خرچ نہیں ہوتی
تھی۔ محمد شاہ کے بعد اس کے اعزہ
میں سے سلطان فیروز شاہ نائب تخت

سلطان اسمه (فیروز شاه)
وبقی فی الملک نحو اربعین سنة
ثم تنقلت المملکة فی بیتهم
الی ان کان من تمرلنک ما
کان من فتح دلی وخربها (ص۹۱)
ثم آل الامر بعده الی سلطان
من بیت الملک اسمه (محمود
خان)، وهو القائم بها الی الآن
وقد صارت الدواکیر منها
لسلطان بمفرده واسمه
الیوم السلطان (غیاث الدین)
فی ذکر عساکر هذه المملکة و
ارباب وظائفها علی ما ذکره
فی مسالک الابصار عن دولة
السلطان محمد بن طغلق
شاه المتقدم ذکره نقلا عن
الشیخ مبارک الانباتی وغیره

اس حکومت کا بادشاہ ہوا، اس نے ۴۰
سال کے لگ بھگ حکومت کی، اس کے
بعد ان کے خاندان میں سلطنت منتقل
ہوتی رہی، یہاں تک کہ تیمور لنگ نے
دلی فتح کر کے اس کو تاراج کیا،
اسکے بعد شاہی خاندان کے ایک شخص سلطان
محمود خان کے ہاتھ میں حکومت آئی اور
اس وقت وہی مسند اقتدار پر رونق افروز
ہے، اور اس زمانہ میں دواکیر ایک الگ
سلطان کے ماتحت ہے جس کا نام
غیاث الدین ہے، سلطان محمد بن تغلق
شاہ کے فوجیوں اور عہدہ داروں کے
بیانات جیسا کہ مسالک الابصار میں ہے
شیخ مبارک انباتی وغیرہ سے نقل
کئے گئے ہیں،

(ص: ۹۰)

اما عساکره فقد ذکرانها

محمد بن تغلق شاہ کی فوجیں ۹ لاکھ

تشتمل على تسعمائة الف فارس: منهم من هو بحضرته، ومنهم من هو في سائر البلاد، يجري عليهم كلهم ديوانه، وان عسكره مجتمع من الترك و الخطا والفرس والهنود وغيرهم من الاجناس. وكلهم بالخيل المسومة والسلاح الفائق والتجمل الظاهر وان اعلى عسكره الخانات ثم الملوك ثم الامراء، ثم الاصفهسلارية ثم الجند، (ص ۹)

وذكر ان في خدمته ثمانين خانا او اكثر، وان لكل واحد منهم من الاتباع ما يناسبه للخان عشرة آلاف فارس وللملك الف فارس وللامير مائة فارس و الاصفهسلار دون ذلك وان الاصفهسلارية

تھیں، ان میں سے کچھ پایۂ تخت میں رہتی تھیں اور کچھ پورے ملک میں پھیلی ہوئی تھیں، ان سب کے مصارف شاہی دیوان سے چلتے تھے، اس کی فوج میں ترک، خطا، ایرانی، ہندو اور دوسری قوموں کے لوگ تھے ہر فوجی عمدہ گھوڑوں، بہترین اسلحہ، اور ظاہری شان وشوکت سے آراستہ تھا، فوجی عہدہ داروں میں سب سے اعلیٰ عہدہ دار خان، پھر ملوک، پھر امراء، پھر سپہ سالار، اور پھر عام فوجی ہیں،

بیان کیا جاتا ہے کہ بارگاہ سلطانی میں ۸۰ یا اس سے زیادہ خان ہوتے تھے، ہر عہدہ دار کے ماتحت اس کے عہدہ کے مناسب فوجیں ہوتی تھیں، مثلاً خان کے ماتحت ۱۰ ہزار، ملک کے ماتحت ایک ہزار، امیر کے ماتحت ۱۰۰ اور سپہ سالار کے ماتحت اس سے

لا يؤهل احد منهم للقرب
من السلطان، وانما يكون
منهم الولاة ومن يجري
مجراهم۔

(ص ۹۲)

وان له عشرة آلاف مملوك
اتراك وعشرة آلاف خادم
خصي والف خزاندار والف
بشمقدار وله مائتا الف عبد
ركابية تلبس السلاح وتمشي
في ركابه وتقاتل رجالة بين
يديه وان جميع الهند تختص
بالسلطان ويجري عليهم
ديوانه حتى من في خدمته
الخانات والملوك والامراء
لا يجري عليهم اقطاع من
جهة من هم في خدمته كما
في مصر والشام،

(ص ۹۲)

کم فوجیں ہوتی تھیں، سپہ سالار دربار
شاہی میں حاضر ہونے کے اہل نہیں
سمجھے جاتے تھے، بلکہ ان میں سے والی
یا اس قسم کے دوسرے عہدہ دار بنائے
جاتے تھے،

بادشاہ کے پاس دس ہزار ترک غلام
اور خواجہ سرا خادم، ایک ہزار خزانہ دار
ایک ہزار بشمقدار ہیں، دو لاکھ ہمرکاب
غلام جو اسلحہ سے آراستہ شاہی سواری
کے ساتھ ساتھ چلتے اور سامنے آنے
والوں کو ہٹاتے تھے، اور تمام فوجیں
سلطان کے لئے مخصوص ہیں، اور ان
کے مصارف دیوان شاہی سے ادا
کئے جاتے ہیں، حتیٰ کہ سلطان کی خدمت
میں جو خوانین، ملوک اور امیر رہتے ہیں
ان کے مصارف کے لئے بھی جاگیریں
نہیں دی جاتیں، جیسا کہ مصر و شام
میں دستور ہے۔

واما ارباب الوظائف من ارباب
السيوف فله نائب كبير يسمى
بلغتهم امربت واربعة نواب
دونه يسمى كل واحد منهم
شق وله الحاجب ومن يجري
مجراهم من سائر ارباب الوظائف
واما من ارباب الاقلام فله
وزير عظيم وله اربعة كتاب
سر يسمى كل واحد منهم
بلغتهم دبيران ولكل منهم
تقدير ثلاثمائة كاتب واما
القضاة فله قاضي قضاة عظيم
الشأن وله محتسب وشيخ شيوخ
وَلَهُ الف طبيب وامّا طبيبٌ
اما غير هؤلاء فله الف بازدار
تحمل الطيور الجوارح للصيد
راكبة الخيل وثلاثة آلاف
سواق لتحصيل الصيد وخمسمائة
نديم والفان واثنان من

فوجوں کے عہدہ داروں کے ارباب
وظائف کا ایک بڑا نائب ہوتا ہے جس کو
ان کی زبان میں امر بت کہتے ہیں اُ
اس کے ماتحت چار نائب ہوتے ہیں
جو شق کہلاتے ہیں، اور ارباب وظائف
میں سے ان چار شقوں کے حاجب یا
اس قبیل کے دوسرے عہدہ دار ہوتے
ہیں، دفتری کام کرنے والوں کا ایک
وزیر اعظم اور اس کے چار میر منشی ہوتے
ہیں، جنھیں اُن کی زبان میں دبیر کہا
جاتا ہے، ہر دبیر کے ماتحت تین سو
محرر یا منشی ہوتے ہیں، قضاء کے شعبہ
میں سب سے بڑا اور پرشکوہ عہدہ دار
قاضی القضاۃ ہے۔ اس کے ماتحت محتسب
شیخ الشیوخ اور بارہ سو اطبا ہوتے
ہیں، اُن کے علاوہ دوسرے شاہی ملازمین
میں ایک ہزار بازدار ہوتے ہیں جو شکاری
پرندوں (باز وغیرہ) کو شکار کے لئے
گھوڑوں پر لئے پھرتے ہیں، تین ہزار

الملاهي غير مماليك الملاهي
وهي الف مملوك برسم تعليم
الغناء خاصة والف شاعر
بالعربية والفارسية والهندية
من ذوي الذوق اللطيف يجري
على جميع اولئك ديوانه مع
طهارة الذيل والعفة في الظاهر
والباطن ـ

(ص ۹۳)

ہنکوے ہوتے ہیں جو ہر طرف سے
شکار کو گھیر کر لاتے ہیں، ۵۰۰ مصاحب
۲ ہزار ۲ سو تفریحی مشاغل کے غلام
اور لونڈیاں جن میں ایک ہزار غلام
فن موسیقی میں پوری مہارت رکھتے
ہیں، ایک ہزار عربی، فارسی اور
ہندی کے اعلیٰ درجہ کے صاحب ذوق
شاعر، ان سب کو سلطان کی ظاہری
اور باطنی پاکیزگی کے باوجود خزانہ
شاہی سے تنخواہیں ملتی ہیں،

(في زي اهل هذه المملكة)

اما ارباب السيوف فنقل عن
الشيخ مبارك الانباتي ان
لبس السلطان والخانات والملوك
وسائر ارباب السيوف تتريات
وتكلاوات، واقبية اسلامية
مختصرة الاوساط خوارزمية
وعمائم صغار لا تتعدى العمامة
منها خمسة اذرع او ستة و

اہل سنت کا لباس اور وضع قطع

فوجیوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی
کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ سلطان
خوانین، ملوک اور سارے فوجیوں کا
لباس تتریۃ[1] تکلاوات (دگلہ)
چست کمر والی اسلامی خوارزمی قبائیں
اور چھوٹے عمامے ہیں جو پانچ چھ گز
سے زیادہ نہیں ہوتے. لباس کا
رنگ سپید اور جوخ ہوتا ہے تشریف

---

[1] یہ غالباً تتریات ہے جو تاتار کی طرف منسوب ہوگا، (ق) .

ان لبسهم من البياض والجوخ،
وحكى عن الشريف ناصر الدين
محمد الحسيني الآدمي ان غالب
لبسهم نزية مزركشة
بالذهب، ومنهم من يلبس
مطرز الكمين بزركش، و
منهم من يعمل الطراز بين
كتفيه مثل المغل واقباعهم
مربعة الانبساط، مرصعة
بالجواهر وغالب ترصيعهم
بالياقوت الماس، ويضفرون
شعورهم ذوائب كما كان
يفعل بمصر والشام في اول
الدولة التركية الا انهم يجعلون
في الذوائب شراريب من حرير
ويشدون في اوساطهم المناطق
من الذهب والفضة ويلبسون
الاخفاف والمهاميز ولا يشدون
السيوف في اوساطهم الا

ناصر الدین محمد حسینی آدمی کی روایت ہے کہ
ان کا لباس بیشتر سونے کا زردوزی تریہ
ہوتا ہے بعض لوگوں کی آستینوں پر
اور بعض کے دونوں کندھوں پر مغلوں
کی طرح نقش و نگار اور بیل بوٹے بنے
ہوتے ہیں، ٹوپیاں چوکور، جواہرات
اور زیادہ تر یاقوت والماس سے مرصع
ہوتی ہیں، یہ لوگ اپنے سروں پر چوٹیاں
باندھتے ہیں جس طرح مصر و شام میں
ترکی سلطنت کے آغاز میں رواج تھا
مگر یہ لوگ چوٹیوں میں ریشم کے موباف بھی
لگاتے ہیں، کمر میں سونے چاندی کی
پٹیاں باندھتے ہیں، موزے پہنتے ہیں
اور ان میں مہمیز لگواتے ہیں، سفر کے
علاوہ کبھی تلوار کمر میں نہیں باندھتے
وزیروں اور منشیوں کا لباس بھی
فوجیوں کی طرح ہوتا ہے، مگر یہ لوگ
کمر میں پٹیاں نہیں باندھتے، البتہ
صوفیوں کی طرح آگے کے جانب

في السفر خاصة، واما الوزراء
والكتاب فزيهم مثل زي الجند
الا انهم لا يشدون المناطق
وربما ارخى بعضهم العذبة
الصغيرة من قدامه كما تفعل
الصوفية، واما القضاة والعلماء
فلبسهم فرجيات شبيهات بالجبات
ودراريع، وحكى عن قاضي القضاة
سراج الدين الهندي انه لا
يلبس عندهم ثياب الكتان
المجلوبة من الروس والاسكندرية
الا من البسه له السلطان و
انما لباسهم من القطن الرفيع
الذي يفوق البغدادي حسنا
وانه لا يركب بالسروج الملبسة
والمحلاة بالذهب الا من انعم
عليه بها السلطان (ص ۹۳)

ایک چھوٹا سا شملہ لٹکا دیتے ہیں، قاضیوں
اور عالموں کا لباس جندات[1] اور دراریع
کی طرح کے جبے ہیں، قاضی القضاۃ
سراج الدین ہندی سے منقول ہے کہ
ہندوستان میں کتان کے کپڑے جو
روس اور اسکندریہ سے آتے ہیں عام
لوگ نہیں استعمال کرسکتے، صرف بادشاہ
کو یہ حق ہے کہ وہ اسے جس کو چاہتا
ہے پہنا دیتا ہے، عام اہل ہند کا لباس
عمدہ قسم کی روئی سے بنتا ہے جو خوبی
میں بغداد کی روئی سے بہتر ہوتی ہے
کوئی شخص مرصع اور زرہ پوش زین
پر سواری نہیں کرسکتا، البتہ جس کو
بادشاہ بطور انعام دیتا ہے وہ سوار
ہوسکتا ہے،

[1] جندات اور دراریع قلقشندی کے زمانہ میں مصر کا کوئی خاص لباس رہا ہوگا، جندات کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کیا اور کیسا ہوتا ہے، البتہ دراریع جبے ہی کی شکل کا ہوتا ہے، اور آگے کی طرف پھٹا ہوتا ہے۔ (ض)

في ارزاق اهل دولة السلطان
بهذه المملكة،

اما الجند فنقل عن الشيخ مبارك
الانباتي انه يكون للخانات و
الملوك والامراء والاصفهسلارية
بلاد مقررة عليهم من الديوان
اقطاعا لهم، وذكر ان اقطاع
النائب الكبير المسمى بامريت
يكون اقليما عظيما كالعراق ولكل
خان لكان كل لك مائة الف
تنكة، كل تنكة ثمانية دراهم
ولكل ملك من ستين الف
تنكة الى خمسين الف تنكة و
لكل امير من اربعين الف
تنكة الى ثلاثين الف تنكة
وللاصفهسلارية من
عشرين الف تنكة الى ما
حولها، ولكل جندي من
عشرة آلاف تنكة الى الف

شاہی عہدہ داروں کی
تنخواہیں

فوجوں کے متعلق شیخ مبارک انباتی سے
منقول ہے کہ خوانین ملوک، امرار اور
سپہ سالاروں کے لئے سلطان کی طرف
سے بطور جاگیر کے کچھ علاقے متعین ہوتے
ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ نائب کبیر
جسے امریت کہتے ہیں، اس کی جاگیر میں
ایک بڑا صوبہ ہے جو عراق کے برابر
ہوگا اور ہر خان کی تنخواہ ۲ لاکھ ٹنکے
ہے، ہر ٹنکہ میں ۸ درہم ہوتے ہیں،
ہر ملک کی تنخواہ ۵۰ سے ۶۰ ہزار تک
امیر کی تنخواہ ۳۰ سے ۴۰ ہزار تک اور
سپہ سالاروں کی تنخواہ ۲۰ ہزار کے قریب
قریب ہے، ہر سپاہی کو ایک ہزار سے
۱۰ ہزار تک اور سلطان کے غلاموں میں
سے ہر غلام کو ایک ہزار سے ۵ ہزار ٹنکے
تنخواہ مع راشن اور وردی کے ملتی ہے
گھوڑوں کا چارہ بھی بادشاہ کی طرف

تنكة ولكل مملوك من المماليك
السلطانية من خمسة آلاف
تنكة الى الف تنكة مع الطعام
ولكل عبد من العبيد السلطانية
في كل شهر عشر تنكات بيضاً
ومنان من الحنطة والارز
وفي كل يوم ثلاثة استار
من اللحم وفي كل سنة اربع
كساو،

سے ملتا ہے، بادشاہ کے ہر غلام اور
خادم کو چاندی کے ۱۰ ٹنکے ماہوار ۲
من گیہوں اور چاول ۳ سیر روزانہ
گوشت اور سال بھر میں ۴ جوڑے
کپڑے ملتے ہیں،

ملخص ٥٠ وعليها اثنان خبز خمسين على السلطان

واما ارباب الاقلام فان
الوزير يكون له اقليم عظيم
نحو العراق اقطاعا له ولكل
واحد من كتاب السر الاربعة
مدينة من المدن البنادر
العظيمة الدخل وللاصحاب
كتابهم قرى وضياع ومنهم
من يكون له خمسون قرية
ولكل من الكتاب الصغار
عشرة آلاف تنكة وصدر

ارباب قلم میں وزیر اعظم کو جاگیر میں
عراق کے جیسا وسیع صوبہ چاروں
دبیروں میں سے ہر ایک کو بڑی آمدنی
والی بندرگاہ کا ایک شہر عطا ہوتا ہے
بڑے بڑے منشیوں اور کاتبوں کو
گاؤں اور علاقے ملتے ہیں بعض کو
پچاس پچاس گاؤں تک ملتے ہیں
چھوٹے منشیوں میں ہر ایک کو ۱۰ ہزار
ٹنکہ اور قاضی القضاۃ المعروف بہ صدر
جہان کو ۱۰ گاؤں جاگیر میں ملے ہیں

لقاضی القضاة المعبر عنه بصدر
جهان عشر قری یکون
متحصلها نحو ستین الف تنکة
ولشیخ الشیوخ مثله وللمحتسب
قریة یکون متحصلها نحو ثمانیة
آلاف تنکة، واما غیر هٰؤلاء
من سائر ارباب الوظائف
فذکر انه یکون لبعض الندماء
قریتان ولبعضهم قریة و
لکل واحد منهم من اربعین
الف تنکة الی ثلاثین الف
تنکة الی عشرین الف تنکة
علی مقادیر مراتبهم ثم
الکساوی والخلع والافتقادات
زائدة علی ذلک،

(ص ۹۴-۹۵)

جن کی آمدنی ساٹھ ہزار تنکہ ہوگی،
شیخ الشیوخ کی جاگیر بھی اسی قدر
ہے، محتسب کا ایک گاؤں ہے جس
کی آمدنی ۸ ہزار تنکہ ہے، اُن کے
علاوہ بقیہ عہدہ داروں میں سے
بعض ندیموں کے متعلق بیان کیا
جاتا ہے کہ ان کی جاگیر دو اور بعض
کی ایک گاؤں ہوتی ہے، اس طرح
ہر ایک کو اپنی حیثیت اور مرتبہ کے
مطابق ۲۰ سے ۳۰ یا ۴۰ ہزار تنکے
تنخواہ میں ملتے ہیں، لباس وردی
اور خلعتیں ان کے علاوہ ہیں،

(فی ترتیب احوال هذه المملکة)
وتختلف الحال فی ذلک باختلاف
احوال السلطان اما الخدمة

(اس سلطنت کے دوسرے حالات)
بادشاہ کے حالات کے مطابق اس
کے احوال مختلف ہیں، خدمت کی

فخدمتان، احداهما الخدمة
اليومية فانه في كل يوم
يمد الخوان في قصر السلطان
ويأكل منه عشرون الف
نفر من الخانات والملوك
والامراء والاصفهسلارية
واعيان الجند ويمد السلطان
خوان خاص، ويحضره معه
من الفقهاء مائتا فقيه في
الغداء والعشاء ليأكلوا
معه ويحثوا بين يديه، و
حكى عن الشيخ ابي بكر بن الخلال
انه سأل طباخ هذا السلطان
عن ذبيحته في كل يوم فقال
الفان وخمسمائة راس من
البقر والفا راس من الغنم
غير ذلك الخيل المسمنة
وانواع الطير والثانية الجمعية
فحكى عن الشيخ محمد الخجندي

دو قسمیں ہیں (۱) روزانہ کی حاضر باشی
کیونکہ ہر روز شاہی محل میں دو دسترخوان
بچھتے ہیں، جس پر ۲۰ ہزار خوانین، ملوک
امراء، سپہ سالار، اور فوجی افسر کھانا کھاتے
ہیں، دوسرا دسترخوان سلطان کے لئے
مخصوص ہے، اس پر سلطان کے ساتھ
دو سو علماء اور فقہاء صبح و شام شریک
طعام ہوتے ہیں، اور اس کے سامنے
علمی مسائل پر بحث و گفتگو کرتے
ہیں، شیخ ابو بکر بن خلال کا بیان
ہے کہ انھوں نے بادشاہ کے باورچی
سے دریافت کیا کہ روزانہ کتنے جانور
ذبح ہوتے ہیں، اس نے بتایا کہ دو
ہزار پانسو گائیں اور دو ہزار بکریاں
ذبح ہوتی ہیں، (فربہ گھوڑوں اور علاوہ) پرندے ان کے علاوہ
ہیں، دوسرا طریقہ جمعہ یعنی ہفتہ وار
کھانے، شیخ محمد خجندی کا بیان ہے کہ
سلطان محمد تغلق شاہ کے یہاں منگل
کو ایک وسیع اور بڑے میدان میں

ان لهذا السلطان يوم الثلاثاء
جلوساً عاماً في ساحة عظيمة متسعة
الى غاية يضرب له فيها خباء
كبير سلطاني يجلس في صدره
على تخت عال مصفح بالذهب
وتقف ارباب الدولة حوله
يميناً وشمالاً وخلفه السلاح
داريه وارباب الوظائف قيام
بين يديه على منازلهم ولا
يجلس الا الخانات وصدر
جهان وهو قاضي القضاة و
الدبيران وهو كاتب السر الذي
تكون له النوبة ويقف الحاجب
امامه وينادي منادٍ ثم عامة
ان من كان له شكوى او حاجة
فليحضر فيحضر من له شكوى او
حاجة فيقف بين يديه فلا
يمنع حتى ينهي حاله ويأمر
السلطان فيه امره (ص ٩٥)

دربار عام منعقد ہوتا ہے جس میں ایک
بہت بڑا شاہی شامیانہ نصب کیا جاتا
ہے، اس کے صدر مقام میں بادشاہ ایک
بلند مرصع اور زرنگار تخت پر بیٹھتا ہے،
اس کے دائیں بائیں ارباب سلطنت ایستادہ
ہوتے ہیں، اور پیچھے کی جانب اسلحہ داران
سامنے کی طرف حسب مراتب عہدہ داران
شاہی کھڑے رہتے ہیں، بیٹھنے کی اجازت
صرف خوانین صدر جہاں یعنی قاضی
القضاۃ اور دبیران کو ہوتی ہے،
جن کی باری ہوتی ہے دربان اور حاجب
بادشاہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور
عام منادی کی جاتی ہے کہ جسے کوئی فریاد
کرنی ہو یا ضرورت بیان کرنی ہو وہ حاضر
ہو، چنانچہ جس کو کوئی ضرورت یا شکایت
کرنی ہوتی ہے، وہ بادشاہ کے روبرو
جاکر بغیر کسی روک ٹوک کے جو کہنا ہوتا
ہے، کہتا ہے، اور سلطان اس کے بارہ
میں حکم جاری کرتا ہے

ومن عادته ان لا يدخل عليه
احد ومعه سلاح البتة حتى
ولا سكين صغيرة ويكون
جلوسه داخل سبعة ابواب
ينزل الداخلون عليه على الباب
الاول وربما اذن لبعضهم
بالركوب الى الباب السادس و
على الباب الاول منها رجل معه
بوق فاذا جاء احد من الخانات
او الملوك او اكابر الامراء نفخ
فى البوق اعلاما للسلطان انه
قد جاء رجل كبير ليكون
دائما على يقظة من امره و
لا يزال ينفخ فى البوق حتى يقارب
الداخل الباب السابع فيجلس
كل من دخل عند ذلك الباب
حتى يجتمع الكل فاذا تكاملوا
اذن لهم فى الدخول فاذا
دخلوا جلس من له اهلية

دربار شاہی کا دستور یہ ہے کہ وہاں کوئی
شخص مسلح بلکہ ایک چھوٹا چاقو لے کر بھی نہیں
جا سکتا، سلطان سات دروازوں کے اندر
بیٹھتا ہے، بارگاہ سلطانی میں حاضر ہونے
والے پہلے ہی دروازہ پر سواری سے اترجاتے
ہیں، لیکن بعض بعض کو چھٹے دروازہ تک سوار
ہو کر جانے کی اجازت ہوتی ہے، پہلے دروازے
پر ایک شخص بگل لئے کھڑا ہوتا ہے، جب خوانین
یا ملوک یا اکابر امرا میں سے کوئی شخص حاضر
ہوتا ہے، تو وہ بگل بجاتا ہے تاکہ بادشاہ
مطلع ہو جائے کہ کوئی بڑا آدمی آرہا ہے
اور یہ بگل اس وقت تک بجتا رہتا ہے
جب تک کہ آنے والا ساتویں دروازے
کے قریب نہ پہنچ جائے، یہاں پہنچ کر
سب آنے والے بیٹھ جاتے ہیں، جب
جمع ہو جاتے ہیں، اور ان کی تعداد پوری
ہو جاتی ہے، تو انہیں بادشاہ کے حضور
میں حاضری کی اجازت دی جاتی ہے،
اور دربار میں پہنچنے کے بعد جن لوگوں کو بادشاہ

الجلوس و وقف الباقون وجلس
القضاة والوزير وكاتب السر في
مكان لا يقع نظر السلطان
عليهم ومد الخوان ثم تقدم
الحجاب قصص ارباب المظالم
وغيرهم ولكل نوع حاجب
ياخذ قصصهم ثم يرفعون
جميع القصص الى حاجب مقدم
على الكل فيعرضها على السلطان
جلس ذلك الحاجب الى كاتب
السر فادى اليه الرسائل في
ذلك فينفذها ، ثم يقوم السلطان
من مجلسه ذلك ويدخل
الى مجلس خاص ويدخل عليه
العلماء فيجالسه ويحادثهم و
وياكل معهم ، ثم ينصرفون و
يدخل السلطان الى دوره ،

(ص ۹۶)

[illegible] السلطان

کے سامنے بیٹھنے کا حق ہوتا ہے وہ
بیٹھ جاتے ہیں باقی لوگ کھڑے رہتے
ہیں، قاضی، وزیر، اور دبیر کی نشست گاہ
ایسی جگہ ہوتی ہے جو نگہ شاہی سے اوجھل
رہتی ہے، اس کے بعد میز بچھائی جاتی
ہے، اور حاجب مظلوموں اور فریادیوں
اور دوسرے اہل حاجت کے عریضے پیش
کرتا ہے اور ہر قوم کے لئے ایک الگ
حاجب مقرر ہوتا ہے، جو اُن کی درخواستیں
لیتا ہے، ہر قوم کے حاجب اپنی اپنی قوم
کی درخواستیں لے کر سب سے بڑے حاجب
کے سامنے پیش کرتے ہیں، اور حاجب
اعلیٰ ان ساری درخواستوں کو بادشاہ
کے حضور میں پیش کر دیتا ہے، اور اُن کے
متعلق احکام سنتا رہتا ہے جب سلطان
اٹھ جاتا ہے تو حاجب دبیر کے پاس جاکر
سارے کاغذات اس کے حوالہ کر دیتا ہے
اور وہ احکام سلطانی جاری و نافذ کر دیتا
ہے پھر سلطان اس مجلس سے اٹھ کر ایک دوسری

اما حاله فی الرکوب فان کان فی (٤٠)
قصوره یرکب وعلی راسه الجتر
والسلاح وحوله قریب اثنی عشر
الف مملوک جنیبهم، لیس فیهم
راکب الا حامل الجتر والسلاح
داریة والجمداریة حملة القماش
ان کان فی غیر قصوره، وعلی
رأسه اعلام سود فی اوساطها
تنین عظیم من الذهب لایحمل
احد اعلاما سودا الا له خاصة
وفی میسرته اعلام حمر فیها تنانین
ذهب ایضا، وطبوله التی یدق
بها فی الاقامة والسفر علی مثل
الاسکندر، وهو مائتا حمل نقارات

مجلسِ خاص میں رونق افروز ہوتا ہو، جس
میں علماء و فضلاء اس کے ہم نشیں ہوتے
ہیں، اور وہ ان سے بحث و مذاکرہ کرتا
ہو، اس کے بعد یہ لوگ واپس چلے آتے
ہیں، اور سلطان قصرِ شاہی میں چلا جاتا ہو۔
اس کی سواری کا حال یہ ہے کہ جب اپنے
محلوں میں سواری کرتا ہے، تو اس کے
سر پر چتر .... ہوتا ہے، اور پیچھے
اسلحہ بردار ہتھیار سنبھالے ہوتے ہیں،
اور ارد گرد ۱۲ ہزار کے قریب غلام
ہوتے ہیں، اور چتر بردار کے علاوہ سب
پیادہ پا ہوتے ہیں، اور جب محلوں سے
باہر سواری کرتا ہے تو چتر بردار کے
ساتھ اسلحہ بردار اور جامہ دار بھی سوار
ہوتے ہیں، بادشاہ کے سر پر چند سیاہ
پرچم ہوتے ہیں، جن کے بیچ میں سونے
کا ایک بہت بڑا سانپ بنا ہوتا ہے،
بادشاہ کے علاوہ کسی کو سیاہ جھنڈے
رکھنے کی اجازت نہیں، بادشاہ کے

وادبعون حملا من الكوسات
الكبار وعشرون بوقا وعشرة
صنوج. قال الشيخ مبارك
الانباتی: ويحمل على راسه
الچتر ان كان فی غير الحرب فان
كان فی الحرب . . . . . .
..... حمل على راسه سبعة
چتورة منها اثنان مرصعان
لا يقومان لنفاستهما، قال
وله ستة من الغرامة والعظمة
والقوانين الشاهنشاهية ما
لا يكون مثله الا للاسكندر
ذی القرنین، وملک شاه
بن الب ارسلان.

(ص ٩٦-٩٥)

ثم ان كان فی السبيل.

میسرہ میں سرخ جھنڈے ہوتے ہیں
اوران میں دو سنہرے اژدہے ہوتے
ہیں اور سکندر کی طرح سفر و حضر میں
اس کے بھی طبل و جھانجھ بجتے رہتے
ہیں جن میں ۲ سو نقارے، ۴۰ بڑے
طبل، ۲۰۰ بگل اور ۱۰ جھانجھ ہوتے
ہیں۔ شیخ مبارک انباتی کا بیان ہے
کہ جنگ کے علاوہ عام مواقع پر شاہ
کے سر پر ایک چتر ہوتا ہے، لیکن
جنگ میں اس کے سر پر سات چتر
ہوتے ہیں جن میں سے دو اس قدر
مرصع ہیں کہ ان کی عمدگی اور نفاست
کی وجہ سے ان کی قیمت کا اندازہ
نہیں لگایا جا سکتا۔ اس کی بزم اتنی
پرشوکت ہوتی ہے اور اس کے اتنے
شاہانہ قوانین ہیں کہ سکندر ذوالقرنین
یا ملک شاہ بن الپ ارسلان کے علاوہ
اور کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی

بادشاہ جب شکار کے لئے نکلتا ہو تو

فانه یخرج فی خف من اللباس
فی نحو مائة الف فارس و
مائتی فیل ومحمل معه اربعة
قصور علی ثمانمائة جمل، کل
قصر علی مائتی جمل ملبسة جمیعها
بستور الحریر المذهبة وکل
قصر طبقتان غیر الخیم و
الخرکاوات. فان کان ینتقل
من مکان الی مکان للتنزہ
ومانی معناه فیکون معه نحو
ثلاثین الف فارس، والف
جنیب مسرجة ملجمة ما بین
ملبس بالذهب ومطوق و
فیها المرصع بالجواهر والیواقیت

(ص ۹۷)

بہت ہلکے لباس میں ہوتا ہے مگر اس کے
ساتھ تقریباً ایک لاکھ سوار، ۲۰۰ ہاتھی
ہوتے ہیں، اور چار محل[۱] آٹھ سو اونٹوں
پر بار ہوتے ہیں، ہر محل دو سو اونٹوں
پر ہوتا ہے، جن پر حریر کی زرتار جھولیں
پڑی ہوتی ہیں، دوسرے خیمہ و خرگاہ
ان کے علاوہ ہوتے ہیں جب سلطان
سیر و تفریح یا کسی اور ضرورت سے
ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے تو
اس کے ساتھ ۳۰ ہزار سوار، اور ایک ہزار
کوتل گھوڑے ہوتے ہیں جن کی زینیں
طلائی اور طوق وغیرہ سونے جواہر
اور یاقوت سے آراستہ ہوتے ہیں،

وان کان فی الحرب فانه یرکب
وعلی راسه سبعة جتور، و
ترتیبه فی الحرب علی ما ذکرہ

جب بادشاہ میدان جنگ میں ہوتا
ہے اور سواری کرتا ہے تو اس کے سر
پر سات چتر ہوتے ہیں، اس کی

۱ـ اس سے مراد خیموں کے محل۔ "ض"

قاضي القضاة سراج الدين
الهندي: ان يقف السلطان
في القلب وحوله الائمة و
والعلماء والرماة قدامه
وخلفه وتمتد الميمنة و
الميسرة موصولة بالجناحين
وامامه الفيلة الملبسة
البركصطوانات الحديد
وعليها الابراج المسترة
فيها المقاتلة وفي تلك الابراج
منافذ لرمي النشاب و
قوارير النفط وامام الفيلة
العبيد المشاة في خفة
اللباس بالستور والسلاح
فيسحبون حبال الفيلة و
الخيل في الميمنة والميسرة
تضما طرائف[2] ...... من
حول الفيلة ومن ورائها

ترتیب اور شکل قاضی القضاۃ سراج الدین
ہندی نے اس طرح بیان کی ہے کہ
بادشاہ قلب میں کھڑا ہوتا ہے اس
کے ارد گرد ائمہ اور علماء اور آگے پیچھے
نیزہ باز اور تیر انداز میسرہ اور میمنہ دونوں
بازوؤں پر ہوتے ہیں، آگے ہاتھیوں
کا غول ہوتا ہے جو لوہے کے برگستوان
میں ملبوس ہوتے ہیں۔ اور ان کے اوپر
پردہ دار برج ہوتے ہیں، جن میں
جنگ باز اور حملہ آور رہتے ہیں، ان
برجوں میں تیر اور نفط[1] کے بوتل پھینکنے
کے لئے سوراخ ہوتے ہیں، ہاتھیوں
کے آگے ہلکے کپڑے پہنے اور ہتھیار
اور ڈھالیں لگائے پیادہ پا غلام
ہوتے ہیں جو ہاتھیوں کی رسیاں
کھینچتے ہیں، میمنہ اور میسرہ میں
گھوڑے سوار ہوتے ہیں جو ہاتھیوں
کے ارد گرد اور پیچھے سے گھیرے رہتے ہیں

[1] مٹی کے تیل کی قسم کا ایک آتش گیر مادہ،
[2] بیاض لا اصل ولعلہا اطراف الجیش

حتی لا یجد هارب له مفرا،

(ص ۹۰)

تاکہ کسی ہاتھی کو بھاگنے کا راستہ نہ مل سکے،

اما غیر السلطان من عساکره فقد جرت عادتهم ان الخانات والملوک والامراء لا یرکب احد منهم فی السفر والحضر الا بالاعلام، واکثر ما یحمل الخان معه سبعة اعلام واقل ما یحمل الامیر ثلاثة و اکثر ما یجر الخان فی الحضر عشر جنائب واکثر ما یجر الامیر فی الحضر جنیبان، وفی السفر یتعاطی کل احد منهم قدر طاقته،

(ص ۹۰)

سلطان کے علاوہ دوسرے فوجیوں کا عام دستور یہ ہے کہ خوانین، ملوک اور امراء میں سے کوئی شخص سفر و حضر میں بغیر جھنڈے کے سواری نہیں کرتا، عموماً خان کے ساتھ، جھنڈے اور امیر کے ساتھ کم از کم تین جھنڈے ہوتے ہیں اور حضر میں خان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ۱۰ کوتل گھوڑے اور امیر کے ساتھ ۲ ہوتے ہیں مگر سفر میں ہر شخص اپنی وسعت و حیثیت کے مطابق گھوڑے رکھتا ہے،

واما اتصال الاخبار بالسلطان فذکر قاضی القضاة سراج الدین الهندی ان ذلک یختلف باختلاف

بادشاہ کی خبر رسانی کے ذرائع کے متعلق قاضی القضاۃ سراج الدین ہندی بیان کرتے ہیں کہ یہ حالات کے مطابق بدلتے رہتے ہیں، رعایا

الاحوال : فاحوال الرعية له
ناس يخالطون الرعية و
يطلعون على اخبارهم فمن
اطلع منهم على شيء انهاه
الى من فوقه وينهيه الآخر
الى من فوقه حتى يتصل
بالسلطان ، واحوال البلاد
النائية لاتصال الاخبار
منها من السرعة ماليس
في غيرها من الممالك ، و
ذلك ان بين امهات الاقاليم
و بين قصر السلطان اماكن
متقاربة مشبهة بمراكز
البريد بمصر والشام الا
ان هذه الاماكن قريبة
المدى بعضها من بعض
بين كل مكانين نحو اربع
غلوات سهم او دونها ،
في كل مكان عشرة سعاة

کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایسے
لوگ ہوتے ہیں جو اُن میں گھل مل
کر حالات کا پتہ چلاتے ہیں، جب اُن
کو کسی بات کی اطلاع ملتی ہے تو اپنے
سے بڑے افسر کو اطلاع کرتے ہیں اور
وہ اس سے بڑے کو یہاں تک کہ
وہ خبر بتدریج سلطان کو پہونچ
جاتی ہے، دور دراز علاقوں کے
حالات جتنی جلدی یہاں معلوم
ہو جاتے ہیں اس کی نظیر دوسرے
ملکوں میں نہیں ملتی، اس کا طریقہ
یہ ہے کہ اہم صوبجات سے قصر شاہی
تک تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر منزلیں
ہیں جو مصر و شام کے ڈاک کے
مرکزوں کی طرح ہیں مگر یہاں کی
منزلیں ایک دوسرے سے بہت قریب
ہیں ہر دو منزلوں کا فاصلہ ۴ تیر
پرتاب یا اس سے کم ہی ہوتا ہوگا
ہر منزل میں دس نہایت طاقتور

معن له خفة و قوة و تحمل الكتب
بينه و بين من يليه و يعدو باشد
ما يمكنه الى ان يوصله الى الآخر
ليعدو به كذلك الى مقصده
فيصل الكتاب من المكان البعيد
في اقرب وقت و في كل مكان
من هذه الامكنة مسجد و سوق
و بركة ماء و بين دلي و قبة الاسلام[1]
اللتين هما قاعدتا المملكة طبول
مرتبة في امكنة خاصة فحيثما
كان في مدينة و فتح باب الاخرى
او اغلق يدق الطبل فاذا سمعه
ما يجاوره دق فيعلم خبر فتح
المدينة و فتح باب الاخرى
و غلقه .

(ص ۹۰)

اور تیز دوڑنے والے ہرکارے ہوتے ہیں جو
اپنے قریب کی منزل تک مراسلات پہنچاتے ہیں
جتنا تیز دوڑ سکتے ہیں اتنی تیزی سے دوڑ کر
مراسلہ دوسرے ہرکارہ کو پہنچاتے ہیں یہ ہرکارہ
اتنی ہی تیزی سے آگے والے ہرکارے کو پہنچاتا
ہے اس طرح دور دراز کے مراسلات
تھوڑے وقت میں ہر جگہ پہنچ جاتے ہیں ہر
ہر منزل پر ایک مسجد، بازار اور تالاب ہوتا
ہے دہلی اور قبۃ الاسلام[1] کے درمیان جو
حکومت کے پایۂ تخت ہیں خاص خاص مقامات
پر طبل ہوتے ہیں، بادشاہ کسی شہر میں بھی
ہو جب دوسرے شہر کا دروازہ کھولا
یا بند کیا جاتا ہے، تو طبل بجایا جاتا ہے
جب اس کے قریب کا آدمی اسے سنتا ہے
تو وہ بھی بجاتا ہے اس طرح ایک شہر
کے کھلنے اور دوسرے شہر کے دروازہ
کھلنے اور بند ہونے کی خبر ہو جاتی ہے۔

---

[1] یعنی دولت آباد دیوگرہ۔

(تمت)

مکتبہ دارالمصنفین

ہندوستان عربوں کی نظر میں

(جلد اول)

ہندوستان کی قدیم تاریخ سے متعلق قدیم عرب مصنفین خصوصاً عرب جغرافیہ نویسوں، سیاحوں اور مورخین کی کتابوں، سفرناموں اور تاریخوں میں جو بیش قیمت مواد پھیلا ہوا ہے اور جو تاریخ کے طالب علموں کے لئے بہت کارآمد ہے، اس کو دارالمصنفین نے بڑی دیدہ ریزی کے ساتھ دو جلدوں میں جمع کرایا ہے، پہلی جلد میں جاحظ، ابن خرداذبہ، سلیمان تاجر، ابوزید سیرافی، بلاذری، یعقوبی، ابن فقیہ ہمدانی، ابن رستہ، بزرگ بن شہریار، مطہر مقدسی، اصطخری، اور بشاری مقدسی وغیرہ کی کتابوں اور سفرناموں کے اقتباسات اور ان کا اردو ترجمہ ہے تاکہ جو لوگ عربی نہیں جانتے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں،

ضخامت ۳۸۰ صفحے، قیمت مجلد ، غیر مجلد

گجرات کی تمدنی تاریخ

(مسلمان حکمرانوں کے عہد میں)

گجرات کا اسلامی دور بہت شاندار رہا ہے اس دور میں گجرات نے علمی، تمدنی، صنعتی، تجارتی، تعمیری ہر حیثیت سے بڑی ترقی کی، اور وہ شاہان گجرات کے ذوق تعمیر و نفاست پسندی سے ضرب المثل بن گیا، جس کے آثار آج بھی یہاں پائے جاتے ہیں اور سیاحوں کو دعوت نظارہ دیتے ہیں اس بارہ میں کیا فارسی انگریزی و گجراتی میں بھی کوئی کتاب موجود نہیں ہے، ہماری زبان کے تاریخ گجرات کے مشہور ماہر خصوصی مولانا سید ابو ظفر ندوی مرحوم نے یہ کتاب لکھ کر اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے جس میں نہایت کاوش اور تلاش و جستجو سے قدیم فارسی ماخذ اور دوسری کتابوں سے گجرات کی تمدنی تاریخ اور شاہان گجرات کے آثار و [illegible] متعلق ہر قسم کے معلومات فراہم کئے گئے ہیں

قیمت :

(طابع و ناشر صدیق احمد)